توحید کا خنجر

مصنف: مولانا امام علی دانش قاسمی

ناشر
عظیم بکڈپو دیوبند (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توحید کی حقیقت قرآن و حدیث کی روشنی میں

توحید کا خنجر

ارشد القادری کی کتاب ”زلزلہ“ اور ”زیر و زبر“ جیسی زہریلی کتابوں کا دندان شکن جواب

از قلم: مولانا امام علی دانش

ناشر

عظیم بکڈپو جامع مسجد دیوبند یوپی

فون: (۰۱۳۳۶) ۲۳۸۴۵

کتاب کا نام :۔۔۔۔ توحید کا خنجر

مصنف :۔۔۔۔ مولانا امام علی دانش قاسمی

صدر المدرسین مدرسہ محمودیہ محمدی ضلع لکھیم پور (یوپی)

باہتمام :۔۔۔۔ عبد اللہ راہی منیجر عظیم بکڈپو دیوبند

کاتب :۔۔۔۔ محمد عیاض قاسمی دیوبند

طباعت :۔۔۔۔ ربانی آفسیٹ پریس دیوبند 23565

عکسی طباعت :۔۔۔۔ پہلا ایڈیشن اکتوبر ۱۹۹۹ء

قیمت :۔۔۔۔ ۵۰/-

کتاب ملنے کے پتے

مکتبہ دانش محمدی ضلع لکھیم پور (یو، پی)

مدینہ ایجنسی جھانپا بازار کھمبت والا مارکیٹ سورت (گجرات)

ممتاز بکڈپو ۳۱/۲/۱ شیواجی نگر گونڈی ممبئی

انجم بکڈپو ۲۰۸ جامع مسجد اردو بازار دھلی

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اہل بدعت سے ناراضی

دین بدلنے والوں کے لئے ہلاکت اور بربادی

آب کوثر سے محروم رہیں گے پیاسے جہنم میں ڈالے جائیں گے!

حدیث شریف

عن سھل ابن سعد قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی علی الحوض من مرّ علی شرب ومن شرب لم یظمأ ابداً لیردن علیّ اقوام اعرفھم و یعرفونی ثم یحال بینی وبینھم فاقول انھم منی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی (بخاری)

ترجمہ ـــــ حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں حوض کوثر پر (تمہارے انتظار میں) پہلے سے موجود ہوں گا جو میرے پاس سے گزرے گا پیے گا اور جو پیے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اتنے میں کچھ گروہ میرے سامنے سے گزریں گے میں ان کو پہچانوں گا وہ مجھے پہچان لیں گے تو میرے اور ان کے درمیان حائل ہو جایا جائے گا (یعنی فرشتے میرے پاس آنے سے ان کو بحکم خدا روک دیں گے) تو میں کہوں گا یہ میرے ہیں تو جواب میں کہا جائیگا بیشک آپ نہیں جانتے جو انہوں نے دین میں آپ کے بعد ایجاد کیا تھا، سنکر میں کہوں گا کہ بربادی اور ہلاکت ہو اس کے لئے جس نے میرے بعد دین کو بدل دیا۔

بریلوی عالموں پر بدنصیبی مسلط ہوگئی ہے

مولوی ارشد القادری کا اقرار نامہ

(بریلوی ماہنامہ "المیزان" بمبئی دسمبر ۱۹۷۹ء کے شمارہ میں ارشد القادری کا ایک خط ایڈیٹر کے نام چھپا ہے، اس خط کے درج ذیل اقتباسات بریلویوں کا پول کھولنے کیلئے کافی ہیں۔)

ع آئینہ آئینہ سہی لیکن تیرے پندار کا جواب تو ہے

"کہنے کے لئے آپ چیختے رہئے کہ آپ ہندوستان میں سواد اعظم ہیں آپ کی تعداد دس کروڑ ہے لیکن آپ اس تلخ حقیقت کو جیسے بھی ہو حلق کے نیچے اتار لیجئے کہ آپ کروڑوں کی بھیڑ رکھتے ہوئے بھی جماعت نہیں ہیں، اور سب سے بڑا ماتم تو اس شامت نصیبی کا ہے کہ ہم پیدا ہوتے ہی اہلسنت وجماعت کہنے لگتے ہیں یعنی کوئی پیدا ہو کر جماعت بناتا ہے اور ہم جماعت لیکر پیدا ہوتے ہیں۔" (ص ۶)

"جماعتی تنظیم کا سوال تو اپنی جگہ پر ہے لیکن ان سب سے بڑا خطرہ تو یہ پیدا ہو گیا ہے کہ ہمارے مسلک آنیوالی نسلوں میں محفوظ بھی رہ سکیں گے یا نہیں۔" (ص ۶)

"کسی جماعتی نظام کی بات کرنا فیشن کے طور پر ہو تو چنداں مضائقہ نہیں لیکن ازراہ حقیقت تو اس سے بڑھ کر کوئی حماقت کی بات نہیں ہو سکتی۔" (ص ۷)

"ہم نے سب سے التجائیں کی ہیں کہ خدارا اپنی زندگی میں ہمیں کسی ایک پرچم کے نیچے جمع کر دیجئے تاکہ ہم آپ کے بعد ایک متحدہ نظام جماعت کے سائے میں اپنا وجود برقرار رکھ سکیں لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بدنصیبی ہمارے اوپر مسلط ہو گئی ہے۔ ہمیں نہایت قلق ہے کہ ہمارے بزرگوں نے اس التجا کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔" (ص ۷)

(بحوالہ رضاخانیت کا تنقیدی جائزہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم النبیین
وآلہ وصحبہ اجمعین امابعد

مقدمہ

فرقہ ناجیہ کون ہے؟

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یارسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وفی روایۃ احمد وابی داؤد وعن معاویۃ ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ وانہ سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بھم تلک الاھواء کما یتجاری الکلب بصاحبہ لا یبقی منہ عرق ولا مفصل الا دخلہ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صـ۱۴۲ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر ضرور ایسی حالت آئیگی جیسی کہ بنی اسرائیل پر آچکی ہے قدم بقدم یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں پر علانیہ آیا ہوگا تو میری امت میں سے بھی کوئی ہوگا جو کریگا۔ اور بنی اسرائیل بہتر فرقے ہوگئے تھے اور میری امت تہتر فرقے ہوجائے گی ایک فرقے کے سوا سب جہنم میں جائیں گے۔ اصحاب نے عرض کیا وہ فرقہ ناجیہ کون ہے اے رسول خدا۔ آپنے فرمایا جس طریقے پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور احمد و ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت معاویہ سے نقل ہے کہ بہتر دوزخ میں ہوں گے اور ایک جنت میں اور وہ الجماعۃ ہے اور بلاشک میری امت میں ایسے لوگ نکلیں گے جنہیں یہ خواہش (بدعتیں) اسی طرح بس جائیں گی جیسے کتا کاٹے ہوئے میں کاٹنے کا مرض سرایت کرتا ہے کہ کسی رگ و

جوڑ کو نہیں چھوڑ تا کہ جس میں داخل نہ ہو جائے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ یہودیوں اور عیسائیوں جیسی عقائد واعمال کی گمراہیاں مسلمانوں میں بھی پھیلیں گی البتہ پوری امت کبھی گمراہ نہ ہوگی، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں ان کی شریعت کی حفاظت ضرور کی جائے گی اور ان کے لائے ہوئے کامل دین کی حامل ایک جماعت ضرور رہے گی جو نجات پائے گی، وہ حق پرست جماعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سچی پیروی کریگی اس کا امتیازی لقب الجماعۃ ہوگا جس میں وہ حق پرست شامل ہوں گے جو سنت رسول اور اسوۂ صحابہ کی روشنی دنیا میں پھیلائیں گے، بدعات وخرافات کی تاریکی مٹائیں گے اور ان کے مقابلے میں ایسے نفس پرست بدعت نواز فرقے نکلیں گے جن کے دماغوں میں نفس پرستی کا جنون سمائیگا اور جو بدعتوں کی محبت میں دیوانے ہو جائیں گے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح کرتے ہوئے اس روایت کے تحت فرماتے ہیں!

چنانکہ صاحب علت کلب از آب بگریزد ونتواند آں را خورد و تشنہ بمیرد ہمچناں اہل اہوا، از علم دین بگریزند ونتوانند ازاں مستفید شوند ومحروم ازاں بمیرند و در بادیہ جہل و بادیۂ بدعت جان دہند۔	جیسے کتا کاٹے ہوئے مریض پانی سے بھاگتے ہیں اسے پی نہیں سکتے پیاسے مرجاتے ہیں ایسے ہی نفس پرست لوگ علم دین سے بھاگتے ہیں اور اس سے فائدہ مند نہیں ہو سکتے محروم رہکر مرجاتے ہیں اور جہالت کے جنگل اور بدعت کے بیابان میں جان دیدیتے ہیں، ہم اللہ سے عافیت لنگتے ہیں
نسأل اللہ العافیۃ	

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسلمانوں میں کتاب وسنت کی جو قولی وعملی تشریح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیش کی ہے اس کی مخالفت کرنے والے گمراہ فرقے پیدا ہوتے رہتے ہیں، روافض، خوارج، معتزلہ وغیرہ کتنے ہی گروہ ظاہر ہوئے سب کی جہالت وضلالت کی بنیاد یہی ہے کہ انہوں نے کتاب وسنت کو سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے سب سے پہلے ایمان لانے والے دین پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے والے اصحاب مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ کی عقل وبصیرت پر اعتماد نہیں کیا ان کی دیانت وامانت کو مجروح کیا ان کے طریقۂ عمل سے روگردانی کی نتیجہ ظاہر ہے خود

بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنے۔ بعض فرقے ہلاک ہو چکے ہیں اور جو باقی ہیں یا ظاہر ہونے والے ہیں ان تمام کا انجام ایک ہی ہونا ہے کہ جہالت و بدعت کے بیابان میں ٹھوکریں کھا کر ہلاک ہو جائیں. نجات و مغفرت سے محروم رہیں گے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے پیغمبر اور ان کے صحابہ کرام کے طریقے پر چلنے والے مجددین اسلام، ائمہ دین، مومنین و مخلصین کو یہ توفیق بخشی ہے اور بخشتا رہے گا کہ وہ سنتوں کی اشاعت اور بدعتوں کی تردید میں اپنی زندگیاں قربان کرتے رہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارکباد دی ہے ان خوش نصیب بندوں کو جو دنیا کے لئے اجنبی بن جاتے ہیں اور طریق سنت میں گمراہ لوگوں کے برپا کئے ہوئے فساد کو مٹاتے ہیں امت میں عقیدہ و عمل کا فساد ظاہر ہونے کے زمانے میں جو لوگ راہ سنت پر ثابت قدم رہتے ہیں انہیں سو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے اور بدعت پرستوں کی نہ نماز قبول ہوتی ہے، نہ روزہ، نہ صدقہ، نہ حج، نہ جہاد، نہ فرض، نہ نفل وہ اسلام سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے بال آٹے سے۔ (ابن ماجہ)

اہل السنت والجماعت اور ان کے مخالفین

جن کی بنیاد سنت وجماعت پر نہیں ہے بلکہ خود اپنے اپنے ذہنی منصوبوں پر ہے وہ اسلام کے خلاف نئے نئے فرقے بنا کر مسلمانوں سے الگ تھلگ اپنا وجود باقی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور خود کو مسلمان کہتے ہیں اور اپنے تمام مخالفین کو کافر و مرتد قرار دیتے ہیں ان کے برخلاف اہل حق ہیں جن کا لقب صحابہ کرام اور تابعین کے زمانے ہی سے اہل السنت والجماعت ہے جن میں محدثین و فقہا، مفسرین و متکلمین مشائخ سلوک و طریقت، مجاہدین و حکام اسلام سب شامل ہیں۔ شیخ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب البدور السافرہ فی امور الآخرہ" میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے

عن ابن عباس رض قال یوم تبیض وجوہ اهل السنة والجماعة وتسود وجوہ اهل البدعة والضلالة

(البدور السافرہ ص ۱۴۲ اسٹیم پریس لاہور ۱۳۳۰ھ)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت قرآنی یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ کی تفسیر میں فرمایا:۔

جس دن اہل سنت وجماعت کے چہرے سفید وروشن ہوں گے اور اہل بدعت وضلالت کے چہرے کالے ہوں گے۔"

ہندوستان میں دینی دعوت کے مجدّد

ہندوستان میں بھی سنت وجماعت کے مخالفت کرنے والے روافض وغیرہ کے اثرات سے شرک وبدعت کی تاریکیاں چھاگئی تھیں، اللہ تعالیٰ نے اہل السنت والجماعت کے علماء کرام خصوصاً حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ اور ان کے جانشینوں کو شرک و بدعت کی تردید اور توحید وسنت کا پرچم بلند کرنے کے لئے کھڑا کر دیا ان حضرات کو تجدد دین کے لئے کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ان کا اندازہ کرنے کے لئے یہ حالات پڑھئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوب ۵۴ دفتر دوم ص ۱۰۳ میں لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے بدعت کے نام اور عمل سے بھی پرہیز لازم ہے، جب تک بدعت حسنہ سے بھی اسی طرح پرہیز نہ کرے جس طرح بدعت سیئہ سے پرہیز کی جاتی ہے، رضا خانیت کی خوشبو طالب کے دماغ تک نہیں پہنچ سکتی اور یہ بات آج بہت مشکل ہوگئی ہے ایک جہاں بدعت کے دریا میں ڈوبا ہوا ہے اور لوگ بدعت کے اندھیروں میں آرام لے رہے ہیں کسی کی مجال ہے کہ بدعت کے خلاف دم مارے اور احیاء سنت کے لئے زبان کھولے اس وقت اکثر مولوی بدعتوں کو رواج دے رہے ہیں اور سنتوں کو مٹا رہے ہیں، رواج یافتہ بدعتوں کو مجبوری قرار دیکر ان کے جائز بلکہ بہتر ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں اور لوگوں کو بدعت کی راہ دکھا رہے ہیں۔"

خاندان ولی اللہی کی خصوصیات

حضرت مجدد صاحب اور ان کے خلفاء کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور ان کے سلسلہ کے علماء حق سے اللہ تعالیٰ نے سنت وجماعت کی اتباع کا پیغام زندہ رکھنے کی خدمت لی اور ان کے وارثین حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے ساتھیوں کو دین کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کی نعمت سے نوازا، ان حضرات کی نعمتوں اور قربانیوں کا مسلمانوں پر جو اثر پڑا اور دین کی جو تجدید ظہور میں آئی اور اصلاح وتقویٰ، تعلق باللہ، جذبۂ جہاد اور اتباع سنت کی صفات کو جو نئی زندگی

حاصل ہوئی اسے دیکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا ہر فدائی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ یہ حضرات اس دور میں اللہ کے خاص مقبول بندوں میں سے تھے اس کے بعد تیرہویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے شروع میں انہیں مجاہدین اسلام اور مصلحین امت کے علمی اور روحانی وارثین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور ان کے سلسلہ کے علماء حضرت شیخ الہندؒ مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا کفایت اللہ دہلویؒ، حضرت مولانا عبد الشکور لکھنویؒ وغیرہ اکابر ملت کو اور ان کے فیض یافتہ علماء و صلحا کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس دین کی حفاظت اور انوار توحید و سنت اور علوم اسلامی کی اشاعت کے لئے منتخب فرمایا ان حضرات نے دار العلوم دیوبند جیسے علمی و دینی مراکز قائم کر کے مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور کامل اتباع کی دعوت دی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر قولی و اعتقادی عملی و حالی حیثیت سے امت مسلمہ کی اصلاح فرمائی اسلامی خدمت کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا، پرچم حق و صداقت کو بلند کیا اور باطل کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا ان حضرات کی دینی خدمات سے پورا عالم فائدہ اٹھا رہا ہے، کتاب و سنت کی بنیاد پر اسلام کی خدمت کرنے والے ہر فرد اور ہر طبقہ کی گردن پر علماء دیوبند کا بارِ احسان ہے۔

علماء دیوبند اس دور میں اہل السنت والجماعت کے مسلک اعتدال پر پورے اخلاص اور دیانتداری سے قائم ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو سنت و جماعت کے صراط مستقیم پر چلنے والوں کا رہبر بنا دیا ہے وہ فرقہ ناجیہ کا مصداق ہیں اس کی شہادت دینے کے لئے ہر انصاف پسند شخص مجبور ہے سچ کہا ہے ظفر علی خاں مرحوم نے ؂

شاد باش و شاد زی اے سرزمینِ دیوبند ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

باطل پرستوں کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کے جتنے پیغمبر آئے سب کا باطل پرستوں نے استہزا کیا، قرآن مجید میں ہے:۔

یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ترجمہ

کیسی حسرت ہے ان بندوں پر کہ ہماری طرف سے جو رسول بھی ان کے پاس پہنچے یہ ان کے ساتھ تمسخر اور استہزاہی سے پیش آتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں ایسے گمراہ اور جہنمی لوگ بھی ہوئے ہیں جنہوں نے نفس پرستی کے خلاف اللہ کے رسولوں کا پیغام سنکر ان کو قتل کر دیا۔ معاذ اللہ

تمام رسولوں کے سردار خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب وایذارسانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی آپؐ پر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہوگیا آپؐ کے بعد رشد وہدایت کا سلسلہ صحابۂ کرام اور ان کے نائبین علماء ربانی کے ذریعہ جاری ہوا۔ ان حضرات کو اتباع انبیاء ورسل علیہم السلام کے صدقہ میں دین کے دشمنوں کی طرف سے تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں، شیخ تاج الدین سبکی نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں رنج اور غصہ کیساتھ لکھا ہے :-

ما من امام الا وقد طعن فیہ طاعنون وھلك فیہ ھالکون۔	یعنی امت کا کوئی امام ایسا نہیں جس کو حملہ کرنے والوں نے اپنے حملوں کا نشانہ نہ بنایا ہو اور جس کی شان میں گستاخیاں نہ کر کے ہلاک ہونے والے ہلاک نہ ہوئے ہوں۔

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

بریلی کا فتنہ

اکابر اہل سنت وجماعت کی اتباع کی سعادت علماء دیوبند کو اس طور سے بھی حاصل ہوئی کہ ان کے خلاف شرک وبدعت نواز مولویوں نے ایک مستقل محاذ قائم کر دیا جن میں والذی تولیٰ کبرہٗ کے مصداق بریلی کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں جنہوں نے عرصہ تک مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلویؒ کو اپنی بدگوئی اور کفر بازی کا نشانہ بنایا اور اپنی طرف سے گندے اور خبیث عقیدے بنا بنا کر حضرت شہیدؒ کی طرف منسوب کر کے اپنے شوق تکفیر کا مظاہرہ کرتے رہے اس کے بعد اسی سلسلۂ ہدایت کے علماء اہل السنت والجماعت کے رہنما اکابر دار العلوم دیوبند کو اپنی مشق ستم کے لئے منتخب کیا اور زندگی بھر ان بزرگوں اور مسلمان سمجھنے والوں کی بدگوئی اور تکفیر کر کے ان کے درجات وحسنات میں اضافہ وترقی اور اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرتے رہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کو یہ تاریخی حیثیت حاصل ہے کہ انھوں نے اپنے مخالفوں کو کافر کہنے، ان کے لئے خلاف تہذیب زبان استعمال کرنے میں کسی بھی قسم کی جھجھک نہیں محسوس کی ہے. شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے سلسلہ سے منسلک علماء اہل سنت وجماعت سے تو خاں صاحب بریلوی کو انتہائی حسد وبغض تھا ہی ان حضرات کے علاوہ قوم وملت کے رہنما نے جو بھی دینی، اصلاحی قومی، سیاسی تحریک شروع کی بریلی کے یہ اسلام وایمان کے ٹھیکیداران کو ملامت ولعنت کا نشانہ بنانے سے باز نہ آئے۔

ندوۃ العلماء کی تحریک کے ابتدائی جلسہ میں مولوی احمد رضا خاں خود بھی شریک تھے مگر پھر اس ندوی تحریک کے اتنے بڑے دشمن بن گئے کہ ندوی کے خلاف بھی تکفیر کا فتویٰ مرتب کیا، اس کا نام "الجام السنہ لاہل الفتنۃ" رکھا پھر اس پر علماء حرمین کی توثیق کرائی گئی اور تمام مضامین کو جمع کرکے ۱۸۹۹ء میں "فتاوی الحرمین برجف ندوی المین" کے نام سے شائع کیا گیا اب حالت یہ ہے کہ ایک بریلی مبلغ محمد عمر رضوی لکھنوی مدیر ماہنامہ "سنی" نے ندوہ کی شان میں یہ شعر لکھا ہے

جسے کہتے ہیں سب ندوی یہ ہے شیطان کا مرکز یہاں ابلیسیت کی سربسر تعلیم ہوتی ہے۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بانی سر سید احمد خاں کے بعض معتقدات پر علماء دیوبند نے بھی نکیر کی ہے مگر ان کا مقصد اصلاح تھا اس لئے شرافت کے دائرے میں رہتے ہوئے تنقید کی ہے اور بریلوی اعلیٰ حضرت کے یہاں بد گوئی ہی سب سے بڑا کمال ہے. ملاحظہ ہو الملفوظ حصہ سوم ص۱ پر ہے کسی نے پوچھا تھا کہ:۔

بعض علی گڑھی کو سید صاحب کہتے ہیں، تو اسکے جواب میں خاں صاحب بریلوی کہتے ہیں: "وہ ایک خبیث مرتد تھا"

کہاں ہیں سر سید کو محسن ملت سمجھنے والے بریلوی ذہنیت کی خباثت کا مطالعہ کریں خلافت تحریک میں شامل علماء ورہبران ملت کو منہ بھر کر گالیاں سنائی گئیں اور حضرت شیخ الہندؒ مولانا محمود الحسنؒ دیوبندی کو تحریک خلافت کا سب سے بڑا رہنما تسلیم کرلینے کی وجہ سے اپنے ہم مسلک علماء، مولانا عبد الماجد بدایونی وغیرہ کو بھی کافر ومرتد بنا ڈالا گیا

۱۳۳۹ھ میں جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی کی طرف سے ایک رسالہ چھاپا گیا۔ جس کے ص۹ پر یہ اعلان ہے:۔

"ہم ہزار بار کہہ چکے ہیں اور ہمیشہ کہیں گے اور اب بھی اعلان ہے کہ مشرکین و وہابیہ و دیوبندیہ کو قطعی رفع کر دو خالص سنی رہ جاؤ اور تمام کفریات و وبالات سے جن کے مرتکب ہو رہے ہو توبہ چھاپ کر باز آجاؤ، سلطنت اسلام و اماکن مقدسہ کی حفاظت جائز و ممکن و مفید طریقوں سے چاہو ہم تمہارے ساتھ ہیں بلکہ تمہاری خدمت کو حاضر ہیں"۔

مولوی حشمت علی رضوی نے اسی زمانہ میں ایک اشتہار "اسلامی پیغام فرنگی و بدایونی و مسٹر بریلوی کے نام" چھپوایا جس کے ص۲ پر لکھا ہے:۔

"مولوی عبدالماجد صاحب حضرت مولانا عبدالقادر صاحب کے پر پوتے بنتے ہیں۔ استصواباً گذارش ہے کہ کیا ایسے مرتد کو مرحوم لکھنے والا خو مرتد و کافر بغضب الٰہی سے مرجوم نہیں ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ دیوبندی عالم کو مرحوم لکھنے کی وجہ سے مولانا عبدالماجد بدایونی باوجود بدعت نواز مولویوں میں شامل ہونے کے کافر و مرتد ہو گئے استغفراللہ۔ نیز ان کے بارے میں یہ بھی لکھ دیا کہ:۔

"ہاں یہ تو وہی ہیں جنہوں نے قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نچھاور کر دی"۔

خلافت کمیٹی اور کانگریس وغیرہ انگریزوں کی حکومت ناپسند کرنے والی جماعتوں کی حمایت کرنا بریلوی مولوی صاحبان کی نظروں میں قرآن و حدیث کی تمام عمر کی خدمات کو بت پرستی پر نچھاور کر دینا ہے۔ تحریک خلافت اور جنگ آزادی کے مشہور رہنماؤں شوکت علی و محمد علی صاحبان پر انگریز دشمنی کے جرم میں یہ الزام لگایا جسے اشتہار مذکور کے ص۲۱ پر اس طور سے لکھا ہے:۔

"شوکت علی صاحب کو بھی حامیان اسلام میں گنا ہے مگر یہ وہی ہیں جنہوں نے مشرکین کی خوشنودی خدا کی خوشنودی مانی، رام کی دہائی پکاری، خدا کی رسی مضبوط پکڑنے پر دین جاتا رہنا ممکن بتایا، ایسا مذہب بنانا چاہا جو ہندو مسلم امتیاز کو اٹھا دے سنگم دیر کیا

کو مقدس علامت ٹھہرادے۔"

حکومت ہند کے سابق وزیر تعلیم جمعیۃ علماء، خلافت کمیٹی و کانگریس کے مخلص رہنما مولانا ابوالکلام آزاد پر صا۲۱ پر بہتان تراشا کہ انھوں نے قرآن کی تکذیب کی اور حواریین کی توہین کی ہے۔

مولانا آزاد سبحانی نے طلبۂ لاہور کے جلسہ منعقد ۲۶ نومبر ۱۹۲۰ء میں بیان کیا تھا کہ :"کیا وہ راستہ جو ملت اسلامیہ کے اجماع کا راستہ ہے اور جس پر تمام علماء ہند اور حضرت مولانا محمود الحسنؒ جیسے شیخ الاسلام اور صدق و امانت کے حامل آپ کے رہنما ہیں کیا وہ گمراہی کا راستہ ہو سکتا ہے؟"

اس بیان کا حوالہ دے کر اشتہار مذکور میں لکھا ہے کہ :"کیا دیوبندی مرتد کو حضرت مولانا شیخ الاسلام رہنما صدق و امانت کا حامل کہنے والا خود کافر نہیں۔"

غرض جس نے بھی تمام مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنے کی کوشش میں حصہ لیا تاکہ سب کے مشترک دشمن انگریز کو شکست دی جا سکے۔ ایسا شخص چاہے اپنے ہی مسلک و مشرب کا کیوں نہ ہو اسے خاص بریلوی مولویوں نے کافر و مرتد بنا ڈالا، مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے چار سو تک کفریات ایک رسالہ مسمیٰ "حق کی فتح مبین" میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے شائع شدہ خط میں لکھی ہیں یہ رسالہ اولاً محمد میاں مارہرہ والوں نے شائع کیا تھا۔

مولوی احمد رضا خاں نے جو مسلمانوں کو کافر کہنے کا فتنہ اٹھایا تھا اسے مولوی حشمت علی رضوی نے "تجانب اہل السنہ لاہل الفتنہ" نامی کتاب لکھوا کر انجام تک پہنچا دیا جس میں مسلمانوں کی تمام جماعتوں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، ندوۃ العلماء، خدام کعبہ، خلافت کمیٹی، جمعیۃ علماء ہند، خدام الحرمین، اتحاد ملت، مجلس احرار، مسلم لیگ، مسلم آزاد کانفرنس، نمازی فوج، جمعیۃ تبلیغ الاسلام انبالہ، سیرت کمیٹی پٹی لاہور، امارت شرعیہ بہار شریف، آل پارٹیز کانفرنس اور برادری کی بنیاد پر بننے والی مومن کانفرنس، جمعیۃ المؤمنین، جمعیۃ الانصار، جمعیۃ المنصور، جمعیۃ الادریسیہ، جمعیۃ القریش، جمعیۃ الراعین، افغان کانفرنس، میمن کانفرنس، مسلم کھتری کانفرنس، جمعیۃ آل عباس، آل انڈیا کمبوہ کانفرنس، آل انڈیا پنجابی

کانفرنس وغیرہ سب کو بیک قلم مرتدین وکافرین کی بنائی ہوئی بتلایا ہے اور مسلم لیگ کے چاروں مقاصد کو محرمات وخباثات، شناعت وضلالات وکفریات پر مشتمل قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو تجانب اہل السنہ ص ۹۰، ۹۱، ۱۱۲) اور اسی کتاب کے ص ۳۴۴، ۳۴۵ پر ڈاکٹر اقبال مرحوم اور خواجہ الطاف حسین حالی مرحوم کو دہریت والا اور کفریات وضلالات کا پروپیگنڈہ کرنے والا بتلایا ہے۔

غرضیکہ اپنے ہم نوا وہم پیالہ چند لوگوں کے علاوہ تمام علماء کرام اور رہنمایان ملت کو چاہے وہ کانفرسی ہوں یا مسلم لیگی یا غیر جانبدار رہوں (بریلویوں کی زبان میں صلح کلی) اور ان کو مسلمان سمجھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر ومرتد قرار دینے کا تاریخی سیاہ کارنامہ علماء بریلی کا شاہکار ہے کسی نے سچ کہا ہے ؎

شرک و بدعت، فتنہ انگیزی و تکفیر سلف ۔۔۔ بس انہیں دو چار باتوں پر تو ان کو ناز ہے

شرک و بدعت کی اشاعت

اپنے گروہ کے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر کہنے کے بعد رضاخانی علماء نے بے پڑھے لکھے عوام کو اپنا حمایتی بنانے اور حلوے مانڈے سے اپنی خشک دماغی دور کرنے کیلئے جاہلوں میں پھیلی ہوئی بدعتوں اور شرکیہ رسموں کو جائز کہنے کی تحریک شروع کر دی اور اپنے "فرقہ رضاخانی" کو ممتاز کرنے کے لئے چند نئی بدعتیں نکال کر انہیں شعار وعلامت ٹھہرایا اور اس کوشش میں حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی اور ان کی اصلاحی جدوجہد کو فروغ دینے والے تمام ہی اہل سنت وجماعت مسلمانوں کو وہابی کبھی گلابی وہابی، دیوبندی وہابی جیسے لقبوں سے یاد کیا اور اپنی شرک نوازی اور بدعت پرستی کی ناپاکی چھپانے کے لئے "غالی بدعتی رضاخانی فرقہ" کو سنی حنفی کہنے لگے اور عاشق رسول ہونے کا دعویٰ اس زور وشور سے بار بار دہرایا کہ رات کو دن کہنے والے اور محبت اہل بیت کا نعرہ لگا کر ان کے طریقے سے منہ موڑنے والے بھی پیچھے رہ گئے، اب بریلوی علماء کی حالت یہ ہے ؎

یہ عالم آہ جن پر فرض ہے تبلیغ سنت کی ۔۔۔ جڑیں مضبوط کرتے ہیں غضب ہے شرک و بدعت کی

جہاں پہنچے وہاں کا دیکھ کر ماحول آبادی ۔۔۔ وہیں کے حسب حال ایک زور کی تقریر فرمادی

حقوق بندگی کتنے ہیں یہ کچھ بھی نہ بتلایا سنائیں اہل حق کو گالیاں محفل کو گرمایا
جو ہیں احکام دیں انکو تو مولانا نے رو ڈالا جو ان کا دین و مذہب ہے وہی حق ہے فرمایا
شریعت کیا ہے بدعت کیا ہے ناحق لڑتے مرتے ہو نہ سب کچھ دین ہے جس کو سمجھ کر دین کرتے ہو
بپا ہے ان کے فتوؤں سے مسلمانوں میں ہنگامہ چھپائے ہیں یہ گندہ ذہنیت کو زیر عمامہ

امتِ مسلمہ کے یہود

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پہلے ہی خبردار فرمایا تھا کہ اس امت میں بنی اسرائیل جیسی گمراہیاں پھیلیں گی اس لئے کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامے رہنا ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق اس امت میں بھی قبر پرستی کی بیماری عام ہو گئی، پیر پرستی کا مرض پیدا ہو گیا، علماء و مشائخ کو ارباباً من دون اللہ قرار دیا جانے لگا (انہیں بیماریوں نے بنی اسرائیل کو تباہ کیا تھا)

افسوس کہ شرک و بدعت سے بچنے کی شدید تاکید ہوتے ہوئے بھی اپنے کو مسلمان کہنے والوں نے ہزاروں من مانے، حاجت روا، مشکل کشا ٹھہرا لئے۔ نفس پرستی، جھنڈا پرستی، تعزیہ پرستی وغیرہ نہ جانے کتنے قسم کی پرستشیں رائج ہو گئیں، توحید جو ایمان و اسلام کی روح اور اتباع سنت جو عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معیار ہے اسے فراموش کیا جانے لگا بقول حالی مرحوم یہ حالت ہو گئی ؎

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ ایمان بگڑے نہ اسلام جائے

شہید کا اسلامی پیغام اور اس کے دشمن

توحید وسنت کے پیغام کو صاف سادہ زبان میں حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلویؒ نے تقویۃ الایمان میں پیش فرمایا۔ مولانا شہید متبحر عالم تھے مجاہد تھے توحید وسنت کے مبلغ تھے، شرک وبدعت کے مقابلے میں اللہ کی تلوار تھے جن لوگوں کے دلوں میں ایمان ویقین کی روشنی موجود تھی جو خدا کے بندے نور بصیرت کی دولت سے مالا مال تھے جن میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا جذبہ تھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت کی سچی لگن پائی جاتی تھی، انہوں نے شہید کا پیغام حق قبول کیا اور شرک وبدعت سے توبہ کرکے سچے پکے مومن ومسلم اور محب رسول بن گئے اور جن کے دل ودماغ کو بدعات کی محبت نے ماؤف اور بیکار کردیا تھا وہ راہ وسنت پر نہ آسکے اس سلسلے میں بہت سے لکھے پڑھے مولوی صاحبان نے بنی اسرائیل کے علماء ومشائخ جیسا رویہ اختیار کیا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یایھا الذین آمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیأ کلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ (التوبہ)	اے ایمان والو! بے شک بہت سے علماء ومشائخ لوگوں کے مالوں کو ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔

اس امت میں بھی ایسے عالم اور ایسے پیر پائے جاتے ہیں جو عوام کی ہاں میں ہاں ملاکر شرکیہ رسموں اور بدعتوں کی تاکید کرکے اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں نے مولانا شاہ اسمٰعیلؒ شہید اور ان کے حمایتی علماء دیوبند وغیرہ کے خلاف ناپاک الزامات اور بہتانات لگا لگاکر مسلمانوں کو گمراہ کرکے اپنی عاقبت خراب کی ہے، بریلی کے اعلیٰ حضرت نے اپنی امامت ومجددیت کا کلمہ پڑھوانے کے لئے شہید دشمنی اور علمائے حق کی مخالفت کو اپنا دین ومذہب بنالیا ہے یہاں تک کہ ان کے دین ومذہب کے اعتبار سے سنی وحنفی وہی ہے جو قرآن مجید کی طرح ان کے بہتان نامہ "حسام الحرمین" پر حرف بحرف ایمان رکھتا ہو اور اسی پر عمل کرتا ہو، ملاحظہ فرمائیے بریلی کے اعلیٰ حضرت

کے دین و مذہب کے ایک مرکز دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کا بدستور اساسی سنی ہونے کی علامت لکھتے ہیں۔

"کتاب مستطاب حسام الحرمین مصنفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو حرف بحرف مانتا ہو۔"

(دستور اساسی دار العلوم اشرفیہ ص۳)

بریلوی عالم مشتاق احمد نظامی لکھتے ہیں:۔

"سنی سے مراد وہ افراد ہیں جو مسلک اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ عنہ اور فتاویٰ حسام الحرمین سے کلیتہً متفق ہو کر اس کی عملاً تائید و حمایت کرتے ہوں۔

(آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت المعروف، صلاحی جماعت ص۱۲)

قرآن مجید کی شان ہے لاریب فیہ (اس میں کوئی شک نہیں) اس پر حرف بحرف ایمان لانا فرض ہے اور عملی تائید و حمایت ایمان کا بنیادی تقاضہ ہے، کوئی دوسری کتاب ہر قسم کی خامی سے پاک نہیں ہے یہاں تک کہ صحیح بخاری شریف جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ (اللہ کی کتاب کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب) ہے اس کی بھی سب روایتوں کو امام اعظم ابو حنیفہؒ تسلیم نہیں کرتے ہیں اور پوری کتاب کی حرف بحرف عملی تائید و حمایت تو کوئی امام اور کوئی عالم بھی نہیں کرتا ہے، پھر آخر حسام الحرمین جیسے تلبیسات کے مجموعہ کو (جس میں ترجمہ تک کی غلطیاں ہیں) یہ حیثیت ہو کہ اس کے ایک ایک حرف کو ماننا اور اس پر پورا پورا عمل کرنا "سنی" ہونے کی علامت اور شرط قرار دیا جائے کیا اس کی دلیل نہیں ہے کہ رضا خانی مذہب بنا ہے، جس کے بانی مولوی احمد رضا خاں بریلوی ہیں اور جس مذہب میں حسام الحرمین کو قرآن مجید جیسی حیثیت حاصل ہے۔

۱۹۴۷ء کا ہنگامہ اور بریلوی علماء

جنگ آزادی کی تحریک کو ناکام بنانے کی کوشش میں اعلیٰ حضرت بریلوی اور ان کے گروہ کے رہنما شریک تھے، مگر انگریزوں کے وفاداروں کو منہ کی کھانی پڑی اور ملک آزاد ہو گیا، ساتھ ہی تقسیم ملک کی وجہ سے ہنگامے بھی شروع ہو گئے۔ بریلوی علماء کچھ تو گھروں میں خلوت نشیں ہو گئے اور بہت سے ملک سے فرار ہو گئے مسلمانو

کو اجڑتے تباہ ہوتے دیکھتے رہے اور کچھ نہ کیا، ان نازک وخطرناک حالات میں جمعیۃ علماء ہند کے علماء حق اور مخلص رہنما آگے بڑھے اور ملک وملت کی تعمیر وترقی کے لئے ایسا دستور جمہوری نافذ کرانے میں کامیاب ہو گئے، جو تمام رہنے والوں کو آزادی فکر ومذہب کی ضمانت دیتا ہے، فساد میں تباہ ہونے والے کی آبادکاری کے لیے جو کر سکتے تھے وہ کیا مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ وغیرہ نے اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر خاک وخون میں تڑپنے والوں کو سہارا دیا اور وہ خدمات انجام دیں جو سنہرے حروف سے اسلامی تاریخ میں لکھے جانے کے لائق ہیں، آزادی کے بعد ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں میں اسلام اور مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ترقی کے لئے میدان عمل میں سامنے آکر کام کرنے والوں کے علمائے دیوبند اور ان کے متعلقین ہی قافلہ سالار بنے اور آج بھی ہیں جب حالات اعتدال پر نہیں آئے، اور ہنگامہ خیز فضا کو سکون حاصل نہیں ہوا بریلوی علماء نے خانہ نشینی کو ترجیح دی یا اپنے آقائے نعمت انگریز کے ملک بدر ہونے پر سوگ مناتے رہے لیکن علماء دیوبند وغیرہ قوم وملک کے مخلص رہنماؤں کی کوششوں سے جب امن وسکون کا دور دورہ ہوا اور ہر مذہب وملت کے ماننے والے کو اپنے عقائد ونظریات کی تبلیغ کا حق مل گیا، بریلوی علماء بھی کمین گاہوں سے نکل کھڑے ہوئے کافر گری اور شرک نوازی وبدعت پرستی کا مردہ فتنہ پھر زندہ ہو گیا۔ ہندوستان وپاکستان دونوں میں ہے "نام نہاد بریلوی مکتب فکر" کے مولوی صاحب نے رضاخانیت کی تبلیغ شروع کردی۔

بریلوی علماء کا اپنے امام کے خلاف مصلحت آمیز رویّہ

بریلوی اعلیٰ حضرت کی سب سے اہم وصیت یہ ہے: "رضا حسین اور حسنین اور تم سب محبت واتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے (وصایا شریف صہ ۱۲)

اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے بریلوی علماء احکام شریعت (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج و قربانی وغیرہ) کی ضرورت واہمیت کو بہت کم بیان کرتے ہیں اور اس مخصوص دین ومذہب باقی رکھنے کی زیادہ کوشش کرتے ہیں جو ان کے اعلیٰ حضرت ہی کی کتابوں میں ہے اور جس کا سب

سے بڑا رکن علما حق اور دیگر مسلم رہنماؤں کو کافر کہنا ان کے خلاف الزام تراشی کرنا خود بریلوی دانشمندوں کو اقرار ہے کہ ان کے اعلیٰ حضرت سے لیکر ادنیٰ حضرت تک سب وہابیت دیوبندیت (یعنی اہل سنت و جماعت) کی تردید میں لگے رہے کسی کو بھی تعمیری کاموں کی طرف متوجہ ہونے کی پوری فکر نہیں ہوئی۔

بریلوی عالم مولوی یٰسین اختر مصباحی اپنے فرقہ کی تصنیفی بد ذوقی پر برہم ہوکر لکھتے ہیں۔ "یہ میدان عمل ہماری توجہ سے اس طرح محفوظ ہے کہ مخصوص جماعتی حیثیت سے دیکھا جائے تو نصف صدی کی ساری قلمی کاوشیں بلحاظ تعداد چند منٹوں سے انگلیوں پر گنی جاسکتی ہیں دنیا بھر کے دینی و علمی موضوعات و نمادین اور نئے نئے مسائل تشنہ تحقیق و تنقیح ہیں جن کی طرف کوئی توجہ نہیں"۔　　(ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور جنوری ۱۹۸۳ء ص۱۸)

شمس عالم رضوی لکھتے ہیں :۔

"قوم کی ضرورت کے مطابق لٹریچرس شائع کرکے جماعت کی ایک بڑی خدمت انجام دی جاسکتی ہے جس میں آج ہم سب پیچھے ہیں"۔　　(المیزان ستمبر ۱۹۷۶ء ص۱۵، ۱۴۷)

ان کا بیان یہ بھی ہے کہ :۔

ہماری تصنیفات کے مواد صرف پرانے موضوعات جیسے میلاد و فاتحہ، قیام و سلام علم غیب، عرس و چادر، نذر و نیاز، مصافحہ و معانقہ، ردّ وہابیہ وغیرہ مسائل تک محدود ہیں، یہی حال مضمون نگار نے اپنے گروہ کے تمام اہل قلم کا ذکر کرکے لکھا ہے :۔

"اہم مسائل پر جدید طرز تحریر میں معیاری کتابیں تصنیف کرنے کی ضرورت شاید کسی نے بھی محسوس نہیں کی، سیرت ہی کو لے لیجئے اس موضوع پر ہماری ہماری جماعت میں تین چار کتابیں ہیں"۔　　(ماہنامہ المیزان بمبئی ستمبر ۱۹۷۶ء ص۱۵، ۱۶)

یہ حال ان لوگوں کی لکھی ہوئی کتابوں کا ہے، تقریریں اس سے بھی زیادہ علمی مواد سے خالی، طنز و تشنیع اور تیر بازی سے بھرپور اور گھناؤنی ہوتی ہیں کہ سنجیدہ حضرات کو سننا بھی ناگوار ہوتا ہے، یہی حال پورے فرقہ کے بڑے چھوٹے علما کا رہا ہے۔

البتہ اب بعض بریلوی مولوی صاحبان مصلحت کے طور پر اپنا لب ولہجہ، طرز گفتار،

اسلوبِ تحریر بدلکر سامنے آرہے ہیں یا یہ کہئے کہ پرانی شراب نئے پیالے میں بھر کر مسلمانوں کو غفلت کے نشہ میں مدہوش رکھنا چاہتے ہیں، اس فرقہ کے جدت پسند حضرات پر یہ کہاوت ٹھیک بیٹھتی ہے "چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے"

بریلوی علما کو اب یہ احساس بھی ہوا ہے کہ تمام قومی وملی تحریکوں سے الگ تھلگ رہتے ہوئے اور دینی وسیاسی جماعتوں کو برا کہتے ہوئے اس جمہوری دور میں سیاسی پلیٹ فارم پر نہیں پہنچا جاسکتا، کانگریس اور مسلم لیگ دونوں کی مخالفت کرکے ان میں شامل ہونے والوں کو بے دین و گمراہ قرار دیکر اپنے فرقہ کو سیاسی دنیا میں بھی بریلوی مولویوں نے اچھوت بنا لیا ہے۔ اس کا علاج یہ سوچا کہ قوم بہت جلد ماضی کو بھول جاتی ہے اور چالاک سیاسی لیڈر اپنا وزن بڑھانے کے لئے جنگ آزادی کے مخالفوں سے گلے ملنے کو بھی تیار ہوجاتے ہیں یہ سوچ اور سمجھ کر بریلوی مولویوں نے سیاست کے "شجر ممنوعہ" کا ذائقہ چکھنے کے لئے بھی قدم آگے بڑھائے اور پاکستان میں اپنی سیاسی پارٹی سنی جمعیۃ علما کے نام سے قائم کردی اور اس متحدہ محاذ میں بھی شامل ہوگئے جس کے صدر ایک دیوبندی عالم مولانا مفتی محمود صاحب علیہ الرحمۃ تھے اور بھول گئے کہ خلافت تحریک کے رہنما دیوبندی عالم حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے بنائے جانے کے سبب بریلوی اعلیٰ حضرت نے اس تحریک میں شامل بدایونی و فرنگی محلی علما کو بھی اعتراض و ملامت اور کفر و ارتداد کا نشانہ بنایا تھا، ایک محمود کو پسند کرنا کفر تھا اور دوسرے محمود کو سربراہ بنا لینا اسلام کا تقاضہ ہے جب کہ دونوں محمودؒ اہل سنت وجماعت کے پسندیدہ دیوبندی مسلک کے رہنما ہیں، میرا خیال ہے کہ تحریک خلافت کی مخالفت انگریزوں کو خوش رکھنے کے لئے تھی اور موجودہ متحدہ محاذوں کی حمایت بھی دنیوی فائدہ کے لئے ہے۔ دنیوی مفاد کے محور پر ان بریلوی علما کے نظریات گردش کرتے رہتے ہیں۔

ہندوستان میں پارلیمنٹ اور اسمبلی تک پہنچنے کے لئے جمعیۃ علماء ہند اور دیگر جماعتوں کی حمایت حاصل کرنے کی فکر پیدا ہوئی اور پہلے جن کو گاندھوی صلح کلی کہکر گمراہ قرار دیتے تھے، انہیں گاندھیوں اور صلح کلیوں سے ایوان حکومت کی ممبری کی خواہش نے

مدد حاصل کرنے اور ہاتھ ملانے پر مجبور کر دیا، دینی وسیاسی نظریات کی یہ تبدیلی بریلویت کی خودکشی ہے اور اپنے ہاتھوں اپنے دین ومذہب کی بنیادوں کو ڈھانا ہے اور اپنے اعلیٰ حضرت کی آخری وصیت سے منہ موڑنا ہے دیکھنا یہ ہے کہ کتاب وسنت کے احکام کو اپنے امام کی خاطر ٹھکرانے والے اپنے امام سے بھی منہ موڑ کر کدھر جائیں گے ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

ارشد القادری کی ذہنیت

بریلوی فتنہ کو نیا روپ دینے والوں میں جمشید پور کے مولانا ارشد القادری آگے آگے ہیں، موصوف نے بریلوی دین ومذہب کی اشاعت کے لئے اپنے اعلیٰ حضرت کے طرز تحریر کو چھوڑ کر نیا افسانوی انداز اختیار کیا ہے اور سیاسی دنیا میں شہرت حاصل کرنے کے لئے سناگیا ہے اسی گاندھیائی ازم کی قصیدہ خوانی شروع کر دی ہے جس سے ان کے مجدد بریلوی کو نفرت ووحشت تھی اور ایسی کمیٹیوں میں بھی شامل ہو گئے ہیں جن میں ان کے دین ومذہب کے اعتبار سے کافرین ومرتدین کو غلبہ حاصل ہے اور اپنے دین ومذہب کا خون کرنے کی شرمندگی مٹانے کے لئے علماء اہل سنت وجماعت پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ مذہبی خودکشی کر چکے ہیں۔

زلزلہ کی حقیقت اور اس کا جواب

قادری صاحب نے افسانہ کو حقیقت کے رنگ میں "زلزلہ" نامی کتاب میں پیش کیا ہے، ایک مدت کے بعد مجھے یہ کتاب مل سکی میں نے پڑھتے ہی ایک دن میں جواب لکھ دیا تھا اور "زلزلہ پر زلزلہ" کے نام سے شائع کرا دیا تھا، میں نے لکھا تھا:

زلزلہ میں مسلمانوں کی عظیم اکثریت کا جو عقیدہ بتلایا گیا ہے خود بریلوی رہنما اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں، ان کی کتابوں کی چند عبارتیں پڑھیئے اور جناب ارشد القادری سے پوچھئے کہ اپنا اصل عقیدہ چھپا کر انہوں نے شیعہ فرقہ کی طرح جو تقیہ کیا ہے اس کی سزا کیا ہونی چاہیئے۔ (زلزلہ پر زلزلہ صنا طبع دوم)

اس کے بعد علم غیب کے متعلق بریلوی رہنماؤں کے اصل عقیدہ کو میں نے ان کی کتابوں

کے حوالہ سے لکھ کر یہ تحریر کیا تھا۔
اب ہر عقل والا غور کرے کہ ارشد میاں نے صرف غیبی علم وادراک کی مخصوص قوت دیئے جانے کا ذکر کیا ہے جس سے چھپے ہوئے حالات کا کشف ہوتا ہے اس عقیدہ و تمام یعنی علوم گذشتہ و آئندہ کے عطا کئے جانے میں بہت بڑا فرق ہے ارشد صاحب کی ذکر کی ہوئی مخصوص قوت کا انکار کون کرتا ہے۔ انکار تو ان عقیدوں کا ہے جو اوپر بیان ہوئے، جن کا کوئی ثبوت کتاب وسنت سے نہیں پیش کیا جا سکتا اور دونوں عقیدوں میں بہت بڑا فرق ہے (زلزلہ پر زلزلہ ص۱۱) ایسے ہی زلزلہ کے تصرف کے عقیدہ پر میں نے لکھا تھا۔
اس عبارت میں بھی صاف نہیں کہا گیا کہ تصرف سے کس قسم کا تصرف مراد ہے وہ خدائی تصرف مراد ہے جو اپنے ارادہ و اختیار سے ہوتا ہے یا بندوں کا ایسا تصرف مراد ہے جو اپنے ارادہ و اختیار سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی طرف سے کرایا جاتا ہے ایسی ہی حاجت روائی اور دست گیری سے نہ جانے کس قسم کی حاجت روائی اور دست گیری مراد ہے۔ (زلزلہ پر زلزلہ ص۱۶)
زلزلہ کی مبہم عبارت میں اگر غیبی علم وادراک اور تصرف سے وہی علم غیب کلی دائمی اور خدائی تصرف مراد ہے جو بریلوی علما کی کتابوں میں انبیاء اور اولیاء کے حق میں ظاہر کیا گیا ہے تو قادری صاحب کو صاف صاف اقرار کر لینا چاہیئے تھا اور پھر انہوں نے بزرگوں کے کشف وکرامت کے واقعات لکھ کر تلبیس و مغالطہ اندازی کا سیاہ کارنامہ انجام دیا ہے اس پر معذرت پیش کرنی چاہیئے تھی کیونکہ شرعی اصطلاح میں علم غیب اور کشف میں فرق ہے اسی طرح بندوں کے تصرف اور خالق کے تصرف میں فرق ہے
بزرگوں کا کشف وکرامت اللہ تعالیٰ کے ارادہ و اختیار کے تابع ہے جس میں بندوں کے ذاتی اختیار کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا (وضاحت آگے آرہی ہے) اس کھلے ہوئے فرق کو نظر انداز کرنا جہالت یا فریب دہی کے سوا کچھ نہیں ہے قادری صاحب اپنے علماء کے بناوٹی عقائد پر اگر کچھ الٹے سیدھے دلائل کتاب وسنت سے پیش کر سکتے تھے تو انہیں پیش کرنے چاہئیں تھے غالباً ایسا کرنے کی ان میں ہمت نہیں ہے اس لئے انہوں نے زلزلہ پر زلزلہ کو زیر وزبر میں اپنی کتاب کا جواب ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور جو بنیادی مباحث میں نے چھیڑے تھے

ان پر سیر حاصل گفتگو کرنے کے لئے وعدۂ فردا کرکے ٹال گئے۔

زلزلہ کے جوابات تاخیر سے کیوں دیئے گئے

حقیقت یہی ہے کہ زلزلہ کوئی علمی و تحقیقی کتاب نہیں ہے جو عقائد علماء دیوبند اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں، ان پر واضح دلائل شرعیہ (قرآن و حدیث و فقہ کی روشنی میں) موجود ہیں جن کی تردید آج تک کوئی بریلوی نہ کرسکا اور نہ کرسکتا ہے اب ان کے جواب میں بزرگانِ دیوبند کے کشف و کرامت کو پیش کرکے یہ سمجھ لینا یا دوسروں کو سمجھانا کہ کتاب و سنت کی روشنی میں جو عقیدے پیش کئے گئے ہیں وہ غلط ہیں ایسا ہی ہے جیسے کوئی صاحب قرآن مجید میں نماز کی تاکید کے لئے لفظ صلوٰۃ کا استعمال دیکھ کر کہنے لگے صلوٰۃ کا ترجمہ "دعا" بھی تو ہے دعا کرنا کافی ہے جو لوگ نماز ہی نہیں پڑھتے ہیں صرف دعا کرتے ہیں وہ بھی "اقیموا الصلوٰۃ" پر عمل کر رہے ہیں، یہ کہنا جہالت و حماقت کہا جائے گا ایسے ہی وہ شخص بہت بڑا بددیانت ہے اور مذہبی خائن ہے۔ جو علم غیب اور کشف و کرامت کے لغوی مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے اعتراض کرے اور شریعت کی زبان میں جو فرق بتلایا گیا ہے اس سے آنکھیں بند کرلے۔ زلزلہ جیسے تلبیس نامہ کو علمی و تحقیقی حیثیت سے بے حقیقت سمجھ کر علماءِ حق نے اس کا جواب لکھنے کی ضرورت نہیں محسوس کی اور قادری صاحب کو دوسرے ایڈیشن میں یہ دعویٰ کرنے کا موقع مل گیا

"دیوبندی علماء پر اس کتاب کا جو ردِ عمل ہوا وہ سب سے زیادہ دلچسپ ہے، تقریباً سبھی حضرات نے "مکمل خاموشی" کو اس کتاب کا بہترین جواب قرار دیا، جب ان کے سامنے کسی نے زلزلہ کی بات کی تو انہوں نے اپنے کان بند کر لئے۔ (زلزلہ ص۴)

اور اپنی شان میں خودستائی کرتے ہوئے یہ چیلنج بھی دیدیا کہ:

آج میں منتظر ہوں کہ دیوبندی مذہب کا کوئی بھی لائق فرزند اٹھ کر یا تو زلزلہ میں پیش کئے گئے حوالوں کو غلط ثابت کردے یا ان حوالوں سے جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں اس کی غلطی واضح کردے"! (زلزلہ ص۱۱)

اکابر علماءِ دیوبند نے بریلوی حضرات کے الزامات کے جوابات بھی ابتداء میں نہیں

دیئے تھے جب علماء حرمین شریفین کو فریب دیکر ان سے فتوے حاصل کئے گئے، اس وقت بعض اکابر نے صرف صفائی پیش فرمائی، دفاعی انداز اختیار فرمایا جارحانہ روش سے اعراض فرماتے رہے، البتہ بعض نوجوان علماء کرام نے بریلوی ذہنیت کے مناسب ترکی بہ ترکی جوابات بھی دیئے تھے جن میں حضرت مولانا سید مرتضی حسن رحمۃ اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، قادری صاحب کے اٹھائے ہوئے فتنہ پر خاموشی ہی کو علمائے دیوبند نے بہترین جواب سمجھا کیونکہ ع جواب جاہلاں باشد خموشی

مگر جب ان کے غرور کا سر اونچا ہونے لگا، نیچا کرنے کے لئے اللہ نے اپنے کچھ بندوں کو کھڑا کر دیا جنھوں نے یہ خیال کر کے زلزلہ کے جوابات لکھدیئے، اس کتاب سے خواص اہل علم تو کچھ بھی اثر نہ لیں گے مگر کم پڑھے لکھے عوام جن کی تعداد بہت ہے، متاثر ہو سکتے ہیں اور افسانہ کو حقیقت سمجھ کر دھوکہ کھا سکتے ہیں، نیز مدیر تجلی مرحوم جیسے بعض لوگ جو مولانا مودودی اور ان کی جماعت سے قریب تر ہونے کے سبب تصوف کو غلط فہمی سے فتنہ سمجھتے ہیں وہ بھی زلزلہ کے ایرادات کو اہمیت دینے لگے تاکہ یہ باور کرا سکیں کہ علماء دیوبند کے گروہ صوفیاء میں بھی شامل ہونے کی وجہ سے زلزلہ والے الزامات سامنے آئے ہیں ورنہ عقائد تو وہی کتاب وسنت کے موافق ہیں جو علماء دیوبند نے تحریر فرمائے ہیں، تصوف کو مورد الزام ٹھہرانے میں علماء دیوبند و بریلی دونوں پر نکیر لازم آتی ہے مگر قادری صاحب کی ایک تلبیس یہ بھی ہے کہ تردید کے پہلو کو نظر انداز کر کے اس کی تائید میں مولانا مودودی صاحب کے مدح خوانوں کو بھی لے آئے ہیں. اس صورت حال میں اکابر علماء دیوبند کو زحمت دینے کے بجائے اصاغر جماعت نے زلزلہ کے ایسے دنداں شکن کافی ووافی جوابات تحریر کئے کہ جس شخص میں بھی حق سمجھنے اور اسے اخلاص کے ساتھ قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے وہ زلزلہ اور اس کے جوابات پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ زلزلہ میں مغالطہ اندازی اور فریب دہی کے سوا کچھ نہیں ہے. اصلی اسلامی عقائد وہی ہیں جو علماء دیوبند نے اپنی کتابوں میں پیش کئے ہیں اور بریلوی علماء کے مصنوعی عقائد اور خود ساختہ اعمال مشرکانہ اور مبتدعانہ ہیں ایک طرف قرآن وحدیث والا دین ہے جسے علماء دیوبند پیش کر رہے ہیں

دوسری طرف نیا دین و مذہب ہے جسے علماء بریلی بنا بنا کر پھیلا رہے ہیں۔

کھلا ہوا چیلنج

میں ارشد القادری اور ان کے ہم مذہب مولوی صاحبان کو چیلنج کرتا ہوں اگر ان میں ذرہ برابر بھی حق پرستی موجود ہے وہ اپنے "دین و مذہب" کی حقانیت قرآن و حدیث و فقہ سے کر دکھائیں علم غیب اور تصرف کے سلسلہ میں جو شرکیہ عقیدے انہوں نے کتابوں میں لکھے ہیں انہیں کا کوئی ثبوت دلائل شرعیہ سے پیش کریں اور جو تصادم اور ٹکراؤ ان کے مذہب کے شارحین میں پایا جاتا ہے اسی کو رفع کر دیں تو یہ بارگاہ رضویت کے پروردہ لوگوں کی منت شناسی ہوگی اور اپنے اعلیٰ حضرت کی اس آخری وصیت پر عمل بھی ہوگا کہ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

زیر و زبر کی حیثیت مرغ کی ایک ٹانگ

جواب الجواب کے طور پر "زیر و زبر"[1] نام کی تصنیف پیش کر کے قادری صاحب نے وہی کہانی کچھ زیادہ برہنہ ہو کر دہرائی ہے جو زلزلہ میں تحریر کی تھی جس پر مشہور کہاوت مرغ کی ایک ٹانگ پوری طرح چسپاں ہوتی ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے مرغے کو ایک ٹانگ پر کھڑے دیکھ کر یہ دعویٰ کر دیا کہ مرغ کے ایک ہی ٹانگ ہوتی ہے اب اسے بار بار یقین دلایا جا رہا تھا کہ مرغ کے دو ٹانگیں ہوتی ہیں وہ یہی کہتا رہا نہیں صاحب میں نے ایک ٹانگ پر کھڑا مرغ آنکھوں سے دیکھا ہے میں اس کے دو ٹانگیں ہرگز تسلیم نہیں کروں گا اور اپنے مشاہدہ کو نہ جھٹلاؤں گا، یہی قادری صاحب کا حال ہے ان کے سامنے کتنی ہی مرتبہ کہا جائے کہ کتابوں کے حوالہ سے ثابت کیا جائے کہ علماء دیوبند انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہ الرحمہ کے لئے اس علم غیب اور تصرف کا انکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی صفات خاصہ میں سے ہے کیونکہ خدا کے غیر میں خدا کی کوئی صفات ماننا شرک ہے، کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم اور ہر چیز پر تصرف و قدرت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے اور خود خدائے تعالیٰ کی طرف سے غیبی امور پر مطلع ہونا

[1] زیر و زبر ۔۔ اس سال رمضان المبارک میں دستیاب ہو سکی فوری جواب حاضر ہے۔

اور خدا تعالیٰ کے حکم واجازت سے کائنات میں محدود تصرف کرنا بے شک انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان ہے۔ علماء اہل سنت وجماعت (دیوبند) اس کے منکر نہیں بلکہ مثبت اور شدید موید ہیں، اسی طرح پیغمبروں کے معجزے اور بزرگوں کی کرامتیں برحق ہیں البتہ معجزوں اور کرامتوں کو دیکھ کر خدا کے مقرب بندوں کو خدائی صفات کا حامل سمجھنا ان کا تقرب حاصل کرنے کے لئے عبادت و پرستش والے اعمال کا ان کو مستحق جاننا اسلامی توحید سے بغاوت ہے، پیغام رسالت کی مخالفت ہے جسے کوئی موحد مسلمان برداشت نہیں کر سکتا، پیغام رسالت کی مخالفت وبغاوت غالی مبتدعین بریلوی علما ہی کو مبارک ہو۔ سنی حنفی دیوبندی علماء اس باغیانہ روش سے بیزار اور ایسے باغیوں سے برسرپیکار رہنے ہی میں نجات ومغفرت سمجھتے ہیں۔ اس قسم کے باغیوں کی اصلاح کے لئے تقویۃ الایمان جیسی کتابیں لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ شرک کے گندے سڑے ہوئے پھوڑے سے ملت اسلامیہ کے پاک جسم کو بچانے کے لئے سخت آپریشن کی ضرورت تھی، شرک مریضوں پر ترس کھاتے ہوئے یہ ضرورت اکابر علماء اہل سنت وجماعت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ جیسے بزرگوں نے پوری فرمائی۔

یہ بہت بڑی شرارت وخباثت اور الزام تراشی ہے کہ عبارتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے اور کشف وکرامت کے واقعات کو کتاب وسنت سے مبرہن عقائد اسلامی کی تردید میں لایا جائے۔ زلزلہ کے جواب میں لکھی گئی کتابوں کی تشریحات سے آنکھیں بند کرکے زیروزبر کے مصنف نے پھر وہی سب کچھ بار بار دہرایا ہے جس کا مثبت ومدلل جواب دیا جا چکا ہے جواب میں قلم اٹھانے کی اب کوئی خاص ضرورت نہیں تھی صرف اتمام حجت کے لئے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو فریب خوردگی سے بچانے کی خاطر یہ صفحات لکھے جا رہے ہیں، جن میں زلزلہ اور زیروزبر پر تنقیدی نظر ڈالنے کے ساتھ توحید وشرک کی حقیقت کا بیان علم غیب اور تصرف کے عقائد کی شرعی تنقیح اور علمائے اہل سنت وجماعت پر لگائے گئے الزامات کی صفائی اور سنیوں کو بدنام کرنے کی بریلوی سازش کی نشان دہی بریلوی علما کی رسول دشمنی وغیرہ مضامین کو صاف صاف لکھا جا رہا ہے اگر کسی جگہ

عبارت میں تلخی محسوس ہو تو یہ شعر پڑھ لیا جائے ؎

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سُنے ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے

حقیقی مقصد

اصل مقصود اس کامل و مکمل دین کی تبلیغ و اشاعت ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُمت کے سپرد فرمایا اور جس کی نصرت و حمایت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کی اتباع کرنے والے مقبول بندوں نے سب کچھ قربان کر دیا۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے دین میں ترمیم و تبدیلی کرنے والوں کی نشاندہی ضروری ہے جو مارِ آستین کی طرح چھپ کر محبت کے نام پر دشمنی کرتے ہیں اور نئے نئے عقیدے اور عمل بنا بنا کر در پردہ ختم نبوت کے عقیدہ کا انکار اور اپنی نبوت و رسالت کا معنوی اظہار کرتے ہیں، ایسے تحریف پسندوں اور بدعت نوازوں سے بچنے کی تاکید ہر زمانہ کے بزرگوں نے فرمائی ہے۔ اور اتباعِ سنت کا حکم دیتے رہے ہیں۔ حضرت بڑے پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رح نے فرمایا ہے:

کتاب اللہ اور سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا امام بنالو اور اس پر غور و فکر کرو اِدھر اُدھر کی قیل و قال اور بیہودہ ہوس سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (جو تم کو رسول دیں اس کو مضبوط پکڑو اور جس سے منع کر دیں اس سے رُک جاؤ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بڑے سخت عذاب والا ہے) جو تعلیم اللہ کے رسول ﷺ تمہارے پاس لائے ہیں اسے چھوڑ کر اور قسم کی عبادتیں اپنی طرف سے نہ نکالنے لگو۔ خداوند تعالیٰ نے گمراہ قوم عیسائیوں کے بارے میں فرمایا ہے وَرَھْبَانِیَّۃَ ۨ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ (کہ انہوں نے رہبانیت کی بدعت نکالی جو ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی) پھر اپنے نبی ﷺ کی پاکی بیان کی اور باطل سے ان کا الگ ہونا بتلایا چنانچہ فرمایا کہ ہمارے رسول ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے ان کا بولنا وحی ہے، وہ جو کچھ تمہارے پاس لائے ہیں میرے پاس سے لائے ہیں اپنی طرف سے نہیں بنایا

ہے تم ان کی اتباع کرو، پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا اے میرے رسول علیہ السلام تم ان سے کہدو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ صاف تبلادیا کہ اللہ کی محبت کا طریق اس کے رسول کی پیروی کا ہے قول میں بھی اور فعل میں بھی۔

(ترجمہ فتوح الغیب مقالہ ۳۶)

میں انہیں پاکیزہ کلمات پر مقدمہ ختم کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہوں۔

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین

والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین واٰلہٖ وصحبہٖ اجمعینَ

کتبہ

امام علی دانش رائے پوری

صدر المدرسین ادارہ محمودیہ محمدی ضلع لکھیم پور کھیری

۲۹ شوال ۱۴۰۲ھ

حق باطل کے سر پر چڑھ کر بولتا ہے

میری طرح سے ان کے گریباں بھی چاک ہیں　　پھولوں کو بھی بہار نے دیوانہ کر دیا

ملعون ومردود حرکتوں پر ٹوکنا وہابیت ہے

بریلوی مصنف محمد سعید کانپوری مدیر "المجاھد" کا اقرار نامہ:-

"بے عمل مسلمانوں نے اپنی بد اعمالی و بدکرداری سے اسلامی معاشرہ سڑا رکھا ہے ہر طرف بدبو پھیلی ہوئی ہے، شراب پلانے کی ترغیب دلانے والا ریکارڈ بھی خوب ہے، کوئی پوچھے ان ٹھیکیداروں سے کہ کربلا کے میدان میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے جاں نثار ساتھیوں نے اپنی قربانیاں کیوں پیش کی تھیں، انہیں شہدائے اسلام کا نام لیکر تم نے آج جو ڈرامہ کھیلا ہے اور کھیل رہے ہو اس سے شہدائے کربلا کی روحوں کو کتنا صدمہ ہوتا ہوگا صرف اسی ایک ریکارڈ کی بات بھی نہیں اور بھی طرح طرح کے گندے ریکارڈ بجتے رہے کیا مجال جو کوئی اُف کر سکے۔ کمینگی اور شیطنیت کی اس سے مردار مثال اور کیا ہوگی، ان مردود ملعون حرکتوں پر ٹوکتے ہی وہابیت کا طوق سیاہ گلے کی زینت بنا دیا جاتا ہے۔ شراب پینے پلانے کی ترغیب دلانے والے ریکارڈ بجا کر اور قرب وجوار کے لوگوں کو اس ریکارڈ کے ملعون اشعار سنا کر گویا تعزیہ دار صاحبان عالی شان یہ کہہ رہے ہیں کہ یارو تم بھی پیو اور ہماری طرح ہو جاؤ خوب رنگ رلیاں مناؤ عورتوں کو جمع کرنے والے کام کرو اور رات بھر ان کی زیارت سے مشرف ہوتے رہو، ایک سے ایک گل بوٹوں کی خوشبو سے اپنے دماغ کو معطر کرو اور غنڈوں کو موقع سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ فراہم کرو، حماقت وجہالت سے قہر خداوندی

کو دعوت دینے والو۔ مت گھبراؤ موت کا فرشتہ عنقریب تمہاری زندگی کے تار و پود بکھیرنے والا ہے، اس وقت پتہ چلے گا یہ سودا کتنا مہنگا ہے۔ (الجاہد جولائی ۱۹۶۲ء)

میلاد شریف کے جلسوں میں غیر اسلامی حرکتیں کرنیوالوں کا ایمان خطرے میں بریلوی ایڈیٹر کا فیصلہ

قصہ یہ ہے کہ اب بعض مقامات پر میلاد شریف کے جلسوں میں لاؤڈ اسپیکر فٹ کرنے کے بعد رکارڈنگ ہو رہی ہے، ایسا دل والا مولوی کوئی نظر نہیں آتا جو مدعو ہونے کے باوجود بانی محفل سے صاف صاف کہہ کر جائے کوئی دوسرا گھر دیکھئے، ہم نے آپ کے اسٹیج سے اسلام کا جنازہ نکلتے دیکھا ہے۔ اسلام کے نام پر غیر اسلامی حرکتوں کا ناپاک ڈرامہ کھیلنے والو قہر خداوندی کو دعوت نہ دو۔" (اس اجمال کی تفصیل کرنے کے بعد لکھتے ہیں) مسلمان کہلانے والوں کی شرمناک حرکتوں پر آج کوئی انگلی اٹھانے والا نہیں ہے (آخری سطریں یہ ہیں) میلاد شریف کے جلسوں میں تقریر شروع ہونے سے قبل جو لوگ رکارڈنگ کرا رہے ہیں ان کو اسلام کی روشنی میں اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیئے، دیکھئے تو سہی دل سیاہ ہو چکا ہے یا نہیں۔" (الجاہد کانپور جولائی ۱۹۶۲ء)

تبصرہ ایسے دل والے مولویوں کو آپ نے وہابی دیوبندی کہکر کافر و مرتد قرار دے دیا ہے، جو ان شرمناک غیر اسلامی اور اسلام کا جنازہ نکالنے والی حرکتوں پر ٹوکتے رہتے ہیں، اگر ایمان کی روشنی مطلوب ہے تو سیاہ دل رضاخانی مولویوں کے گروہ کی حمایت چھوڑ کر دیوبندی علمائے حق اہل السنہ والجماعہ کا ساتھ دیجئے۔ ع

ع گر یہ نہیں ہے بابا پھر سب کہانیاں ہیں

ایصال ثواب کے لئے کھانا سامنے رکھنا اور دن معین کرنا بھی ہمارے ہاں ضروری نہیں !

مسئلہ حاضر و ناظر و علم غیب و ایصال ثواب کا انکار کفر نہیں ہے

بریلوی عالم محمود احمد رضوی ایڈیٹر رضوان لاہور کا اقرار نامہ

گیارہویں حضور غوث پاک علیہ الرحمہ کو ایصال ثواب پہنچانے کا نام ہے ایصال ثواب کو نہ ہم فرض سمجھتے ہیں نہ واجب بلکہ جواز کے درجہ میں رکھتے ہیں جو شخص حضور غوث اعظم کی روح مبارک کو ایصال ثواب نہیں کرتا اس پر ہم کوئی حکم نہیں لگاتے نیز ایصال ثواب کے لئے کھانا سامنے رکھنا اور دن معین کرنا بھی ہمارے ہاں ضروری نہیں ہے، کھانا سامنے رکھا جائے یا پیٹھ کے پیچھے رکھ دیا جائے، غربا میں کھانا وغیرہ تقسیم کر کے ثواب پہنچایا جائے یا قرآن پڑھ کر ہر طرح جائز ہے، جو شخص ایصال ثواب کا منکر ہو اس کو ہم کافر نہیں کہتے، البتہ معتزلہ کے سوا کسی نے آج تک ایصال ثواب کا انکار نہیں کیا۔ (ماہنامہ رضوان لاہور بابت صفر ۱۳۷۶ھ)

یہاں ہم ایک اصولی بات اور بتلا دیں کہ ہمارے نزدیک حاضر و ناظر عالم ماکان و مایکون ایصال ثواب ایسے ضروریات دین سے نہیں بلکہ ضروریات مذہب اہل سنت سے ہیں، آمین، رفع یدین فروعی مسائل ہیں، صرف ان مسائل میں اختلاف رائے کی بنیاد پر کفر وغیرہ کے فتوے ہم نے کبھی نہ دیئے، جیسا کہ ہمارے اکابرین کی کتب سے ظاہر ہے (حوالہ بالا)

اعترافِ حق

ایڈیٹر ماہنامہ "فاران" کراچی ماہر القادری بدایونی ؒ کا بصیرت افروز بیان

(ماہر القادری صاحب خاندانی بریلوی تھے پھر بریلویت سے بغاوت کر بیٹھے اور حق نواز ہو گئے، علمائے دیوبند کے علاوہ پاکستانی جماعتِ اسلامی سے بھی کافی حد تک متاثر تھے، جدہ میں انتقال کر چکے ہیں، اللہ مغفرت فرمائے انہوں نے بریلوی مذہب کی کتابوں "زلزلہ" وغیرہ پر تبصرے لکھے ہیں۔ جن کے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔ جو عبرت آموز وایمان افروز ہیں۔)

وہ بچپن سے بریلوی تھے راقم الحروف جس گاؤں میں پیدا ہوا اور پلا بڑھا ہے وہاں صد فی صد مسلمان بریلوی عقائد رکھتے تھے ہم بچوں کو بچپن ہی سے یہ بتایا گیا تھا کہ وہابی درود شریف نہیں پڑھتے، اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے کد اور عناد رکھتے ہیں اور دیوبندیوں کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرتے ہیں اور یہ گلابی وہابی ہیں، اور وہابی ہوں یا دیوبندی یہ دونوں گمراہ ہیں، بلکہ کافر ہیں۔ بریلوی خیال کے علماء کی زبانی یہ باتیں سن سن کر راقم الحروف کے دل میں اہل حدیث اور دیوبندیوں کے لئے شدید نفرت بیٹھ گئی تھی۔ میں کسی کتاب پر علمائے دیوبند کے نام تعظیمی القاب کے ساتھ لکھا ہوا دیکھتا تو ان الفاظ کو کاٹ کر اپنے قلم سے گالیاں لکھ دیتا۔

(پھر دور تک ان غلط عقیدوں کو لکھا ہے جو بریلوی علما کے اثر سے موجود تھے اس کے بعد بریلویت سے بغاوت کا واقعہ بھی ماہر صاحب ہی کے لفظوں میں پڑھئے)

بریلویت سے بغاوت راقم الحروف کے عقائد میں تبدیلی کس طرح آئی لگے ہاتھوں یہ

بات بھی بیان کر دوں تو بات موضوع سے بے تعلق نہ سمجھی جائے گی، مولانا مفتی عبدالقدیر بدایونی کے یہاں مدرسہ قادریہ میں میرا قیام تھا یہ ۱۹۲۸ء کا واقعہ ہے، میٹرک پاس کئے ہوئے دو ڈھائی برس ہو گئے تھے اور میں روزگار کی تلاش میں تھا، مولانا مرحوم نے مجھ سے فرمایا کہ میں حیدر آباد دکن جا رہا ہوں تم بھی میرے ساتھ چلو مگر پہلے یہ کرو کہ نظام الملک نام کا ایک ماہنامہ چھپوالو میں نے رسالہ کے لئے مضامین مہیا کرنا شروع کر دئے اداریہ لکھا اخبارات میں اشتہارات چھپوائے۔ اسی دوران مولانا عبدالقدیر بدایونی نے فرمایا کہ رسالہ میں ایک باب فقہ کا بھی ہونا چاہیئے۔ میں نے عرض کیا درس نظامی پڑھے ہوئے علماء ہی یہ کام انجام دے سکتے ہیں۔ مولانا نے جواب دیا کہ مدرسہ قادریہ میں اردو فارسی میں بھی فقہ کی کتابیں ہیں ان سے تم مدد لو نماز روزہ وغیرہ کے مضامین تم ترتیب دے سکتے ہو۔ میں بچپن ہی سے عرس نذر و نیاز، میلاد و قیام سوم چہلم وغیرہ کا ذکر سنتا آیا تھا، اور میرے دل میں یہ بٹھا دیا گیا تھا۔ کہ جو کوئی ان مستحب امور کو بدعت سمجھتا ہے وہ اہل سنت والجماعت کے دائرہ سے خارج ہے، چنانچہ میں نے فقہ کی کتابیں چھان ماریں مگر کسی کتاب میں ان رسوم کا نام تک نہیں ملا اس کے بعد دوسرے مسائل میں تحقیق شروع کر دی اور برسوں تحقیق کرتا رہا، عجیب عجیب تماشے سامنے آئے بریلوی اور بدایونی علماء کے وعظ اور تقریریں سنتا رہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھی تھی تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اللہ نے حضورؐ کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ چاہتا تھا حضورؐ کی دعا سے کھانے پینے کی قلیل مقدار کثیر و وافر ہو جاتی تھی کسی صحابیؓ پر قرض ہو گیا تھا، قرض خواہ ادائیگی قرض کا تقاضہ کر رہا تھا، صحابیؓ کی درخواست پر حضورؐ نے کھجوروں کے ڈھیر پہ ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور کھجوروں کی مقدار اتنی وافر ہو گئی کہ ان صحابیؓ کا قرض اتر گیا، اس واقعہ کا کھانا مٹھائی اور پھلوں کو سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنے اور ایصال ثواب سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ مزید تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ ایصال ثواب جائز ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی نے کسی مردے کے لئے قرآن خوانی نہیں کی، نذر و نیاز اور فاتحہ کے جو طریقے مسلمانوں میں رائج ہیں ان کا کوئی ثبوت کتاب و سنت اور آثار صحابہؓ میں نہیں ملتا ہے، یہ صدیوں بعد کی نکالی ہوئی بدعتیں ہیں۔

یہ روایت بھی انہیں سے سنی اور بار بار سنی کہ دو قبروں پر عذاب ہو رہا تھا حضورؐ نے ہر قبر پر ایک ایک سبز و تر و تازہ شاخ نصب فرمادی اور ارشاد ہوا جب تک یہ شاخیں سبز رہیں گی، مردوں کے لئے دعا مغفرت کرتی رہیں گی قبروں پر جو پھول چڑھائے جاتے ہیں اس کے جواز کے لئے اس روایت کو سند اور نذیر بنانا قیاس مع الفارق ہے، حضورؐ نے اول تو ان قبروں پر پھول نہیں چڑھائے تھے دو سبز شاخیں گاڑی تھیں، پھر بزرگان دین کی قبروں پر کوئی شخص اس عقیدے کے ساتھ پھول نہیں چڑھاتا کہ ایسا کرنے سے بزرگان دین کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی. واقعہ کیا ہے اور اسے کیا رنگ دیدیا گیا ہے. اس روایت کو ایک کھلی ہوئی بدعت کے جواز کے لئے سند اور نظیر میں پیش کیا جاتا ہے. احادیث اور قرآنی آیات سے یہ حضرات ایسے ہی نکتے پیش کرتے ہیں اِسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ کو غیر اللہ سے استعانت کے ثبوت میں پیش فرماتے ہیں حالانکہ صبر و صلوٰۃ سے آج تک کسی شخص نے مدد نہیں چاہی اس آیت کا مفہوم تو یہ ہے کہ صبر کرنے اور نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے گا اور مشکلات دور ہوں گی، اس نوع کے تمام مسائل کی راقم الحروف تحقیق کرتا گیا اور تمام گرہیں اللہ تعالےٰ کے فضل سے کھلتی چلی گئیں.

ایک بار حیدر آباد دکن میں مولانا عبد القدیر بدایونی کی خدمت میں راقم الحروف نے عرض کیا کہ عرس کے موقع پر خاص طور سے اکثر زائرین قبروں کا طواف کرتے ہیں، قبروں کو چومتے ہیں، قبروں پر چادریں اور پھول چڑھاتے ہیں، چادروں گاگروں پنکھوں اور صندل کے جلوس نکالتے ہیں، قبروں پر چراغ جلائے جاتے ہیں عرضیاں لکھ لکھ کر قبروں کی جالیوں اور دروازوں پر لٹکا دیتے ہیں تو حضرت ان میں سے کیا کوئی فعل بھی بدعت نہیں ہے مولانا نے تند و تیز لہجہ میں جواب دیا. بدعت اشرف علی کا نام ہے، بس اس کے بعد ان مسائل پر میں نے مولانا عبد القدیر بدایونی سے بات نہیں کی۔

دیوبندی علماء سے پہلا تعارف

جب راقم الحروف کا حیدر آباد دکن جانا ہوا اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ مولانا قاری محمد طیبؒ اور دوسرے دیوبندی علماء کی تقریریں سنیں تو ان میں نہ تو بریلو

پر طنز کی جاتی ہے اور ان کے عقائد کا شدومد کے ساتھ رد کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ، صحابہ کرام کے حالات، اولیاء اللہ کے اقوال و احوال بیان کئے جاتے ہیں، علم غیب استمداد لغیر اللہ وغیرہ مسائل کا کبھی کبھار ذکر آ بھی جاتا تو نہایت سادہ انداز میں اپنی بات فرمادیتے اور ان کی زبان سے کبھی نہیں سنا گیا کہ جنکے ہمارے جیسے عقائد نہیں ہیں وہ کافر ہیں، بریلی کا تو نام ہی ان کی تقریروں میں نہیں آتا تھا ایک طرف ماہر صاحب نے بریلوی علما کی بدگوئی اور عقائد و مسائل بدعیہ میں دلائل شرعی سے خالی ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اپنے کانوں سے سن لیا، دوسری طرف قدیم علماء و فقہاء کرام کی کتابوں میں بریلی و بدایوں کے علما کے عقائد و مسائل کی تائید نہیں پائی اور دیوبندی علماء کرام کی تقریروں کی سنجیدگی اور شرعی دلائل میں پختگی اور مخالفین کے ساتھ خوش اخلاقی کا بھی مشاہدہ کر لیا، اس صورت حال نے ماہر صاحب کو جیسے پکے خاندانی بریلوی کو علماء دیوبند کا عقیدت مند اور مداح بنادیا کہ وہ یہ اعتراف صحیح قلب سے کرتے ہیں کہ کتاب و سنت کی صحیح ترجمانی اور اسلام کی حقیقی خدمت سب طبقوں سے زائد اس دور میں علماء دیوبند نے انجام دی ہے وہ اسی سلسلہ مضمون میں لکھتے ہیں۔

بریلوی اور دیوبندی علماء کا فرق

بریلی کے ساتھ دیوبند کا ضرور نام آتا ہے ان دونوں مکتبہائے فکر کے درمیان بڑی معرکہ آرائی رہی جس کا آغاز بریلی سے ہوا، جہاں تک مسلمانوں کے عوام کا تعلق ہے کالانعام ہیں اور یہ وہ سنی مسلمان ہیں جو تعزیے نکالتے ہیں اور ہر قسم کی بدعت میں مبتلا ہیں یہ طبقہ بہت بڑی تعداد رکھتا ہے اور بریلوی مسلک سے متاثر ہے مگر لکھے پڑھے مسلمان زیادہ تر دیوبند سے متاثر ہیں، دیوبند کا دارالعلوم خود اپنی جگہ دیوبندی حضرات کے علم و فضل کا سب سے بڑا تعارف رہا ہے۔ سہارنپور کا مظاہر العلوم دوسرا دیوبند ہے، تقسیم ہند سے قبل[1] پورے ہندستان میں دینی مدرسے تھے مثلاً دہلی، امروہہ، سنبھل کانپور، ڈابھیل، ہینڈھو، ویلور، عمرآباد، ستھالی، ارکاٹ، امرتسر، لدھیانہ، جالندھر، کراچی یہ چند

[1] بحمد اللہ ملک کی آزادی کے بعد ہندوستان میں دیوبندی مدارس کی تعداد ہر اعتبار سے بڑھ گئی۔

شہروں کے نام ہیں جو اس وقت یاد آرہے ہیں، سرحد میں بھی دیوبندی مکتبہ فکر کے مدرسوں کی کثرت تھی، بریلوی حضرات کے مدرسے تعداد میں بہت کم تھے اور ان کی پڑھائی اور انتظامی حالت دیوبندی مدارس سے فروتر تھی (اور آج بھی بدتر ہے) بدایوں کے شمس العلوم اور مدرسہ قادریہ کی حالت میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے سقیم ہی کہی جاسکتی ہے ہر سال دیوبندی مدرسوں سے ہزاروں کی تعداد میں طلبا فارغ ہوکر نکلتے تھے (اور نکل رہے ہیں) مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ جب ظاہر شاہ کی دعوت پر افغانستان تشریف لے گئے تھے تو شاہ نے جتنے علماء صاحبانِ قضاء و افتاء کا قاری صاحب سے تعارف کرایا تو وہ قریب قریب سب دار العلوم سے فارغ التحصیل تھے، اس پر قاری محمد طیب صاحب نے ظاہر شاہ کو مخاطب کرکے فرمایا "از دیوبند بہ دیوبند آمدم (میں دیوبند سے دیوبند میں آیا ہوں۔) ہندوستان کے باہر بھی دیوبند ہی کا فیض جاری تھا، افریقہ، ماریشیس، بخارا، افغانستان برما وغیرہ ملکوں کے طلبا بھی دیوبند ہی کا رخ کرتے تھے۔ آج بھی دار العلوم پاکستان اور ہندوستان کی سب سے بڑی دینی درسگاہ ہے، بریلوی خیال کے علما نے زیادہ تر منطق و فلسفہ کی کتابوں پر حاشیے تحریر کئے ہیں مگر علماء دیوبند نے احادیث کے مجموعوں اور حواشی پر شرح لکھی ہیں فیض الباری علی صحیح البخاری (علامہ انور شاہؒ چار ضخیم جلدوں میں) فتح الملہم علی صحیح مسلم (علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تین جلدوں میں) بذل المجہود شرح ابوداؤد (حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ سات ضخیم جلدوں میں) حاشیہ بر سنن ابن ماجہ (مولانا اشفاق الرحمٰن) التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح (مولانا محمد ادریس کاندھلوی سات ضخیم جلدوں میں) اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ (شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ چھ ضخیم جلدوں میں) اعلاء السنن (مولانا ظفر احمد عثمانیؒ چوبیس جلدوں میں) شرح شمائل ترمذی (مولانا محمد زکریا صاحبؒ اردو میں) ترجمان السنۃ (مولانا بدر عالم میرٹھی اردو میں سنت کے دین میں حجت ہونے پر بے مثال کتاب چار ضخیم جلدوں میں) یہ ہیں علماء دیوبند کے وہ علمی و دینی کارنامے جن سے

لے ماہر صاحب نے اپنی معلومات کی حد تک یہ فہرست دی ابھی پچاسوں شرح احادیث کا ذکر باقی ہے جو علماء دیوبند نے تصنیف فرمائی ہیں مثلاً العرف الشذی شرح ترمذی، امانی الاحبار شرح معانی الآثار معارف الحدیث وغیرہ وغیرہ

ملت میں ان کا وقار قائم ہوا اور مقبولیت حاصل ہوئی، کوئی تھوڑی سی سمجھ رکھنے والا آدمی اس بے سروپا الزام کو باور کر سکتا ہے کہ جن بزرگوں نے احادیث نبوی ﷺ کی اتنی خدمات انجام دی ہیں وہ اہانت رسول ﷺ کا ارتکاب کر سکتے ہیں؟ معاذ اللہ۔ جن حضرات نے دیوبند کو مطعون کرنے کی مہم شروع کر رکھی ہے کیا ان کے یہاں اس پائے کی کتابیں موجود ہیں، ان میں زیادہ تر کتابیں عربی زبان میں ہیں جن کی مصر و شام کے علما نے تعریفیں کی ہیں۔

علمائے دیوبند کی کتابیں ان کے علم و فضل اور عقائد و افکار کا بہترین تعارف ہیں (تفاسیر قرآن مجید اور کتب فقہ اور اصلاحی و دینی رسائل جو علماء دیوبند کے ذریعہ امت مسلمہ میں موجود ہیں ان کی تعداد مذکورہ کتابوں سے بہت زائد ہے)

بریلوی حضرات جن کو وہابیہ کہتے ہیں ان کے علمانے بھی احادیث رسول ﷺ پر بڑے معرکہ کی کتابیں لکھی ہیں، نواب صدیق حسن خاں مرحوم تنہا اپنی ذات سے مجلس علمی (اکیڈمی) تھے۔ ان کی بعض عربی تصانیف عرب ملکوں کے نصاب تعلیم میں داخل ہیں۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کا وجود خود ایک یونیورسٹی تھا وہ صدہا کتابوں کے مصنف ہیں ان کی کتابیں دین و اخلاق کی حکمتوں سے لبریز ہیں فقہ میں ان کا بہشتی زیور آسان زبان کے لحاظ سے سہل ممتنع ہے، مولانا امجد علی جن کے نام کے ساتھ صدر الشریعۃ لکھا جاتا ہے، ان کی بہار شریعت کو بہشتی زیور کے پاسنگ برابر بھی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں مولانا تھانوی کی کتابیں ہندوستان سے زیادہ شائع ہوئی ہیں۔ درجنوں کتابوں کے کئی کئی ایڈیشن منظر عام پر آئے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دین کی اعانت، دین کی اشاعت و تبلیغ اور دینی علوم کی تائید میں علماء دیوبند نے قابل قدر کارنامے انجام دیئے ہیں، پادریوں اور آریہ سماجیوں سے دیوبندی علمانے اب سے ایک صدی قبل مناظرے کئے اور انہیں لاجواب کر دیا۔ ۱۲۹۲ھ میں چاندپور ضلع بجنور کے جلسہ میں حضرت مولانا نانوتوی ؒ نے پادریوں کا ناطقہ بند کر دیا اور انہوں نے بھاگ جانے ہی میں خیریت سمجھی۔ انگریزوں کے خلاف جہاد شاملی میں دیوبند کے اکابر نے حصہ لیا ہے

عیسائیوں کے مشہور پادری فنڈر کی تحریروں کا جواب مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے لکھا یہ کتاب (اظہار الحق) عیسائیت کے رد میں بے مثال کتاب ہے اس کتاب کا اردو ترجمہ کئی جلدوں میں چھاپنے کی سعادت بھی دار العلوم کراچی کو حاصل ہوئی ہے، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کے قابل فخر صاحبزادے مولانا محمد تقی عثمانی نے اس کتاب پر فاضلانہ مقدمہ اور حواشی لکھ کر دین کی گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔ ہم اس پر مطمئن ہیں کہ دیوبند سے خیر ہی پھیلا ہے اور علماء دیوبند نے دین کی اشاعت اور تبلیغ کے کارنامے انجام دیئے ہیں اور ان کی تکفیر و تضلیل کرنے والوں کو قیامت کے دن جوابدہی کرنی پڑے گی

علماء دیوبند کا باطل کیخلاف جہاد اور حق پرستی اور علمائے بریلی کی باطل نوازی

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ مجاہد تھے متبحر عالم تھے اور توحید و سنت کے مبلغ اور شرک و بدعت کے مقابلہ میں سیف اللہ المسلول تھے، اتنی عظیم دینی شخصیت کو بریلوی مسلک کے علمانے طرح طرح سے بدنام اور مطعون کیا ہے ان کی تذلیل کی ہے اور گمراہ ٹھہرایا ہے اور شاہ صاحب کی شہادت کو شہادت ہی نہیں مانا اس سے سبھی مسلمانوں کا ہوشمند طبقہ بریلوی حضرات سے متوحش رہا ہے، باطل کے خلاف شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی پیدا کی ہوئی یہ اسپرٹ علمائے حق میں بیدار رہی ہے، انگریزی حکومت کی مخالفت میں دیوبندی علما کی اکثریت غالب اور پیش پیش رہی ہے۔ ظلم اور باطل کے خلاف آواز بلند کرنے کی پاداش میں انہوں نے قید و بند کی مصیبتیں جھیلی ہیں مگر خود مولانا فاضل بریلوی اور ان کے خلفائے انگریزوں کے تسلط کو ہندوستان سے ہٹادینے کی تو جد و جہد میں حصہ نہیں لیا بلکہ اس جد و جہد کی مخالفت کی ہے۔ کسی ظالم طاقت کا زور توڑنے اور اسے ہٹانے کیلئے کسی غیر مسلم جماعت یا کافر گروہ سے ساجھا کرسکتے ہیں ہندوستان میں مسلمان اور ہندو دونوں مظلوم تھے اور انگریزی راج پورے ہندوستان کے لئے ایک عذاب تھا، انگریز کو ہندوستان سے ہٹانا اسی وقت ممکن تھا جب مسلمان اور ہندو مل جل کر برطانوی حکومت کے خلاف جد و جہد کرتے، چنانچہ تقریباً ۱۹۱۸ء سے لیکر برسوں تک ہندوؤں اور

مسلمانوں نے کانگریس میں رہ کر آزادی کے لئے جدوجہد کی، مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی، مولانا ظفر علی خاں، مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر انصاری، تصدق احمد خاں شیروانی بہار کے مولوی محمد شفیع داؤدی اور مدراس کے سیٹھ یعقوب حسن اور حکیم اجمل خاں وغیرہ مسلم زعما کی یہ عالی ظرفی تھی کہ انہوں نے گاندھی جی کو تحریک آزادی کا لیڈر مان لیا تھا، اس زمانے میں ہندوستانی مسلمانوں کے اس موقف کے علی الرغم مولانا احمد رضا خاں نے کانگریس کی مخالفت کی اور گاندھی جی کو ہدف ملامت بنایا ان کی اس روش سے تحریک آزادی کو نقصان پہنچا۔ حیرت ہے مولانا فاضل بریلوی کے اس موقف کو سیاسی بصیرت کہا جاتا ہے اس زمانہ میں مسٹر محمد علی جناح بھی کانگریس میں شریک تھے اور علی برادران تو نہرو رپورٹ شائع ہونے کے بعد کانگریس سے علیحدہ ہوئے ہیں۔

اسلامی خلافت سے بریلوی علماء کی بغاوت

آلِ عثمان نے صدیوں تک اسلام کی خدمت کی ہے، ترکی خلافت ملیہ اسلامیہ کے اتحاد کی مظہر تھی، عیسائی طاقتیں ترکی خلافت کو پارہ پارہ کرنے پر تلی ہوئی تھیں، ہندوستان کے مسلمانوں نے خلافت کمیٹی قائم کی، اور ترکی خلافت کی بقا کے لئے امکانی جدوجہد کی مگر اعلیٰ حضرت بریلوی نے دوام العیش کے نام سے ایک رسالہ لکھا اور فرمایا کہ خلافت ترکوں کا حق نہیں ہے

شاہ شہید کے مخالفوں کو انگریزوں نے عہدے دیئے

اب میں ان علماء کے نام درج کرتا ہوں جنہیں اکثر و بیشتر حضرات شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے مسلک کے موافق نہ تھے اور بعض کھلکر مخالف تھے، بدایوں میں مفتی ابوالحسن عثمانی بدایونی، مولوی فضل رسول عثمانی مولوی علی بخش صدر الصدور مدراس میں مولوی ارتضیٰ علی گوپامئوی ناسک میں خان بہادر مولوی عبدالفتاح مفتی کلکتہ میں قاضی نجم الدین کاکوروی، مرادآباد میں مولوی عبدالقادر حنیف دہلی میں مفتی صدرالدین آزردہ، مولانا فضل امام خیرآبادی مولانا فضل الحق خیرآبادی، منشی فضل عظیم خیرآبادی یہ تمام حضرات ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں منصب افتاء و قضاء اور سیر،

رشتہ داری اور صدر الصدوری کے عہدوں پر فائز تھے انگریز اپنی مقبولیت کے لئے انتظامی اور عدالتی پر مسلم اکابر کا تعاون چاہتا تھا۔

حرف آخر

دیوبندی علماء نے اپنے اکابر کا نہ کوئی DAY (ڈے) منایا اور حکومت سے درخواست کی کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے ان بزرگوں کی زندگیوں پر فیچر نشر کئے جائیں، مگر مولانا احمد رضا خان کا کئی برس سے ڈے منایا جاتا ہے اور حکومت سے پرزور مطالبہ کیا جاتا ہے کہ یوم رضا کے جلسوں کے پروگرام ریڈیو سے نشر کئے جائیں اور ان کی جھلکیاں ٹیلی ویژن پر دکھائی جائیں، بریلوی اور دیوبندی علماء کے مزاج اور ذہنیت میں فرق کا اسی واقعہ سے اندازہ لگایا جاتا ہے ہمیں اس کا بھی علم ہے کہ مسجدوں میں بریلویت اور دیوبندیت کی کشمکش جاری ہے، ایوب خاں کے دور حکومت میں ایک مسجد کے پیش امام کو اسی جرم میں قتل کیا گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہیں کہتا تھا۔ (فاران کراچی جولائی ۱۹۷۶ء میں ایک غیر مستند کتاب "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" پر ماہر صاحب کے طویل تبصرہ کے چند اقتباسات پیش کئے گئے پورا تبصرہ لائق دید ہے۔)

"زلزلہ" پر ماہر القادری کا تبصرہ

(تبصرہ خاصا طویل ہے اور پورا پڑھنے کے قابل ہے اس کے بہت ہی ضروری حصے صفحات کی گنجائش کے اعتبار سے نقل کئے جا رہے ہیں)

حیرت اس پر ہے کہ جو لوگ بدعات میں مبتلا ہیں وہ خود کو "اہل سنت" کہتے ہیں، برعکس نہند نام زنگی کافور" زلزلہ میں جو عقائد اہل سنت سے منسوب کئے گئے ہیں وہ اہل بدعت کے عقائد ہیں، جس طرح آگ اور پانی کا ایک جگہ جمع ہونا محال ہے اسی طرح سنت و بدعت کا قرآن اور اجتماع ناممکن ہے، ملت اسلامیہ کی دینی تاریخ بتاتی ہے کہ ہر دور میں شرک آمیز عقائد اور بدعات پر نکیر کی گئی، امام فخر الدین رازیؒ نے آٹھ سو برس قبل قبر پرستی پر کھل کر نکیر کی۔ انہم وضعو...... شفعاهم عند الله یعنی جن بت پرستوں نے اصنام واوثان اپنے انبیاء و اکابر کی صورتوں پر تراشے تھے یہ خیال کرتے

تھے کہ جب ہم ان کی عبادت میں مشغول ہوں گے تو یہ اکابر اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری شفاعت کریں گے۔ اس کی نظیر ہمارے زمانے میں اکثر لوگوں کی اپنے بزرگوں کی قبروں سے مشغولیت ہے اس اعتقاد سے کہ اگر ہم ان قبروں کی تعظیم کریں گے یہ اللہ کے نزدیک ہمارے شفیع ہوں گے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اپنے دور میں شرک و بدعت پر احتساب کیا علمائے دیوبند نے بھی ان مسائل میں وہی روش اختیار کی جو حامیان کتاب وسنت کی رہی ہے، یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نبی یا ولی عالم الغیب نہیں ہے اور علم غیب اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے۔ دور و نزدیک سے اللہ تعالیٰ کے سوا یہ کسی کی درخواست سننے اور فریاد سننے، دلوں کا حال جاننے اور تمام جہاں کی مشکل کشائی کرنے کا کوئی نبی یا ولی اختیار نہیں رکھتا۔ علماء دیوبند کے ان عقائد سے جو کتاب وسنت کے عین مطابق ہیں بدایوں اور بریلی کے علما نے شدید اختلاف کیا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی تو ساری عمر علمائے دیوبند کی تفسیق و تکفیر کا کارنامہ انجام دیتے رہے، ان مسائل میں ان کی شدت اور قلم کے بے باک اور دشنام طراز ہونے کا یہ عالم رہا ہے۔

وہابی قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں ان کے مرد یا عورت کا تمام جہاں میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا۔ (ملفوظات حصہ دوم ص۱۰۰)

(حیوان سے نکاح بھی گویا بریلویوں کے یہاں جائز ہے) مولانا بریلوی کی شدت مزاج کا وہ عالم تھا کہ وہابیوں اور دیوبندیوں کے چڑھانے کے لئے اپنا نام عبد المصطفیٰ رکھا۔ حالانکہ کسی صحابیؓ تابعیؒ تبع تابعیؒ تفسیر و حدیث اور فقہ کے کسی امام کا نام عبد المصطفیٰ عبد النبی یا عبد الرسول سننے یا پڑھنے میں نہیں آیا۔ عقیدت کا یہی وہ غلو ہے جو دین میں ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے، عہد نبوت، دور صحابہؓ اور صدیوں بعد تک مردوں کے لئے سویم، چہلم اور برسی کا رواج نہیں رہا، یہ تمام رسمیں بدعت ہیں مگر مولانا احمد رضا خاں نے اپنی فاتحہ اور نیاز کے لئے کھانوں کی ایک فہرست وصیت کے طور پر شائع کی اور اس بدعت کو زیادہ مؤکد بنادیا۔ ایصال ثواب جائز ہے مگر تاریخ اور دن کی تعیین کے ساتھ کھانا سامنے رکھ کر

اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور ایصال ثواب کرنا بدعت ہے۔ گذشتہ اسی نوے برس کی مدت میں بریلی دیوبندی علما کی مخالفت کا گڈھ بن گیا ہے اور آج بریلویت ایک مستقل مکتبۂ فکر کا نام ہے۔ یہ مکتبہ شرک آمیز عقائد اور بدعات کو سند جواز دیتا ہے اور مسلمانوں کا جو گروہ ان عقائد سے متفق نہیں ہے ان کے پیچھے بریلوی نماز پڑھنا درست نہیں سمجھتے اور ان کی تضحیک بلکہ تکفیر کے درپے رہتے ہیں، تحزب اور تعصب کی انتہا ہو گئی کہ حرمین شریفین کے اماموں کی اقتدا میں بریلوی حضرات نماز نہیں پڑھتے۔

نزول کتاب و سنت کے مخالف ایک بے وزن کتاب ہے

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی اس خبیث پر لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منقصت کا ذرہ برابر شائبہ دل و دماغ میں رکھتا ہے یا اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کو جو اعزاز و منصب عطا فرمایا ہے اس کو گھٹانا یا مجروح کرنا چاہتا ہے، اسی طرح وہ شخص بھی قابل ملامت اور مستحق لعنت ہے جو بندوں کو اللہ تعالیٰ کا مشابہ اور ہمسر ٹھہراتا ہے یہ دونوں انتہائی ضلالت کے سوا اور کچھ نہیں۔ قرآن کریم احادیث اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو غیوب کی جو خبریں اور اطلاعیں دی ہیں ان پر علم غیب کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اسی لئے قرآن کریم میں صرف اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب والشہادہ کہا گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے علم غیب کا منسوب کرنا یہ قرآن کریم کی صریحاً مخالفت ہے، ان لوگوں کو کیا نام دیا جائے جو قرآن کی مخالفت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت کی علامت سمجھتے ہیں وہی عقیدت و محبت اللہ و رسولؐ کے معتبر ہے جو کتاب و سنت کے عین مطابق ہو اسی فرط عقیدت نے بعض انبیا کو اولیاء کا بیٹا بنا ڈالا، علمائے دیوبند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات گرامی سے علم غیب کی نفی اس لئے کی ہے کہ یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ذاتی علم الغیب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطائی عالم الغیب سمجھنا یہ جاہلانہ علم کلام ہے، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی شان حلم اور طاقت تحمل ہے کہ وہ

سارے عالم کے حالات سے باخبر ہے اور اس کی ذات کو نہ کفر و شرک سے کوئی نقصان پہنچتا ہے اور نہ ایمان و اسلام اور اعمال صالحہ سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

کسی صحابیؓ اور تابعیؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی علم غیب کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا کتنے ہی ایسے سرایا اور وفود کے واقعات تاریخ و سیر میں ملتے ہیں کہ صحابہ کرام کو کفار دھوکہ سے قتل کر دیتے ہیں اور ان کی پہلے سے نہ حضورؐ کو خبر تھی اور نہ صحابہ کرام ان سے واقف تھے۔

اسی طرح جہاں کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کا اختیار بھی اللہ تعالے کسی نبی اور ولی کو نہیں دیا قرآن کریم میں ایک لفظ بھی اس مفہوم کا نہیں آیا جس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے تمام اختیارات دیکر متصرف فی الکائنات اور قادر و مختار بنا دیا ہے، صحابہ کرامؓ تو اولیاء اللہ سے ہزارہا درجہ افضل تھے ان کی ناداری اور مجبوری کے ہزاروں واقعات کتابوں میں ملتے ہیں، مشکل کشا دستگیر، غریب نواز، داتا یہ عجمیوں اور ہندوستانی مسلمانوں کے وضع کئے ہوئے القاب ہیں، کسی صحابی کے لئے اس قسم کے منصب و عہدہ اور لقب کا پتہ نہیں ملتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو زندگی میں کیسی کیسی مشکلیں پیش آئی ہیں، اگر ان نفوس قدسیہ کو تصرف فی الکائنات کے تمام کمال و اختیارات ملے ہوتے تو خود اپنی مشکلوں کو دور کر دیتے، اہل بدعت کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو دنیا جہاں کے حالات کی خبر ہوتی ہے مگر صحابہ کرامؓ میں سے کسی بڑے سے بڑے صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث کا علم نہ تھا اور بہت سے صحابہ پورے قرآن کے حافظ نہیں تھے، جب اسلامی فوجیں دوسرے ملکوں میں رزم آرا ہوتی تھیں تو حضرت عمر فاروقؓ قاصد کے نہ آنے سے کتنے بے چین اور مضطرب رہتے تھے اور جنگ کے حالات معلوم کرنے کا شدید انتظار رہتا تھا۔ غیب اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے اس صفت میں کوئی نبی بھی اللہ کا شریک نہیں ہے، نبیؐ کی ذات سے علم غیب کی نفی قادح نبوت نہیں ہے، ارض و سموات اور پاتال سے لیکر عرش تک اس سے بھی ماورا کائنات کی کوئی شئی اللہ تعالیٰ سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور اس صفت میں

بھی اللہ تعالیٰ لاشریک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی دلوں کا حال جانتا ہے، بعض یا بہت کی اطلاعات اور انبا غیب پر غیب کا اطلاق نہیں ہوتا۔

ایک طرف تو یہ واقعہ ہے کہ اللہ نے چاہا تو مکہ میں کافروں کی سرگوشی سے حضورؐ کو مطلع فرمادیا، دوسری طرف یہ روایت ہے کہ اللہ نے چاہا تو حجرۂ نبوی کے قریب ہی ایک عورت فوت ہوتی ہے تو اس کی خبر حضورؐ کو نہیں ہوتی۔ قرآن کریم میں ایک آیت بھی ایسی نہیں پایا ہے جس میں کہا گیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں تصرف کے تمام اختیارات دیدیئے ہیں اور حضورؐ اپنی زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی دور و نزدیک سے ہر کسی کی فریاد اور آواز سنتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات کی بنا پر میں تمام مخلوق کا حاجت روا اور مشکل کشا ہوں، حضورؐ نے تو یہ فرمایا ہے انهٗ لا یستغاث لی وانما یستغاث باللہ استغاثہ مجھ سے نہیں کیا جاتا ہے بلکہ استغاثہ اللہ سے کیا جاتا ہے (معجم کبیر طبرانی) "زلزلہ" میں جن دو عقائد کی بنیاد پر یہ کتاب لکھی گئی ہے وہ دونوں عقائد ہی سو فیصدی غلط اور کتاب وسنت کے مخالف ہیں، تو پھر اس کتاب کا آخر کیا وزن باقی رہ جاتا ہے!"

(اقتباسات از ماہنامہ فاران بابت فروری ۱۹۷۶ء)

بابِ اول

زیر وزبر پر تنقیدی نظر

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاْءُ لَمْ یَکُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اما بعد برادران اسلام!

ایک بڑے فہیم وذکی عالم بیدار مغز سیاح علامہ مقدسیؒ گذرے ہیں انھوں نے اپنے سفر کی یادداشتوں کو کتابی شکل میں مرتب کیا۔ کتاب یورپ میں طبع ہوکر شائع ہو چکی ہے، اپنی اس کتاب میں مقدسیؒ نے مذہبی اختلافات کے قصوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کوفہ کے ایک پرانے بزرگ عمر ابن مرہ کا ایک بڑا پُر مغز بیان درج کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص عمر ابن مرہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جناب والا میرا عجب حال ہے اب تک مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں شامل ہو ہوکر الگ ہوتا رہا ہوں ہر فریق اپنی تائید میں قرآن ہی سناتا ہے میں تو ان مذہبی جھگڑوں سے تنگ آگیا ہوں، بتایئے آخر میں کیا کروں؟ عمر ابن مرہ نے کہا کہ اے شخص سن تو نے مسلمانوں کے مذہبی اختلافات کا ذکر کیا میں پوچھتا ہوں تو جواب دیتا جا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور جو کچھ اللہ کے پاس سے لائے سب ٹھیک ہے۔ کیا مسلمانوں کا اس سے اختلاف ہے؟ جواب دیا کہ نہیں! قرآن خدا کی کتاب ہے کیا اس میں مسلمانوں کا اختلاف ہے؟ جواب دیا کہ نہیں! پانچ وقتوں کی نمازیں فرض ہیں کیا اس میں اختلاف ہے؟ کہا کہ نہیں! کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ہے کیا اس میں اختلاف

ہے کہا کہ نہیں! رمضان کے مہینے میں روزے فرض ہیں کیا اس میں اختلاف ہے کہا نہیں! بیت اللہ کا حج مسلمانوں پر فرض ہے کیا اس میں اختلاف ہے کہا نہیں! زکوٰۃ فرض ہے کیا اس میں اختلاف ہے؟ کہا نہیں! غرضیکہ ابن مرّہ مسلسل یونہی سوال کرتے جاتے تھے اور جواب میں پوچھنے والا بیچارہ نہیں نہیں کہتا رہا تب عمر ابن مرہ نے کہا دیکھو بھائی جن مسائل پر اتفاق ہے محکمات بھی ان ہی کو کہتے ہیں ان کو پکڑ لو اور اختلافی مسائل میں زیادہ غور و خوض کی ضرورت نہیں ان کی نوعیت متشابہات کی ہے اور آخر میں وصیت ہے۔

اہل کتاب کے بعد دین مسلمانوں کے سپرد کیا گیا، ہمارے پہلوں نے یعنی صحابہؓ نے دین کو جس شکل میں مانا اور برتا بس ان ہی کا طریق کار اور انہی کا شیوہ اختیار کر کے مطمئن ہو جانا چاہیئے، امتِ مسلمہ آج بھی عقیدہ کے اعتبار سے اس شیوہ و طریقہ پر مطمئن ہے یہ جتنے اختلافات اور جھگڑے پائے جاتے ہیں ان سب کی حقیقت مقدسیؒ کے الفاظ میں یہ ہے:

هٰذا التعصب الذی تریٰ ان ثورة الجهال والمسترفون من القصاص وغیرهم واما الامة فعلیٰ ما ذکرت

یہ تنگ نظری جسے تم دیکھتے ہو یہ جاہلوں کی شورش اور قصہ گو واعظ وغیرہ کی بے اعتدالیوں کا نتیجہ ہے ورنہ امتِ مسلمہ اسی طریق پر ہے جسے میں ذکر کر چکا ہوں۔

(مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ" سے ماخوذ)

نام نہاد "بریلوی مکتبۂ فکر" کے علما بھی دین کی اس روش کو چھوڑے ہوئے ہیں جس پر صحابہؓ کرام تھے بلکہ وہ قصہ گو بداحتیاط واعظوں اور جہل مرکب میں گرفتار لوگوں کے طریقوں پر چل رہے ہیں، جن دینی عقائد اور اسلامی ارکان پر تمام امت کا اتفاق ہے ان کی تبلیغ و دعوت سے منہ پھیر کر علماء دین کی تکفیر، رہنمایان ملت کی تضلیل اور غیر اسلامی رسموں بدعات و محدثات کی تائید و اشاعت کر کے فرقہ بندی کو مضبوط کرتے رہتے ہیں بریلوی مولوی صاحبان کی اس فتنہ انگیزی سے سنجیدہ اور لکھے پڑھے مسلمانوں کو وحشت و نفرت پیدا ہو چکی ہے اپنے مذہب کے غیر مقبول ہونے کا خطرہ محسوس کر کے بریلویوں کے چالاک مناظر علامہ ارشد القادری جمشید پوری نے "بریلوی فتنہ" کو نئی

شکل میں "زلزلہ" نام کی کتاب لکھ کر پیش کیا اور افسانہ نگاری کی پوری مہارت سے کام لیتے ہوئے ایک بے سر کی کہانی حقیقت کے روپ میں بیان کر ڈالی، انہیں یقین تھا (جس پر مسرت کا اظہار بھی زلزلہ کے دوسرے ایڈیشن میں کر ڈالا تھا) کہ علمائے اہل سنت و جماعت کی طرف سے اس افسانہ کا کوئی جواب نہیں شائع ہوگا مگر خلاف توقع شیش محل میں بیٹھ کر آہنی دیواروں پر ڈھیلے پھینکنے والوں پر چاروں طرف سے سنگ باری شروع ہوگئی اور باطل کا آئینہ خانہ چکنا چور ہوتا نظر آیا، زلزلہ کے جواب میں شائع ہونے والی کتابوں میں قادری صاحب کی تلبیس و تحریف کی حقیقت ملت اسلامیہ کے سامنے صاف صاف واضح کر دی گئی تو ان پر ایسی بدحواسی اور بوکھلاہٹ سوار ہوگئی کہ زیر و زبر کے نام سے جواب الجواب لکھنے بیٹھے تو الٹا سیدھا لکھتے ہی چلے گئے اور یہ بھی نہ غور کیا کہ ان کی کھلی ہوئی غلط بیانیوں، خامیوں، دشنام طرازیوں اور مغالطہ انگیزیوں پر مدرسہ کے ابتدائی طلبا بھی کیا عجب کہ قہقہے لگانے لگیں۔

جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے میں قادری صاحب کی یہ مہارت دیکھ کر انہیں اس فن کا امام کہنے کو جی چاہتا ہے کہ مذہبی بددیانتی کا پیکر محسوس پیش کرتے ہوئے اپنی معصومیت، سنجیدگی، شرافت اور ادب و تہذیب کا بڑے فخر سے اعلان بھی کیا ہے۔

ایسے ہی موقعہ پر یہ شعر پڑھا جاتا ہے ؎

آلودہ میرے خون میں داماں کئے ہوئے
یوں پھر رہے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں

ناظرین کرام کے سامنے سب سے پہلے "زیر و زبر" کی بنیادی خامیاں گالیاں اور غلط بیانیاں ذکر کی جا رہی ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ایسے جہل مرکب سے محفوظ رکھے۔ آمین

بنیادی خامیاں

علا "زیر و زبر" شروع سے دس صفحات تک پڑھتے چلے جائیے، کتاب کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام اور اس کی حمد و ثنا سے

خالی پائیے گا۔ ص۱۱ پر بسم اللہ لکھا ہے۔ قرآن مجید کا آغاز بسم اللہ الحمد للہ سے ہے ایک حدیث شریف میں ہے جو اہم کام اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ ناقص رہتا ہے اور الحمد للہ کے بارے میں بھی اسی مفہوم کی روایت آئی ہے اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اب تک تمام مذہبی کتابیں لکھنے والے اپنی اہم کتابوں کو اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی حمد و ثنا سے شروع کر کے کتاب و سنت کی تقلید کرتے آئے ہیں اور ثواب و برکت حاصل کرنے کے ساتھ ہی خالق و مالک کی رحمت سے اپنے کام کو اچھے انجام تک پہونچاتے آئے ہیں اور ناقص و ناتمام رہ جانے کے عیب سے بچاتے رہے ہیں، البتہ ناول نگاروں اور افسانہ نویس قصہ کہانیوں کے لکھنے والے عام طور پر بسم اللہ الحمد للہ کی برکت سے محروم رہتے ہیں کیونکہ ان میں زیادہ تعداد دین سے بیزار دہریت و الحاد میں گرفتار اہل قلم کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ارشد القادری کی ذہنی ساخت بھی کچھ اسی قسم کی ہے، یہاں پر زبان سے کہنے کی تاویل کام نہ دے گی، کتاب قلم سے خود لکھ رہے ہیں اسی کا اعتبار کیا جائے گا آپ ہی نے ظاہر پر حکم لگانے اور باطن کا اعتبار نہ کرنے کا قاعدہ مقرر کیا ہے۔ زیر و زبر ص۲۲۲ پر ہے

"میں عرض کروں گا کہ باطن تو آپ لوگوں کے پیٹ
میں ہے اور اسے پیٹ میں لئے رہئیے"

آپ کے باطن میں بھی جو ہو اور جہاں بھی ہو وہیں رہنے دیجئے ظاہری عبارت پر دینداری بھی حکم لگائے گا کہ آپ پر زلزلہ کے جوابات پڑھ کر ایسی بوکھلاہٹ طاری ہوئی کہ آپ کو اپنی کتاب شروع کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک لکھنا بھی یاد نہ رہا اور آپ کے تلبیس نامہ "زیر و زبر" کے ناقص و ناتمام ہونے کا غیبی انتظام ہو گیا ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را　٭　چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

۲ کل اناء یترشح بما فیہ برتن میں جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے، عالم دین کی تقریر و تحریر میں بے ساختہ طور پر بھی قرآن و حدیث کے حوالہ جات آجاتے ہیں، علماء کرام کی نجی مجلسوں میں علمی طرز بیان کی جھلک پائی جاتی ہے۔ علامہ ارشد القادری بریلوی فرقہ کے مشہور عالم، ممتاز مصنف اور چالاک مناظر سمجھے جاتے ہیں، ان کی تصنیف سراسر الزامی ہی

سہی پھر بھی اگر ان پر قرآن وحدیث کے علوم کا غلبہ ہوتا تو کسی ایک جگہ تو وہ اپنے مسلک کے ثبوت میں اور اپنے نظریہ اور انداز فکر کی تائید وتشریح میں ایک ہی قرآنی آیت یا حدیث پاک کو تحریر کر دیتے اول سے آخر تک پوری کتاب آیات واحادیث سے خالی ہے بس چند جگہ ضمنی طور پر علمائے دیوبند کی نقل کیجانے والی عبارتوں میں آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے یہی ایک بات قرآن وحدیث سے علمائے دیوبند کے تعلق اور بریلوی مولویوں کی بے تعلقی ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے، آخر یہ کیسا بریلوی مذہب ومسلک ہے جس کی تائید میں ان کا مناظر کسی ایک آیت اور ایک حدیث کو پیش نہ کر سکا بلکہ علمار حق کی پیش کی ہوئی آیتوں اور حدیثوں کا مفہوم الٹنے کی ناپاک کوشش کر کے بارگاہ خدا اور رسول میں گستاخی کر کے اپنی عاقبت بھی خراب کر لی، اگر قرآن وحدیث سے دلیل لانے کی ضرورت کا احساس قادری صاحب کو نہیں ہوا ہے تو یہ ان کی تیسری خامی سمجھی جائے گی، کیونکہ مذہب اسلام کی حقیقی بنیاد کتاب وسنت اور آثار صحابہ کرام رض پر ہے ان سے منہ موڑ کر کسی بھی مذہبی عقیدہ وعمل کو ثابت کرنا لفظی بازی گری کے سوائے اور کچھ نہیں ہے ؎

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

ع۳ قادری صاحب لکھتے ہیں:۔

"اگر اسیری کے یہ قابل رشک ایام میسر نہ آئے ہوتے تو زیر وزبر جیسی یہ خوبصورت فکر انگیز اور بصیرت افروز کتاب وجود میں نہ آتی ازیر وزبر ابتدا لیا خیل خانہ کے حکام نے کسی بھی خفیہ سبب سے غیر معمولی رعایت حکومت کے ایک مجرم کے ساتھ کی تھی اس کا شکریہ ادا کرنے کو برا نہیں کہا جا رہا ہے، برا یہ ہے کہ اپنے قلم سے اپنی کتاب کو خوبصورت، فکر انگیز، بصیرت افروز لکھنا اپنے منہ میاں مٹھو بننا ہے۔ ؎

تعارف اپنا اور اپنی زباں سے خود اپنے منہ میاں مٹھو بنے ہیں

کسی مصنف کو اپنی تصنیف کی اہمیت کا ذکر کرنا لازمی ہوتا ہے، تو اللہ کے فضل وکرم کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے اظہار حقیقت کر دیتا ہے، زیر وزبر کے مصنف کی طرح خو

ستانی کوئی سنجیدہ مصنف نہیں کرے گا اپنے قلم سے اپنی کتاب کی تعریف کرنا عجب پندار نفس کی بدترین مثال ہے۔

یہ کتاب کا نام زیر وزبر اور اس کا اسلوب نگارش افسانوی ہے جو علمائے کرام کی تحقیقی، علمی، متین و سنجیدہ طرز بیان کے سراسر خلاف ہے۔ افسانوی طرز تحریر سچے واقعہ کو بھی مشکوک بنا دیتا ہے، یہاں کتاب جھوٹا افسانہ تھی ہی اس کے اسلوب نگارش نے تلبیسی انداز کو واضح تر کر دیا ہے۔ سچ ہے ؎

حق و باطل برابر ہو نہیں ہو سکتے قیامت تک
حقیقت ایک رہتی ہے بدل جاتے ہیں افسانے

ارشد القادری کی گالیاں

اپنی تہذیب و شرافت کا اعلان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
"خوبصورت طنز اور خوشگوار استعارات و کنایات کے علاوہ کسی جگہ بھی قلم کی شرافت اور زبان کا وقار مجروح نہیں ہوا ہے۔" (زیر وزبر ص ۲۲)
"ہم نے پوری کتاب میں ایک مجیب کی حیثیت سے موضوع بحث کے دائرے کا احترام بہر حال ملحوظ رکھا ہے اور اپنے حریفوں کے خلاف قارئین کو مشتعل کرنے کے لئے قطعاً کوئی ایسی بحث نہیں چھیڑی ہے جسے جارحانہ حملہ سے تعبیر کیا جائے" ص ۲۳

یہ چوری اور سینہ زوری کی بدترین مثال ہے کہ زیر وزبر میں علمائے اہل سنت دیوبند کو مطعون کرنے کے لئے ان کے خلاف دشنام طرازی، لعنت و ملامت کے اوچھے ہتھیار استعمال کر کے دل کی سیاہی کو کاغذ کے صفحات پر نمایاں کرنے میں کوئی جھجھک نہیں محسوس کی ہے اور خیال خام یہ ہے کہ ان گالیوں سے زبان کی شرافت اور قلم کا وقار مجروح نہیں ہوا ہے ؏ چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد

نمونے پڑھئے قادری صاحب لکھتے ہیں:

مجھے سخت حیرت ہے بریلوی فتنہ کے مصنفین کی کج فہمی اور نادانی پر۔ ص۲۳

وہ اپنے زمانے کے نہایت مفتری کذاب اور لعنت زدہ انسان ہیں۔ ص۲۷

اب اپنی منحوس کوششوں کا انجام دیکھئے کہ جل جل کر آپ لوگوں نے اپنے امام ربانی کو دل کا سیاہ بنا ہی ڈالا اور یہ بھی اعتراف کر لیا کہ جب دل میں تصویر یار ہی نہ رہی تو گردن جھکا کر بھی کسی اندھے کو کیا نظر آتا۔ ص۲۸۴

نفاق و عیاری کے فن میں علمائے دیوبند کی مہارت کا جائزہ لیجئے ص۳۳۵

علمائے دیوبند کا یہ کردار منافقانہ خصلت کی پردہ دری کرتا ہے۔ ص۳۳۵

دیوبندی اکابر نہ صرف یہ کہ حب رسولؐ کی لذت سے محروم کر دیئے گئے تھے بلکہ نفاق کی کدورت نے ان کے دلوں کو بالکل مسخ کر دیا تھا۔ ص۳۳۷

کیا یہ کھلا ہوا فریب اور شرمناک دجالی نہیں ہے۔ ص۳۴۷

دونوں فریق اپنے اپنے نفاق پیشہ ضمیر کی زبان میں بات کر رہے تھے۔ ص۳۳۸

ہر شخص بغیر کسی تکلیف کے اسے سمجھ سکتا ہے الا آنکہ اس کی عقل ہی مسخ ہو گئی ہو۔ ص۱۴۸ (ان کے نزدیک ہر اس شخص کی عقل مسخ ہو گئی ہے جو ان کی ہاں میں ہاں نہ ملائے)

شری فضل الرحمٰن وزیر محنت حکومت ہند جو نہایت متعصب قسم کے ہمارے مذہبی حریف بھی ہیں۔ ص۷

دیکھ رہے ہیں آپ نشہ میں بہکنے کا عالم۔ ص۵۷

ان احمقانہ سوالوں کا جواب میں کیا دوں۔ ص۶۵

ان حضرات کے سینے میں شرک کا ناسور ابلنے لگتا ہے۔ ص۷۰

اب اس الزام کا جو جواب مفتیان دیوبند نے دیا ہے وہ ان حضرات کے علم و بصیرت کے افلاس اور اندھی عقیدت کے آزار کا بہترین نمونہ ہے۔" ص۷۲

اس سے بڑھ کر کور چشمی کا ثبوت اور کیا ہو گا۔ ص۸۸

انگلیاں دینے کے ساتھ ہی یہ سفید جھوٹ کہتے ہوئے شرم نہ آئی حقیقت

یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باوفا شیدائی اور سچے فدائی علما، دیوبند ہی ہیں جنہوں نے "کرامات صحابہؓ" "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب" "حیات الصحابہؓ" "التکشف" جیسی سیکڑوں کتابوں میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات غیبی انکشافات اور صحابہ کرام کے کشف وکرامت کے واقعات ایسے ایمان افروز دلکش انداز میں بیان کئے ہیں کہ ہر پڑھنے والا صاف دل یقین کرتا ہے کہ لکھنے والے اپنے محبوبوں کی تعریف وتحسین میں دلوں کی دنیا نچھاور کر رہے ہیں حب نبی اور الفت صحابہ کی یہ کیفیات دین بدلنے والے بارگاہ رسالت کے باغیوں کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے) آخر شاہ ولی اللہ بھی کیا سوچتے ہوں گے کہ کم بخت کتنے گھائے نکلے کہ آسان اردو میں بھی میری بات نہیں سمجھ سکے"۔ کیا یہ شعر عقیدے کے اس منافقانہ کردار کو بے نقاب نہیں کرتا کہ نہ گنگوہی صاحب کی زندگی میں لوگوں نے خدا کو حاجت روا سمجھا اور نہ اب حاجت روا سمجھ رہے ہیں"۔ ص۱۱۳ (ڈنکے کی چوٹ پر جھوٹ بولنا یہی ہے کہ جو خدا کے بندے صرف خدا ہی کو حاجت روا سمجھنے کا پیغام دن رات دیتے رہتے ہیں ان کے بارے میں ایسا لکھا جائے۔

دیوبندی مذہب میں اعتقاد وعمل کے درمیان کھلا ہوا تضاد ہے"۔ (اور ظاہر ہے جس مذہب میں کھلا ہوا تضاد ہو وہ اسلام کا نہیں نفاق کا مذہب ہے۔ ص۱۴۲ (الملفوظ چہارم ص۵ پر بریلوی اعلیٰ حضرت نے اپنے کو ایسی حالت پر بتلایا ہے جس میں ان کو سنتیں معاف ہو گئی ہیں اور ان کے مولوی امجد علی بہار شریعت ص۲ پر یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد ہے، کھلی ہوئی بات ہے کہ سنت پر شریعت کی بنیاد ہے جس سے آزادی کا اعلان کر کے بہار شریعت کے فتوے سے بریلوی اعلیٰ حضرت صریح کفر والحاد کے مرتکب ہو گئے ایسے ہی الملفوظ میں اعلیٰ حضرت نے ریل پر پنجوقتہ نمازوں کو باجماعت پڑھنے کا دعویٰ کیا ہے اور بریلوی مفتیوں نے ریل پر فرض واجب نمازوں کو قانون شریعت وغیرہ میں ناجائز بتلایا ہے، انصاف سے فیصلہ کیجئے کہ یہ نفاق کا مذہب ہے یا کتاب وسنت سے مدلل علمائے دیوبند کا سنی وحنفی مسلک)

"میں نے مفتیان دیوبند کی قلمی خیانت وعلمی بددیانتی اور فکری کجروی کو شواہد ودلائل کے ساتھ بے نقاب کیا ہے وہ قوم کی عدالت میں کہاں تک قابل قبول ہیں" ص۱۶۸

مولوی عارف سنبھلی کے نام کے ساتھ استاذ دار العلوم ندوۃ العلما کا دم چھلا دیکھ کر بہت سے لوگوں کو حیرت ہوئی" ص۱۷۰

"علمی خیانت مذہبی تحریف اور فکری کجروی کے کیسے کیسے گل کھلائے ہیں۔ ص۱۸۱

ایسا معلوم ہوتا ہے آدمی کے بجائے کوئی آسیب زدہ بول رہا ہے۔ ص۱۸۴

اور الحمد للہ کہ زلزلہ نے دیوبندی ذہن کی ان ساری عیاریوں کو بالکل بے نقاب کر دیا۔ ص۲۲۵

اور کہاں تھانہ بھون کے ایک رنگین مزاج شیخ فرتوت کا ایک کمسن مریدنی کے ساتھ شادی کا واقعہ جو سر تا سر خواہش نفسانی اور جذبہ شہوانی کی ایک تحریک پر عمل میں آیا۔ ص۲۹۶

ان کے اس عمل کے پیچھے عقیدت کا جذبہ نہیں بلکہ دل کی کدورت شیطان کار فرما ہے۔ ص۳۹۳

دیوبندی مذہب پر تضاد نفاق اور جاہلی عصبیت کا الزام پتھر کی لکیر کی طرح امر واقعہ ہے ص۴۷۲

اور رسول دشمنی، بددیانتی اور دل کی کدورت کا سب سے شرمناک پہلو تو یہ ہے ص۴۱۴

احیائی صاحب نے اس اعتراض کا جواب جو دیا ہے وہ جواب نہیں ایک بیوہ عورت کا بین معلوم ہوتا ہے۔ ص۴۶۳

یہ ہیں بریلوی مذہب کے ارشد القادری کی شرافت، تہذیب اور قلم کی وقار کی حفاظت کے نادر نمونے، خط کشیدہ الفاظ کو بریلوی زبان کی لغت میں گالی نہیں بلکہ دعا کہا جاتا ہوگا۔ اتنی حقیقت ہے، حسام الحرمین، تجانب اہل سنت، الکواکب الشہابیہ وغیرہ رسائل بریلویہ میں گالیوں کے جو معیاری نمونے موجود ہیں، زیر وزبر اس سے فروتر نظر آرہی ہے جواب میں صرف اتنا عرض کروں گا۔ ے

اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت		دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ
کہتے کہتے بے وفا کہہ جائیں آپ		بڑھتے بڑھتے اس قدر بڑھ جائیں آپ

قادری صاحب کی جھوٹی باتیں

نہ جا ظاہر پرستی پر اگر کچھ عقل رکھتا ہے
چمکتا جو نظر آتا ہے سب سونا نہیں ہوتا

مولوی ارشد القادری نے "زلزلہ" کی اہمیت ثابت کرنے کے لئے اس کے جواب میں لکھی گئی کتابوں کو مشرق و مغرب اور ہند و پاکستان کے سنی حنفی دیوبندی علما کی متحدہ کوششوں کا نتیجہ قرار دیا ہے، اس کھلی ہوئی غلط بیانی اور شرمناک فریب دہی پر کوئی تعجب نہیں کرنا چاہئے ایسی مذموم حرکت بریلوی برادری کے بڑے چھوٹے بہت سے رہنما کرتے رہتے ہیں، یہ وہی ظالم لوگ ہیں جنہوں نے اصل دین کو بدل کر نیا دین و مذہب ایجاد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جن کاموں میں ثواب نہیں بتایا ان میں ثواب بتلا کر بریلوی علما، شریعت نبوی پر ظلم عظیم کرتے رہتے ہیں اور ان کے مصنوعی دین و مذہب کی مخالفت کرنے والے علماء حقانی کو یہ لوگ دین کا دشمن قرار دیتے ہیں، اسی کو کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے، وہ علما، حق جو توحید و سنت کی حفاظت کے لئے ہر قسم کے شرک و بدعت کی تردید کرنا حضور انور صلی اللہ کی رسالت پر ایمان لانے کا لازمی تقاضا قرار دیتے ہیں ان کو مطعون کرنا اسلام دشمنی نہیں تو اور کیا ہے، وہ گلشن اسلام جس کی آبیاری کے لئے ہر دور کے بزرگوں نے اپنا تن من دھن قربان کیا ہے اسے اجاڑنے والے اپنے کو اہل سنت و جماعت کہکر برعکس نہند نام زنگی کافور کا مظاہرہ کرتے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین مکمل ہو چکا ہے، شریعت نے ثواب و عذاب کے تمام کام تبلا دیئے ہیں، اب بریلوی حضرات اپنی رسول دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نئی اذانیں اور

نئی نمازیں اور دیگر نئے اعمال میں ثواب ملنے کا دعویٰ کرتے ہیں، دین کے معاملہ میں اتنا بڑا جھوٹ بولنے اور فریب دینے والے مخلوق کے معاملات میں غلط بیانی سے کیوں شرمانے لگے زلزلہ اور زیر وزبر کے مصنف بھی دین وشریعت کی جامعیت کا عملی انکار کرنے والوں کے ایک رہبر ہیں، انہوں نے اگر کذب وافترا، کے ذریعہ اپنے سیاہ کارنامہ کو اجاگر کرنا چاہا ہے اس پر مجھے کوئی حیرت ہے نہ تعجب نیشِ عقرب نہ از پئے کین ست :: مقتضائے طبیعتش اینست بچھو کی طبیعت وتقاضہ ہی ڈنک مارنا ہے اسے کینہ پر محمول کرنا فضول ہے۔

ایسے ہی بریلوی علما کی تحریک کا تقاضہ ہی علماء حق کو مطعون کرکے اصل دین کو پھیلنے سے روکنا ہے۔ شریعت دشمنی اس تحریک کے علمبرداروں کی گھٹی میں شاید کہ پڑی ہوتی ہے، سامنے کی مثال ہے کہ تبلیغی جماعت کا عمومی دینی کام مرکز نظام الدین دہلی سے ہو رہا ہے اس میں کام کرنے والے صرف بنیادی باتوں یعنی عقیدۂ توحید ورسالت کی پختگی آخرت کی فکرمندی، کلمہ طیبہ کی تصحیح وتفہیم نماز کی پابندی و درستگی، ذکر، تلاوت کی کثرت، تحصیل علم کی رغبت، اخلاص نیت، اکرام مسلم، تفریغ وقت، ترک لایعنی کا پیغام پیش کرتے ہیں، مسجدوں کو نمازیوں سے آباد کرنا چاہتے ہیں۔

فروعی اختلاف اور ہر قسم کی مذہبی گروہ بندی سے سخت پرہیز کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام کے واقعات سنا کر امت مسلمہ میں دینی تڑپ پیدا کرنا چاہتے ہیں، اتباع سنت کا جذبہ پیدا کرکے مسلمانوں میں جوڑ پیدا کرنا تبلیغی جماعت کا بنیادی مقصد ہے، اس غیر اختلافی کام کو بھی روکنے کی پوری کوشش بریلوی علما کرتے رہتے ہیں، نہ خود کوئی دینی جدوجہد اور اصلاح وتبلیغ کی کوشش اخلاص کے ساتھ کرتے ہیں اور جو کر رہے ہیں ان کے راستہ میں رکاوٹ بنکر کھڑے ہوجاتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے بریلوی علما کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمانوں میں جہل وضلالت کا تسلط باقی رہے اور ان کے حلوے انڈے کا انتظام ہوتا رہے۔ ؂

یہ عالم آہ جن پر فرض ہے تبلیغ سنت کی ۔۔۔ جڑیں مضبوط کرتے ہیں غضب ہے شرک وبدعت کی

تمہید طویل ہوگئی مگر مفید ہی ہے اسے ذہن میں رکھتے ہوئے قادری صاحب کی جھوٹی باتوں کو

پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

پہلا جھوٹ البتہ دار العلوم دیوبند کے کئی ممتاز اساتذہ اور دار الافتاء کے متعدد ماہرین سر جوڑ کر بیٹھے اور نو ماہ کی عرق ریزی اور جاں فشانی کے بعد زلزلہ کے جواب میں انکشاف نام کی ایک کتاب لکھی جو اپریل ۱۹۷۴ء میں دیوبند سے شائع ہوئی۔ (از یروزبر ص۱۹)

انکشاف کے مصنف دار الافتاء، دار العلوم دیوبند کے ایک نوجوان طالب علم ہیں اور اس پر تقریظ تین فضلائے دیوبند نے لکھی ہے جن میں ایک مفتی بھی شامل ہیں مگر قادری صاحب کتنا سفید جھوٹ لکھ رہے ہیں کہ دار العلوم کے ممتاز اساتذہ اور دار الافتاء کے ماہرین نے اپنی تمام قیمتی دینی وملی خدمات کو روک کر متحدہ کوشش کی تب جاکر زلزلہ جیسے افسانہ کا جواب تیار ہو سکا۔ قادری صاحب کے اس جھوٹ پر بھی مجھے کوئی حیرت نہیں، اپنی کتاب کی اہمیت بڑھانے اور دین کے نام پر خالص معاشی کاروبار چمکانے کے لئے یہ غلط بیانی اسی اطمینان پر کی گئی ہے کہ بریلوی جماعت کے سادہ لوح عقیدت مندوں میں سے کوئی قادری صاحب سے یہ پوچھنے والا نہیں ہے کہ جناب عالی آپ ایک طالب علم کی تصنیفی کوشش کو پورے دار العلوم کے علماء کی طرف کیوں منسوب کر رہے ہیں؟

اس غلط بیانی کی تائید میں یہ پیش کرنا کہ دیوبند کے مولانا عامر صاحب نے مصنف کے بجائے کتاب کی تائید کرنے والے علماکرام کو اپنی تنقید کا مخاطب بنایا ہے، سراسر جہالت ہے۔ کیونکہ تائید کرنے والے پر نقد و جرح کرنے اور اسی کو کتاب کا مصنف قرار دینے میں بڑا فرق ہے، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دار العلوم کے ممتاز اساتذہ اور دار الافتا کے متعدد ماہرین کے انکشاف کی تصنیف وترتیب میں شریک ہونے کا علم قادری صاحب کو کیسے ہوا؟ کیا وہ اپنے کو عالم الغیب سمجھتے ہیں؟ جو دیوبند میں لکھی جانے والی تصنیف کی ترتیب میں شرکت کرنے والے ہر ہر فرد کو جمشید پور میں بیٹھ کر پہچان گئے ہیں، ہو سکتا ہے بریلوی اعلیٰ حضرت کے بیان

کئے ہوئے عقیدے کے اعتبار سے قادری صاحب پر اظہار غیب ہوتا رہتا ہو وہ لکھتے ہیں

"اظہار غیب تو اولیا، کرام قدست اسرارہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی۔" الامن والعُلیٰ ص۱۳۰

یعنی فرق صرف اصلی اور واسطہ ہونے کا ہے ورنہ غیب داں ہونے میں انبیاء و اولیاء کے ساتھ بریلوی بھی شریک ہیں۔ انبیاء و اولیاء کے ساتھ علم میں برابری کا دعویٰ اعلیٰ حضرت نے اپنے لئے اور اپنی تمام دینی برادری کے لئے کر کے کیا مقربان الٰہی اور محبوبان خداوندی کے علوم عالیہ کی توہین نہیں کی ہے۔؟

بے شک اس عبارت میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی اہانت کے کئی پہلو پائے جاتے ہیں جن کی نامعقولیت سمجھنے کے لئے اللہ والوں کی سچی محبت اور حقیقی اتباع کا جذبہ ہونا چاہیئے۔ جو صرف الحمد للہ اہل حق میں پائے جاتے ہیں۔ اہل بدعت اس نعمت سے محروم ہیں، ان کا حال بقول مولانا روم" یہ ہے ؎

ہمسری با انبیاء بر داشتند اولیاء را ہمچوں خود پنداشتند

ان لوگوں نے پیغمبروں کی برابری کا دعویٰ کیا ہے اور ولیوں کو اپنے جیسا سمجھا ہے

دوسرا جھوٹ

اس کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلما کے اساتذہ اور دیوبندی مذہب کے مایہ ناز مناظر مولوی منظور صاحب نعمانی کی سرکردگی میں بریلوی فتنہ کا نیا روپ کے نام سے زلزلہ کے جواب میں دوسری کتاب مرتب ہوئی۔" (زیر وزبر ص۹۱) دروغ گو را حافظہ نہ باشد جھوٹے کو اپنی کہی ہوئی بات یاد نہیں رہتی اس کا نمونہ یہ ہے کہ اوپر لکھے ہوئے قول کے خلاف زیر وزبر ص۱۰ پر خود ہی بریلوی فتنہ کا نیا روپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اس کتاب کی تصنیف میں تین مصنفین کے نام ظاہر کئے گئے ہیں مولوی منظور نعمانی ان کے صاحبزادے مولوی عتیق الرحمٰن اور مولوی عارف سنبھلی استاد دارالعلوم ندوۃ العلما گویا زلزلہ کا باپ بیٹے روح القلم تینوں نے مل کر جواب دیا۔ یہاں ندوہ کے تمام اساتذہ مولانا عارف صاحب کے علاوہ مصنفین کی فہرست

سے نکل گئے، اور زیر وزبر ص۱۸۰ پر نہ جانے کس بے خودی کے عالم میں لکھتے ہیں

"خود مولوی منظور نعمانی جو بریلوی فتنہ کے اصل مصنف ہیں"

یہاں پہونچکر صرف مولانا منظور احمد صاحب مدظلہ کتاب کے مصنف باقی رہ گئے حقیقت یہ ہے کہ جس کی وضاحت "بریلوی فتنہ کا نیا روپ" میں موجود ہے کہ اس کا ایک باب مولانا عتیق الرحمٰن صاحب کا تحریر کیا ہوا ہے۔ بقیہ پوری کتاب مولانا عارف سنبھلی مدظلہ کی تصنیف کی ہوئی ہے، مولانا منظور احمد صاحب کا ایک خط بھی کتاب میں شامل ہے جس میں انہوں نے جواب لکھنے سے معذرت کر دی ہے، اس کے باوجود کتاب کا اصل مصنف مولانا نعمانی صاحب کو قرار دینا کذب وافترا کا وہ نادر نمونہ ہے جسے قادری صاحب جیسے شخص ہی پیش کر سکتے ہیں، جو گویا یہ طے کرکے ہی بیٹھے ہیں کہ جھوٹ لکھیں گے بار بار لکھیں گے پوری قوت سے لکھیں گے آخر کار جھوٹے پروپیگنڈہ کا شکار کچھ نہ کچھ سادہ لوح ہو جائیں گے۔ جب کانے دجال کو خدا ماننے والے مل جائیں گے تو دو آنکھوں والے دجل وفریب کے مجرموں کو سچا سمجھنے والے کیوں نہ ملیں گے شاہ شہید جیسے بزرگوں کو برا کہنے کی یہ دنیاوی سزا ہے کہ حق گوئی کی صلاحیت سے محروم کر دیئے گئے اور جیتے جی پیکر عبرت بنکر زبان حال سے کہہ رہے ہیں ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے ؛ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

تیسرا جھوٹ اس کے بعد پاکستان کے دیوبندی علما کی متعدد کوششوں سے "زلزلہ" کے جواب میں "سیف حقانی" کے نام سے ایک کتاب لکھی گئی ہے۔　(زیر وزبر ص۲۰۹)

ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا، ہاں ہوائی اڑانے سے قادری صاحب کو شہرت مل سکتی ہے تو اڑایا کریں، اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے شکنجہ میں اپنی گردن پھنسایا کریں ورنہ پاکستانی علماء کرام کو ان کے افسانہ کا جواب لکھنے کے متعدد کوششوں کی نہ ضرورت تھی نہ موقعہ۔

پاکستان کے ایک غیر عالم اور وہ بھی خالص دیوبندی نہیں بلکہ جماعت اسلامی

زلزلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ماہر القادری مرحوم ایڈیٹر فاران کراچی کے ہمنوا جناب بریلوی عقائد و اعمال کی تردید میں فکر انگیز و مدلل طور پر جتنا تحریر کر گئے ہیں وہی بریلویت کی بنیاد ڈھانے کے لئے کافی ہے اگر کسی بریلوی عالم میں جرأت تھی تو وہ فاران کے تبصرہ کا معقول جواب لکھ کر سرخروئی حاصل کرتے تا۔

زلزلہ کے جواب میں زلزلہ پر زلزلہ نام کا ایک رسالہ میں نے ایک ہی دن میں تحریر کر دیا تھا جس میں قادری صاحب کی مغالطہ اندازی اور فریب دہی کا پردہ چاک کرتے ہوئے مختصر طور پر اصل رضاخانی عقائد کو پیش کر کے دلائل طلب کئے تھے قادری صاحب بریلی کے خودساختہ عقائد پر دلائل پیش کرنے کی ہمت نہ پاکر موضوع بحث بنانے ہی سے راہ فرار اختیار کر گئے جبکہ قادری صاحب کا یہ مفروضہ کہ علماء دیوبند اپنے اکابر کے پیش کئے ہوئے عقائد کی تردید اپنے اعمال سے پیش کر چکے ہیں، اگر کوئی شخص تسلیم بھی بالفرض کرلے پھر بھی وہ قرآن و حدیث کے خلاف نئے بنائے ہوئے بریلوی مولوی صاحبان کے دین و مذہب پر ایمان نہیں لاسکتا، بریلی کا "نیا دین و مذہب" اگر اسلام کے خلاف نہیں ہے تو اس پر شرعی دلائل کیوں پیش نہیں کئے جاتے۔؟

چوتھا جھوٹ

اس کے بعد دیوبندی مذہب فکر کے نوجوان علما مشرق یوپی سے اٹھے اور زلزلہ کے جواب میں چوتھی کتاب بنام زلزلہ در زلزلہ مرتب فرمائی۔ (زیر و زبر ص۲۰)

یہ ایسا جھوٹ ہے جس کو قادری صاحب نے زیر و زبر ص۲۱ پر خود ہی یہ لکھ کر تسلیم کر لیا ہے:

"زلزلہ در زلزلہ کے مصنف مبارکپور کے مولوی نجم الدین احیائی نام کے کوئی فاضل دیوبند ہیں"۔

کتاب کے شروع میں مشرقی یوپی کے تمام علما کو زلزلہ در زلزلہ کی تصنیف میں شریک بتلایا تھا اور آخر میں بہت گمنام اور غیر معروف کوئی فاضل دیوبند مسمی مولوی نجم الدین احیائی مصنف رہ گئے ان دو باتوں میں سے ایک ہی صحیح ہو سکتی ہے، دوسری

بات میں زیر وزبر کے مصنف کو جھوٹا ہی کہا جائے گا۔

پانچواں جھوٹ

مولانا عامر عثمانی مرحوم مدیر "تجلی" دیوبند کے بارے میں تحریر ہے:

کیونکہ ہزاروں اختلافات کے باوجود یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے کہ وہ مسلک اور خاندان کے اعتبار سے کٹر دیوبندی تھے اپنے اکابر کے ساتھ عقیدت اور فکر کی نیاز مندی ان کو ورثے میں ملی تھی (صفحہ ۸۱ زیر وزبر)

وہ خاندان اور وطن کے اعتبار سے بیشک دیوبندی تھے مگر یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے کہ مسلک کے اعتبار سے وہ کٹر دیوبندی تھے اور اکابر کے ساتھ عقیدت و نیاز مندی کا اس درجہ تعلق رکھتے تھے کہ ان پر جرح و تنقید بھی نہ کرتے حقیقت یہ ہے کہ مولانا عامرؒ صاحب پر جماعت اسلامی اور اس کے بانی مولانا مودودی صاحب کے افکار کی چھاپ اتنی گہری تھی کہ وہ اپنے اساتذہ پر بھی اعتراض کرنے سے نہیں چوکتے تھے زلزلہ کے دوسرے ایڈیشن میں بھی ان کی یہ عبارت نقل ہے جو ان کے مسلک کو متعین کرتی ہے:

"وہ شخص مولانا مودودی پر کیا چوٹ کرے گا جس نے مولانا موصوف کی خداداد عظمت و عبقریت کے آستانے پر دن کی روشنی میں سجود نیاز لٹائے ہوں"

(تجلی صفحہ ۵۴ فروری ۶۳ء)

مولانا مودودی صاحب کے آستانے پر عقیدت کے سجدے لٹانے والے کو کٹر دیوبندی کہنا انصاف کا خون کرنا ہے۔

مولانا مودودی صاحب کے لٹریچر نے مولانا عثمان صاحب کو تصوف کا اصطلاحی کا مخالف بنا دیا تھا۔ اسی لئے زلزلہ کے اسلام دشمن نظریہ کی تردید کرنے کے ساتھ ہی اس حصہ کو انہوں نے کس درجہ میں سراہا جس سے ان کے خیال میں علماء دیوبند کی تصوف دوستی مجروح ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

اگر قادری صاحب تصوف کے دشمن نہیں ہیں تو تصوف کے لوازم و نتائج پر

تنقید کرنے والوں پر خوش ہونے والوں کو اپنا مؤید نہیں سمجھنا چاہیئے۔

چھٹا جھوٹ

محمود احمد عباسی کی کتاب "خلافت معاویہ و یزید" نے ایک زمانہ میں ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ اس کتاب سے بیزاری و بے تعلقی کا اظہار مسلک دار العلوم دیوبند کے اکابر نے فوری طور پر کر دیا تھا۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب نے تردید میں تحقیقی کتاب بھی تصنیف فرمائی تھی اور مجلس شوریٰ دار العلوم نے باتفاق رائے عباسی صاحب کے نظریات کے خلاف تجویز بھی پاس کی تھی، یہ سب کرنے کی بڑی وجہ اثبات حق اور تردید باطل کا وہ اسلامی جذبہ ہے جو ہمیشہ سے دیوبند کے مکتبۂ فکر سے وابستہ علما، اہل سنت وجماعت کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ دوسری فوری وجہ یہ بھی تھی کہ بریلوی علما نے حسب عادت افترا پردازی کرتے ہوئے عباسی صاحب کی تصنیف کو علما دیوبند کی طرف منسوب کرکے ان پر کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا تھا۔ بات آئی گئی ہوگئی اب قادری صاحب نے اس قدیم غلط بیانی کی تجدید کرتے ہوئے "خلافت معاویہ و یزید" کے سلسلہ میں پھر لکھا ہے کہ؛

چونکہ اس کتاب کی ترتیب وطباعت واشاعت میں دیوبند کا ہاتھ تھا۔

(ص ۳۴۴ زیر وزبر)

ہم پھر اعلان کرتے ہیں کہ یہ سراسر جھوٹ، بہتان ہے، جو شخص عباسی صاحب کی تصنیف میں دار العلوم دیوبند کے ذمہ دار علما کی شرکت ثابت کردے وہ انعام کا مستحق ہوگا، ورنہ قادری صاحب جھوٹوں پر اللہ کی لعنت پڑنے کی عبرتناک سزا کے لئے تیار رہیں اور اگر قادری صاحب علماء دیوبند کا ترجمان ماہنامہ تجلی اور اس کے مدیر مرحوم کو سمجھتے ہیں تو فتویٰ دار الافتا، بریلی کے نمائندہ مدرسہ اشاعت العلوم بریلی کے علما کو تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔

زیر و زبر کی تلبیسات

تلبیس نمبر ۱

براہین قاطعہ سے متعلق

بدعات مروجہ کی حمایت میں مولوی عبدالسمیع رامپوری نے انوار ساطعہ نام کی کتاب لکھی تھی جس میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جگہ تشریف لے جانے اور ہر چیز کا علم ہونے کے لئے جو دلیل لائے تھے اس میں نعوذ باللہ شیطان کے روئے زمین ہر جگہ بہکانے کے لئے پہونچ جانے اور ملک الموت کا روح نکالنے کے لئے ہر جگہ جانے پر قیاس کیا تھا، کہ جب شیطان اور ملک الموت کمتر ہوتے ہوئے زمین کے حالات کی اتنی خبر رکھتے ہیں تو سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ کیوں نہ تسلیم کیا جائے کہ آپ کو ذرہ ذرہ کا علم حاصل ہے اور آپ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں مولوی عبدالسمیع نے حضور اعلم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے اشرف و اعلیٰ علوم کو شیطان لعین کی ناقص معلومات پر قیاس کر کے بارگاہ رسالت میں شرمناک گستاخی کرتے ہوئے اپنی عاقبت خراب کی ہے اور ان کے ہم مشرب بریلوی اعلیٰ حضرت نے انوار ساطعہ پر تائیدی تقریظ لکھ کر علم نبوت کی عظمت کو پامال کرنے کی رذیل حرکت پر شاباشی دی ہے جس پر سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر عاشق کو غضبناک ہونا ہی چاہیئے مگر یہ عجیب تلبیس اور دجالی کوشش ہے کہ مولوی عبدالسمیع رامپوری اور ان کے مذہبی برادری پر طیش دکھانے کے بجائے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والا معاملہ کیا جا رہا ہے کہ مولانا خلیل احمد علیہ الرحمۃ پر بریلوی خاں صاحب اور ان کی پیروی میں مولوی ارشد القادری اور ان کی پوری پارٹی الزام الٹ رہی ہے اور علوم

نبوت کی عظمت و رفعت پر ایمان رکھنے والے اور اسے ثابت کرنے والے براہین قاطعہ کے مصنف پر کفر کا فتویٰ لگایا جا رہا ہے، اس سے بڑھ کر خباثت امور کیا ہوگی کہ شیطان کی ناقص معلومات سے علوم نبوت کو تشبیہ دینے والے کی تعریف کی جائے اور اس ناپاک قیاس سے منع کرنے والے شیدائے نبوت پر الزام لگایا جائے۔ ؎

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مولوی ارشد القادری نے نصف صدی سے زائد بولے جانے والے سو فیصد جھوٹ کو زیر و زبر ص ۲۶۴ پر دہراتے ہوئے لکھا ہے۔

"اکابر دیوبند نے روئے زمین کے علم پر بحث کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ شیطان لعین کا علم حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور شیطان لعین کے علم کی یہ زیادتی قرآن وحدیث سے ثابت ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی زیادتی کے لئے نہ قرآن میں کوئی دلیل ہے اور نہ حدیث میں۔"

سبحانك هذا بهتان عظيم۔ اس ظلم و شقاوت کی پوری سزا نور وز آخرت میں ملے گی دنیا میں بھی ایسے بہتان طراز اور افترا پرداز اہل علم کے سامنے ذلیل و رسوا ہوتے رہتے ہیں۔ اس تلبیس کی حقیقت اس مثال سے سمجھئے، اگر ایک شخص یہ کہے پاخانہ صاف کرنے میں مہتر کو پوری مہارت و واقفیت ہے وہ لوگوں کے پاخانوں کے حالات جانتا ہے۔ جب درجہ کے اعتبار سے علامہ ارشد القادری اس مہتر سے بلند ہیں تو ضرور ضرور علامہ کو بھی پاخانہ صاف کرنے کی مہارت زیادہ ہے، جب ان کا مقام اونچا ہے تو وہ ایک فن میں مہتر سے کم کیسے ہو سکتے ہیں، ایسا خیال ظاہر کرنے والے پر کوئی قادری صاحب کا معتقد غصہ میں گرج کر بڑبڑانے لگے کہ ہمارے اتنے بڑے علامہ مولانا مولوی مناظر کے علم کو ایک مہتر کی واقفیت پر قیاس کرنا گستاخی ہے۔ انصاف سے کہئے جب مہتر کی اپنے پیشہ میں مہارت پر قادری صاحب کے علم کو قیاس کرنا توہین ہے تو معاذ اللہ استغفر اللہ سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ و اشرف علوم کو شیطان کی وسعت پر قیاس کرنا گستاخی نہیں ہے ہر وفادار امتی حضرت مولانا خلیل

احمد علیہ الرحمۃ کے قول کی تائید کرتے ہوئے مولوی عبدالسمیع رامپوری اور ان کے ہمنوا بریلوی اعلیٰ حضرت سے اظہار بیزاری کرے گا، ان حساب آخرت سے بیخوف لوگوں کے ناپاک الزام کی صفائی میں مولانا خلیل احمد صاحب کا یہ بیان پڑھئے جو علماء حرمین دام اللہ فیوضھم کے سوالات کے جواب میں مولانا مرحوم نے تحریر کیا تھا "التصدیقات لدفع التلبیسات" نامی کتاب میں عربی عبارات اردو ترجمہ کے ساتھ موجود ہیں، یہاں پر موضوع سے متعلق صرف انیسویں سوال و جواب کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔

علماء حرمین کا انیسواں سوال

کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو اس پر کیا حکم لگاتے ہو؟

حضرت مولانا خلیل احمدؒ کا جواب

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمام مخلوق سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ علم والا ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں، جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جاسکتا ہے، ہاں کسی جزئی حقیرہ حادثہ کا حضرت کو اس لئے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کرسکتے جبکہ ثابت ہوچکا کہ آپ ان شریعت کے علوم میں جو آپ کے منصب اعلا کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں، جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے اس مردود کو کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ ان پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں جب

کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہو گئی ہے، یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچے کا علم اس متبحر اور محقق عالم سے زیادہ ہے، جو علوم و فنون میں کامل ہے مگر یہ جزئی سے معلوم نہیں اور ہم ھُدھُد کا سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پیش آنیوالا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں. اِنِّیْ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور حدیث و تفسیر کی کتابیں اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں، نیز حکما کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس وغیرہ بڑے طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیات و حالات کا بڑا علم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور مزے اور کیفیت سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون و جالینوس کا ان خراب حالات سے ناواقف ہونا ان کے علم میں زیادہ ہونے کو مضر نہیں، اور کوئی عقلمند بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا، کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ ان کا نجاست کے حالات سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے اہل بدعت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام شریف وادنیٰ و اعلیٰ و اسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہیں تو ضرور سب ہی علوم جزئی ہوں یا کلی آپ کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے محض اس فاسد خیال کی بنا پر اس علم کلی و جزئی کے ثبوت کا انکار کیا ہے۔ ذرا غور تو فرمائیے ہر مسلمان کو شیطان پر فضل و شرف حاصل ہے پس اس قیاس کی بنا پر لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو اور لازم آئیگا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو جسے ھدھد نے جانا اور افلاطون و جالینوس کیڑوں کی تمام خبروں سے واقف ہوں اور یہ سارے لازم باطل ہیں، جیسا کہ مشاہدہ ہو رہا ہے، یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جسے ہم نے براہین قاطعہ میں بیان کیا ہے جس نے کند ذہن بددینوں کی رگیں کاٹ دیں. اور دجّال و مفتری گروہ کی گردنیں توڑ دیں سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حوادث جزئیہ میں تھی اور اسی لئے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا. تاکہ دلالت کرنے کی نفی و اثبات سے مقصود صرف یہی جزئیات ہیں لیکن مفسد لوگ کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور ملک علام کے محاسبہ سے

نہیں ڈرتے، اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے، اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہت سے علما کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے اس پر لازم ہے کہ مالکِ روزِ جزا سے ڈرتے ہوئے دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے بیان پر وکیل ہے۔" انتہٰی

مولانا مرحوم کا یہ بیان، اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے کافی ہے جو براہین قاطعہ کے سلسلہ میں عوام کو ورغلانے کے لئے دیا جا رہا ہے۔ تکمیل فائدہ کے لئے ہم یہاں پر اسی سلسلہ میں بریلوی اعلیٰ حضرت کی ایک علمی خیانت لکھتے ہیں، مولوی ارشد القادری و اتباعہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر پڑھیں:۔

حسام الحرمین کی ایک علمی خیانت

حسام الحرمین صنا پر اردو میں یہ لکھا ہے کہ: "شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔" اور اسی صفحہ پر عربی میں یہ ترجمہ لکھا ہے (ان ھذہٖ السعۃ (فی العلم) ثبت لشیطان وملک الموت بالنص) اردو میں صرف وسعت کا لفظ تھا عربی ترجمہ میں "فی العلم بڑھانے سے علم میں وسعت" کا ترجمہ ہوا نہ کہ وسعت کا۔ چونکہ اعلیٰ حضرت کو بہتان گڑھنے کے لئے علم نبوی پر طعن کرنا تھا اس لئے (فی العلم) کے الفاظ عربی ترجمہ میں اپنی طرف سے بڑھا کر علم و دیانت کا خون کرتے ہوئے نہ شرمائے۔ ترجمہ کی تحریف اور مفہوم کی تلبیس کا یہ ایک نمونہ بریلوی علما کی حقیقت واضح کرنے کے لئے کافی ہے ورنہ اس قسم کی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ؎

اندکے پیش تو گفتیم وز دل می ترسیم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

تلبیس نمبر ۲

جماعتی عصبیت سے پاکی کا دعویٰ

خوشامد سے کسی کو باد وفا نہ باکے سیکو
وہ کافر دوست ہو جائے کسی کا ہم نہ نام بنا گئے

مولانا عارف صاحب سنبھلی نے (بریلوی فتنہ کا نیا روپ) اپنی کتاب کا نام رکھ

کہ قادری صاحب کے خیال میں جماعتی عصبیت کو ابھارا ہے وہ لکھتے ہیں:

نصف صدی سے دیوبند اور بریلی کی جو جنگ چل رہی ہے "زلزلہ" اسی جنگ کا شاخسانہ ہے کیونکہ اصحاب علم و بصیرت اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ جماعتی عصبیت اس اندھی سرشت کا نام ہے جو ظالم سے نہیں مظلوم سے انتقام لینے کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔" (زیروزبر ص۱۶۳)

وہ کہنا چاہتے ہیں کہ زلزلہ کا تعلق دیوبند اور بریلی کے پرانے اختلاف سے نہیں ہے بہ کتاب غیر جانبدار رہ کر علماء دیوبند کے عقائد کا جائزہ لینے کے لئے لکھی گئی ہے، سنبھلی صاحب نے زلزلہ کا تعلق بریلویت کے فتنۂ تکفیر سے جوڑ کر جماعتی عصبیت کو پیدا کرنا چاہا ہے، قادری صاحب کی جماعتی عصبیت کی اندھی سرشت سے پاک وہی شخص قبول کرے گا جو ان کی بدعت پرستی، شرک نوازی اور فتنہ تکفیر کی سرپرستی سے واقف نہیں ہے جو لوگ حقیقت جانتے ہیں وہ اس معصومیت کے اظہار پر یہی کہیں گے کہ بلی ستر چوہے کھا کر حج کرنے چلی ہے، کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جماعتی عصبیت کی اندھی سرشت نے رضاخانیوں میں مظلوم شاہ اسمعیل شہیدؒ اور ان کے متبعین سے انتقام لینے کا ایسا ناپاک جذبہ پیدا کر دیا ہے جس کے نتیجہ میں زلزلہ اور پھر زیروزبر جیسے تلبیس نامے مرتب کئے گئے اور اس قسم کی تصنیفات کے صلہ میں مبارکپور کے بریلوی شیخ الحدیث مفتی عبدالمنان صاحب نے قادری صاحب کی تعریف میں لکھا ہے:

"مولانا موصوف انحطاط کے اس دور میں نئی پود کے اندر حق پرستوں اور شوریدہ سروں کے قافلہ سالار ہیں، بلکہ خود قافلہ بھی۔ اب تو ابتدا اور انتہا سب انہیں پر ختم ہے۔" (زیروزبر ص۲۰۴)

گویا مولانا ارشد القادری رضاخانیت کے اول بھی ہیں اور آخر بھی، امیر بھی ہیں اور مامور بھی اور قافلہ بھی ہیں قافلہ سالار بھی۔ کیا اپنے مسلک کے اتنے بڑے منصب سے غیر جانبداری کی توقع کسی درجہ میں بھی کی جا سکتی ہے۔ مولانا سنبھلی صاحب نے بہت اچھا کیا کہ زلزلہ کے جواب کو "بریلوی فتنہ کا نیا روپ" کا عنوان دیکر ابتدا ہی سے مطالعہ

کرنے والوں کو حقیقت سے روشناس کردیا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیرا

تلبیس نمبر ۳

علماءِ حق کے خلاف مسلمانوں کو مشتعل کرنا

بریلوی علما کا خاص شعار یہ رہا ہے جس کا شکوہ ظفر علی خاں مرحوم جیسے رہنمائے ملت نے بھی کیا ہے کہ ؎

مشغلہ ان کا ہے تکفیر مسلمانانِ ہند ÷ ہے وہ کافر جس کو ہو ان سے ذرا بھی اختلاف

بریلوی علما ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو علمائے دیوبند کے کفر میں شک کرے ان کے یہاں علما، ندوہ کافر ہیں اور سر سید احمد خاں، ڈاکٹر سر اقبال، مولانا ابو الکلام آزاد سابق وزیر تعلیم حکومت ہند مولانا عبد الباری فرنگی محلی، خواجہ الطاف حسین حالیؒ، خواجہ حسن نظامیؒ، مولانا عبد الماجد بدایونی، مولانا آزاد سبحانیؒ، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی وغیرہ رہنمایانِ خلافت کمیٹی سب کے سب کافر ہیں، مسلم لیگ، جمعیۃ علما، جمعیۃ تبلیغ اسلام جمعیۃ الانصار، جمعیۃ القریش، خدام کعبہ، سیرت کمیٹی لاہور وغیرہ سب جماعتیں کافروں مرتدوں، نیچریوں کی بنائی ہوئی ہیں (ملاحظہ ہو تجانب اہل سنۃ مشہور بریلوی کتاب) بریلوی علما آج تک اپنی تحریروں اور تقریروں میں علما کرام اور رہنمایانِ ملت کو برابر کافر کہتے رہے ہیں ان کی اس ناپاک روش نے انہیں علما کرام کے درمیان ایک اچھوت فرقہ بنا دیا ہے۔ مگر ارشد القادری صاحب نے تکفیر بازی کے اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کے لئے علماءِ حق پر یہ الزام قائم کیا ہے، اصلی جھگڑا یہاں نام کا نہیں اس ظلم و شقاوت کا ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان نے ان عقائد و اعمال کو جو سراسر اسلامی ہیں شرک قرار دیکر کروڑوں مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کردیا ہے۔ (زیروزبر ص ۱۴۹)

اور یہ راز بھی فاش ہو جائے کہ مسلمانوں کو مشرک بنانے کے فن میں دیوبندی علماء کتنی مہارت رکھتے ہیں۔ (زیروزبر ص ۲۲۵)

بریلوی مولویوں کے تکفیری فتووں سے کوئی مسلمان باقی ہی کب بچا ہے سب کو پہلے ہی کافر بنا چکے ہیں، یہ ظالم جب حج کرنے جاتے ہیں مسجد حرام اور مسجد نبویؐ میں نماز پڑھانے والے اماموں انکے پیچھے ۔نماز پڑھنے والے دنیا بھر کے حاجی مسلمانوں کو کافر سمجھ کران کے ساتھ جماعت میں شریک نہیں ہوتے الگ نماز پڑھتے ہیں، ان کا یہ عمل ہی ظاہر کر رہا ہے کہ ان کی نظروں میں اب کہیں کوئی مسلمان رضاخانیوں کے علاوہ باقی نہیں ہے اور الٹا الزام علمائے دیوبند اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ پر لگا رہے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو مشرک بناتے ہیں، وہ کون کون عقائد واعمال سرتاسر اسلامی ہیں جن کو صاحبِ تقویۃ الایمان نے شرک قرار دیا ہے اس کی نشاندہی کرتے ہوئے کیوں خوف معلوم ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کے خلاف جاہلانہ عقیدوں اور مبتدعانہ عملوں کو اکیلے صاحبِ تقویۃ الایمان نے ہی نہیں بلکہ تمام ہی اللہ والے گمراہی قرار دیتے رہے ہیں۔ اور قرار دیتے رہیں گے، کیوں کہ حق پرستوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کو صحیح شکل میں دنیا والوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

علمائے کرام کی ذمہ داری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب فتنے ظاہر ہوں اور بدعتیں پھیل جائیں اور میرے اصحاب کو برا کہا جانے لگے تو عالم پر لازم ہے کہ اپنے علم پر غور کرے اور اس کے مطابق عمل کرے جو ایسا نہ کرے اس پر اللہ کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کے فرض قبول ہوں گے نہ نفل (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد ۱ بجز مکتوب ۲۵)

اس لعنت سے بچنے کے لئے تمام صحابہؓ کرام ائمہؒ دین بزرگان اسلامؒ بدعت کی برائی کرتے رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا لوگو بدعت نہ اختیار کرو اور عبادت میں خلاف سنت مبالغہ نہ کرو، اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ جو بدعتی شخص کے پاس گیا اور اس کی تعظیم کی تو گویا اسلام کو ڈھا دینے میں اس کی مدد کی۔ حضرت امام حسن بصریؒ نے فرمایا کہ تم بدعتی کے پاس مت بیٹھو وہ تمہارے دل کو بیمار کر دے گا، نیز ان ہی کا دوسرا ارشاد ہے کہ پل صراط سے جلد گزر کر جنت

میں جانا چاہو تو اللہ کے دین میں کوئی بدعت نہ پیدا کرو۔

توحید و سنت کی حفاظت اور شرک و بدعت کی تردید ہر زمانے میں علمائے حق کرتے رہے ہیں، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور ان کے خاندان کے ممتاز مجاہد مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلویؒ اور اس سلسلے کے تمام ہی علمائے توحید کی اشاعت، سنت کی ترویج اور ہر قسم کے شرک و بدعت کی مخالفت کرنے کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں اس اصلاحی کوشش کا مقصد مسلمانوں کو سچا اور پکا مسلمان باقی رکھنا ہے اس کے برخلاف ایسے مولوی اور صوفی صاحبان بھی موجود رہے ہیں جو اپنے حلوے مانڈے کے لئے دین میں تلبیس و تحریف اور کتمان حق کرکے سیدھے سادے عوام کا ایمان لوٹتے اور اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے ہیں آج کل ایسے مفاد پرستوں کی رہبری بریلوی مولوی صاحبان کے ہاتھوں میں ہے، یہ توحید و سنت کا دشمن فرقہ اصلاح و تبلیغ دین کی تمام کوششوں کو رائیگاں کردینا چاہتا ہے۔ مسلمانوں میں پھیلے ہوئے غیر اسلامی رواجوں کی مخالفت کرنے والے علماء دیوبند پر ارشد القادری کا یہ الزام کہ وہ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر رہے ہیں، سراسر فریب اور دھوکہ ہے اور اپنی پچاس سالہ کافر گری پر پردہ ڈالنے کی فضول کوشش ہے۔

مسلمانوں کو کافر بنانے اور کافر ہونے سے بچانے کا فرق

علمائے دیوبند مسلمانوں کو مشرک اور کافر نہیں بناتے ہیں بلکہ تعلیم و تبلیغ کے ذریعہ کافر و مشرک ہونے سے بچاتے ہیں، ان پر مشرک سازی کا الزام ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص وعظ کہے یا لکھے کہ اے بھائیو نماز کی پابندی کرو۔ نماز چھوڑنے کی سزا سے ڈرو کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **من ترك الصلوة متعمداً فقد كفر** یعنی جس نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑا اس نے کفر کیا اس لئے اے بزرگو اور بھائیوں نماز کے پابند بن کر اپنے ایمان و اسلام کی حفاظت کرو اور حدیث کے اعتبار سے مسلمان ہوتے ہوئے کفر کا کام مت کر، اس قسم کے وعظ کا مقصد نماز کی ترغیب دینا اور نماز چھوڑنے کی بری عادت سے بچانا ہے۔ اب کوئی بریلوی شور مچانے لگے کہ پکڑو اس مردود وہابی کو اس نے کروڑوں بے نمازی مسلمانوں کو دائرہ اسلام

سے خارج کر دیا ہے۔ اس قسم کے شور مچانے کو جھوٹا پروپیگنڈہ اور اشتعال انگیزی کی ناپاک کوشش کہا جائے گا کیونکہ ظاہر ہے کسی کو کافر و مشرک کہنے اور کفر و شرک والے کاموں سے بچانے میں بہت بڑا فرق ہے کسی مریض کے مرض کی نشاندہی اور صحت کی تدبیر بتلانے پر مریض کو بھڑکانا اور یہ کہنا کہ یہ شخص تمہاری موت کا خواہاں ہے دجل و فریب کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس طرح (کفر دون کفر) کی شرعی اصطلاح جانتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کسی شخص کے عقائد و اعمال میں شرک و کفر کے جراثیم کا داخل ہو جانا اور اس کا کافر و مشرک ہو جانا الگ الگ ہے، الزام لگانا تلبیس ہے، جب علماء کرام فقہ کی کتابوں میں کلمات کفر کا باب لکھتے ہیں تو اس کا مقصد مسلمانوں کو اس قسم کے کلمات کی ادائیگی سے بچانا ہوتا ہے، اسی طرح تقویۃ الایمان جیسی اصلاحی کتابوں میں کفر و شرک کے عقائد و اعمال ذکر کرنے کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار امتیوں کو درس وفا یاد دلانا ہے، عقیدہ و عمل کی خامیوں کا بیان کرنا علماء حق کی ذمہ داری ہے جسے وہ ادا کر رہے ہیں خواہ قادری صاحب جیسے لوگوں کی عقلوں پر بدعت پرستی کے غلاف پڑ جانے کے سبب سے کافر کہنے اور کافر ہونے سے بچانے میں جو فرق ہے وہ ان کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ "والحساب یوم الحساب"

تلبیس نمبر ۴

ندوہ پر دیوبند کے قبضہ کی داستان سرائی

دار العلوم دیوبند قائم کرنے والے اور اسے ترقی دینے والے بزرگان دین حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت حاجی عابد حسین دیوبندی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی وغیرہ اور دار العلوم ندوۃ العلماء کے بانی حضرت مولانا محمد علی مونگیری کی منزل اور ان کا مقصد ایک تھا فرق صرف طریقہ کار اور جزئی تفصیل میں تھا، یہ حضرات اسلام کی دشمن طاقتوں خاص طور

پر انگریزوں کی جابر و ظالم حکومت کا مقابلہ کر رہے تھے اور پادریوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے الحاد و ارتداد کا جو طوفان اٹھ رہا تھا اور اس کی نقل میں آریوں وغیرہ کی طرف سے مسلمانوں کو شدھی بنانے کی جو کوشش ہو رہی تھیں اور حکومت نکل جانے سے مسلمانوں میں جو غلامانہ ذہنیت اور شکست خوردگی کی کیفیت پیدا ہونیکا خطرہ دکھائی دے رہا تھا۔ اسلام کا نام لیکر نئے نئے مذہب مرزا غلام احمد قادیانی جیسے لوگوں نے نکالنے شروع کر دیئے تھے ان تمام داخلی و خارجی فتنوں کے مقابلہ کیلئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو زندہ رکھنے کے لئے علوم نبوت کی حفاظت کے لئے اور تاریخ اسلام کی قیمتی علمی ترکہ کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے شاہ ولی اللہؒ کے سلسلہ کے علماء نے دہلی سہارنپور، دیوبند اور لکھنؤ جیسے مقامات پر دینی تعلیمی تبلیغی اور تصنیفی مراکز قائم کئے مسلمانوں کو منظم کرنے اور ملک و ملت کی حفاظت کرنے کے لئے تنظیمیں قائم کیں اس لئے دیوبند کے ندوہ پر مسلط ہونے یا غالب آنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ حق پرستوں کے قائم کئے ہوئے ادارے ہیں، ان میں بنیادی طور پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ رہ گیا حضرت گنگوہیؒ کا ندوہ کے ابتدائی اجلاس میں شرکت نہ کرنا اور یہ فرمانا کہ "ندوہ کا انجام بخیر نہیں ہے" دو وجہوں سے تھا، پہلی وجہ یہ تھی کہ ندوہ کے اجلاس میں اپنے کو مسلمان کہنے والے تمام فرقوں کے علما کو مدعو کیا گیا تھا جس میں مشہور مفکر علما مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی شامل تھے اور ندوہ کے پہلے اجلاس میں شریک بھی ہوئے تھے، حضرت مولانا گنگوہیؒ کو یہ خطرہ ہوا کہ مولوی احمد رضا خاں جیسے مغلوب الغضب لوگوں کا تعاون و شرکت اگر ندوہ کو حاصل رہا تو اس کا انجام بخیر نہ ہوگا۔

بحمداللہ ایسے فتنہ پرست لوگ آہستہ آہستہ ندوہ سے الگ ہو گئے اور اس کا انجام بخیر ہی رہا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ مولانا گنگوہی کو یہ خدشہ تھا کہ کہیں انگریزوں کی چالاک حکومت ندوہ کی سرکاری سرپرستی کر کے اسے اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کا ذریعہ نہ بنالے، کیونکہ اجلاس ندوہ میں انگریزی حکومت کے حامی بھی دلچسپی لے رہے تھے بفضل اللہ حضرت مولانا محمد علیؒ مونگیری کا اخلاص کام آیا اور حکومت پرست بدعت نواز

آزاد خیال طبقہ دار العلوم ندوہ کے انتظام سے بے دخل ہوگیا اور اس عنصر کا غلبہ تو اول دن سے ہی نہیں تھا) اور ندوہ اس خطرناک انجام سے بچ گیا جس کا خدشہ حضرت گنگوہیؒ جیسے بزرگ کو پیدا ہوگیا تھا، ندوہ کبھی بریلویت سے متاثر نہیں ہوا۔ قادری صاحب نے ماضی میں ندوہ کے بریلویت کے زیر اثر ہونے کے ثبوت میں وہاں مجلس میلاد کے انعقاد کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے، اگر میلاد کا کسی جگہ ہونا وہاں والوں کے بریلوی ہونے کی دلیل ہے پھر تو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ دیوبند بھی بریلویت کے زیر اثر تھا کیونکہ دیوبند کے روحانی بزرگ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ میلاد کے قائل تھے یہ سراسر دھوکہ ہے کہ دیوبند اور بریلی کا اختلاف میلاد اور قیام پر منحصر ہے، نفس میلاد اور نفس قیام کو علماء دیوبند نے کبھی منع نہیں کیا ہے بلکہ وہ میلاد مروجہ اور قیام مروجہ کو بدعت کہتے ہیں کیونکہ بریلویوں نے قیام کے ساتھ حضورؐ کی تشریف آوری بلکہ موجودگی کے عقیدے کو شامل کر لیا اور اس پر اتنا اصرار کیا کہ میلاد و قیام نہ کرنے والے کو بے دین بتلانے لگے، اور یہ بھی نہ سوچا کہ صحابۂ کرامؓ میں سے کسی نے فقہ اور تصوف کے اماموں اور بزرگوں میں سے کسی نے بھی میلاد مروجہ اور قیام مروجہ کو نہیں کیا ہے تو کیا نعوذ باللہ وہ سب بے دین تھے یہ وہ لاجواب سوال ہے جس کا معقول جواب کسی رضاخانی نے نہ آج تک دیا ہے اور نہ آئندہ امید ہے۔ من ادعیٰ فعلیہ البیان بالدلیل والبرہان

بات چل رہی تھی ندوہ پر دیوبند کے قبضہ کی داستان سرائی کہ قادری صاحب نے جسے زیر وزبر صـ۱۷۰ پر اس طرح لکھا ہے:۔

آج مولانا ابوالحسن علی ندوی اور مولوی منظور نعمانی کی سازش سے وہ دیوبندی فرقہ کا بہت بڑا گڑھ بن گیا ہے۔

آج ندوہ پر دیوبندی فرقہ کا تسلط ہوگیا ہے اور اس کے اساتذہ دیوبندی مذہب کی حمایت میں برسرپیکار نظر آتے ہیں (صـ۱۷۱)

اب ندوہ پر اہل دیوبند کا غاصبانہ قبضہ ہوگیا ہے۔ (صـ۱۷۲)

یہ اب اور آج کی قید تو لکھنے والے کی بھی نظر میں دجل فریب ہے کیونکہ ہم زیر وزبر کے مصنف کو اتنا جاہل نہیں سمجھتے کہ وہ اس حقیقت سے ناواقف ہوں کہ انکے

اعلیٰ حضرت نے اہل ندوہ کے خلاف کفر کے فتاویٰ جعل سازی کر کے علمار حرمین تک سے حاصل کئے تھے اور ندوہ کے خلاف ملفوظات میں سخت لہجہ میں اظہار خیال کر چکے ہیں لکھنؤ کے ایک بریلوی ماہنامہ سنی کے ایڈیٹر کا مشہور شعر بھی ہے ؎

جسے کہتے ہیں سب ندوہ وہ ہے شیطان کا مرکز

یہاں ابلیسیت کی سر بسر تعلیم ہوتی ہے

اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ سے ندوہ علمار دیوبند سے منسلک رہا ہے اور وہاں کے علمانے اکابر دیوبند سے ہمیشہ اکتساب فیض کیا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رح کے مرید اور خلیفہ تھے، ناظم ندوہ ڈاکٹر سید عبد العلی مرحوم حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رح سے وابستہ تھے۔ مولانا عبد الماجد دریا بادی رح ندوی نے بھی دیوبند اور تھانہ بھون سے فیض پایا ہے اور آج بھی دونوں دینی مراکز اسلام کی خدمات میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں، یہ ایک چشمہ سے نکلنے والی دو نہریں ہیں، اس لئے یہ کہنا سراسر تلبیس ہے کہ ندوہ پر دیوبند کا قبضہ ہو گیا ہے، یہ ایک حقیقت ہے جو ہمیشہ سے عیاں ہے کہ اہل دیوبند اور اہل ندوہ مسلک کے اعتبار سے ایک ہی ہیں البتہ رضاخانی کا جوڑ شیعہ صاحبان کے علاوہ کسی سے نہیں قائم ہو سکتا ہے۔

تلبیس نمبر ۵

فاضل دیوبند اور دیوبندی فاضل میں فرق

مولانا محمد احسن نانوتوی کے نام سے ایک کتاب انگریزی تعلیم یافتہ مصنف نے لکھی ہے قادری صاحب نے زلزلہ ص ۵۱ پر لکھا تھا۔

ایک دیوبندی فاضل نے مولانا محمد احسن نانوتوی کے نام موصوف کی سوانح حیات لکھی ہے۔

جب قادری صاحب کی جہالت واضح کی گئی کہ اس کتاب کے مصنف دیوبند کے فاضل نہیں ہیں، اس کے جواب میں اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کی کوشش میں جہل مرکب

کا ثبوت پیش کیا ہے۔ زیروزبر ص۴۳ پر لکھتے ہیں :۔

"عقل و فہم کی اس یتیمی پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے کہاں دیوبندی فاضل اور کہاں فاضلِ دیوبند، دونوں کو اجیالی صاحب نے ایک سمجھ لیا، حالانکہ فاضل کا لفظ دانشور کے معنی ہیں عام طور پر مستعمل ہے، جیساکہ فاضل جج کہا جاتا ہے"

فاضل کا لفظ دانشور کے معنی میں بھی استعمال ہوسکتا ہے مگر فاضل دیوبند اور دیوبندی فاضل، فاضل بریلی اور بریلوی فاضل جیسی ترکیبیں اردو کے عام محاورہ میں صرف وہاں کے مدرسوں سے فارغ ہونے والوں کے لئے استعمال ہوتی ہیں، واقعی عقل و فہم کی اس یتیمی پر افسوس معلوم ہوتا ہے کہ اپنی جہالت چھپانے کے لئے دیوبندی فاضل کا مطلب ہی بدل ڈالا کوئی بھی خالی الذہن شخص دیوبندی دانشور کے مفہوم میں دیوبندی فاضل نہیں استعمال کرے گا، خود قادری صاحب نے دیوبندی فاضل سے فاضل دیوبند مراد لیا ہے ان کی یہ عبارتیں پڑھئے اور ان کی جہالت سے عبرت لیجیئے۔

ایک دیوبندی فاضل ماہنامہ تجلی کے ایڈیٹر کی زبانی سنئے۔ (زیروزبر ص۳۶۵)

کسی دیوبندی فاضل نے میرے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ (ص۳۶۶)

تعجب ہے ایسا دعویٰ کرنے کی ہمت کیسے پڑی جس کے خلاف ثبوت خود ان کی تحریر میں موجود ہے۔ کیا خوب ہے

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کے
اپنے بیگانے ذرا پہچان کے

تلبیس نمبر ۶

اللہ تعالیٰ سے شرفِ ہمکلامی کا سوال

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ فلاں مسئلہ شامی میں دیکھو، مولوی محمد یحییٰ نے عرض کیا وہ مسئلہ شامی میں تو ہے نہیں، فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے لاؤ شامی اٹھا لاؤ، شامی لائی گئی، حضرت اس وقت آنکھوں سے معذور

ہو چکے تھے شامی کے دو ثلث ادوتہائی) اوراق دائیں جانب کر کے ایک ثلث (ایک تہائی) بائیں جانب کر کے انداز سے ایکدم کتاب کھولی اور فرمایا کہ بائیں طرف کے صفحہ پر نیچے کی جانب دیکھو، دیکھا تو وہ مسئلہ اسی صفحہ میں موجود تھا، سب کو حیرت ہوئی، حضرت نے فرمایا حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔

اس واقعہ پر قادری صاحب نے یہ سوالات قائم کئے ہیں۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ خدا کے ساتھ انہیں ہمکلامی کا شرف کب اور کہاں حاصل ہوا کہ اس نے ان سے یہ وعدہ فرمالیا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا عزم ویقین کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ گنگوہی صاحب کی زبان وقلم سے ساری عمر کوئی غلط بات نہیں نکلی۔ (زلزلہ ص۱۳۲) اور زیر وزبر ص۲۶۶) پر رعب جماتے ہوئے لکھتے ہیں: کسی دیوبندی فاضل نے میرے اس سوال کا جواب نہیں دیا

ایسے احمقانہ سوالات کے جوابات نہ ملنے پر خوش ہونا فضول ہے، کیونکہ جواب جاہلاں باشد خموشی مشہور مقولہ ہے کہ کم فہم حضرات کے وسوسے دور کرنے کے لئے جوابات پیش خدمت ہیں۔

پہلا جواب حضرت مولانا گنگوہیؒ کے قول میں اللہ تعالیٰ سے شرف ہمکلامی کے حصول کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے، نہ جانے کس مدہوشی کے عالم میں قادری صاحب نے ہمکلامی کے حصول کے وقت اور جگہ کو دریافت کیا ہے کیا ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں سے جو وعدے فرماتا ہے، ان میں براہ راست ہمکلامی کی ضرورت ہی نہیں ہوتی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی دوبارہ واپسی کا وعدہ کیا تھا، جو پورا ہوا ایسے ہی حضرت مریم علیہا السلام کے پاس فرشتہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پہنچا، اللہ تعالیٰ کا وعدہ کبھی فرشتہ کے ذریعہ ہوتا ہے کبھی براہ راست نبیؑ یا ولیؒ کے قلب پر اللہ تعالیٰ کے وعدے کا القا ہوتا ہے کبھی خواب میں بشارت دیجاتی ہے حدیث صحیح ہے لم یبق من النبوت الا المبشرات یعنی نبوت باقی نہیں رہی مگر نبوت کی برکت مبشرات کی شکل میں موجود ہے۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ کو اللہ کی طرف سے حاصل ہونے والی بشارت کے لئے ہمکلامی کو لازم سمجھنا اور اس پر سوال قائم کرنا سراسر

حماقت ہے۔ قادری صاحب جو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ انہوں نے علماء دیوبند سے یہ سوال کیا تھا، وہی بتلائیں کب اور کہاں علماء دیوبند کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ سوال رکھا تھا۔ سوال کرتے وقت علماء دیوبند کو مخاطب بنانے کے لئے ان کے سامنے موجود ہونا بھی تو ضروری ہونا چاہئے۔ کسی کو مخاطب بنائے بغیر سوال کرنا کیا پاگل پن نہیں ہے، یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ کتاب کے واسطے سے سوال کیا۔ کیونکہ آپ کے یہاں واسطہ اور ذریعہ سے ہمکلام ہونے کی گنجائش ہوتی تو حضرت گنگوہیؒ کے بارے میں وہ جاہلانہ سوال نہ کرتے جو ابھی ذکر ہوا۔

دوسرے سوال کا جواب

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے شریعت کے مسائل بیان کرنے میں غلطی سے محفوظ رہنے کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دین کے اماموں اور بزرگوں پر یہ انعام فرماتا رہا ہے کہ مسائل بیان کرنے میں غلطی کرنے سے ان کی حفاظت کی جاتی ہے بلکہ مجتہد سے اگر کوئی غلطی بھی ہو جائے پھر بھی اسے اجتہاد کرنے کا اجر ملتا ہے۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ بھی عالم ربانی اور ولی کامل تھے، مسائل میں غلط بیانی سے ان کو بچایا گیا، خاص طور پر جن مسائل میں اہل بدعت کا اختلاف تھا ان میں حق وہی ہے جو مولانا گنگوہیؒ کی زبان سے کہلایا گیا۔ وہ بے شک معصوم نہیں ہیں مگر دین کے مجدد اور مسلمانوں کے مصلح ہیں، تجدید و اصلاح کے مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی زبان سے صحیح مسائل ادا کروا تا ہے حضرت مولانا کے مقید اور ظنی الہام کو اگر قادری صاحب مطلق رکھنا چاہتے ہیں تو میں ان سے یہ سوال کروں گا کہ ان کے اعلیٰ حضرت نے حسام الحرمین میں اپنے بارے میں یہ لکھا ہے ؂

زمانے میں میں گرچہ آخر ہوا وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا

کیا اگلوں میں اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر شامل نہیں ہیں اور معاذ اللہ کیا جو لانا پیغمبروں سے بھی ممکن نہ تھا اسے لیکر بریلوی اعلیٰ حضرت تشریف لائے تھے، اس قول کی توجیہ بریلوی حضرات کریں گے اسی سے حضرت مولانا گنگوہیؒ کے الہام کا جواب سمجھ میں آجائے گا۔

تلبیس نمبر ۶

حضرت مولانا گنگوہیؒ کے قلب کی نورانیت سے تشویش

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ایک دفعہ جوش میں تصور شیخ کا مسئلہ درپیش ہونے کے وقت فرمایا: "اتنے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات بھی بغیر آپ کے پوچھے نہیں کی۔"

مطلب صاف ہے کہ اتباع سنت کی برکت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حضرت مولانا گنگوہیؒ کے قلب پر مسلط ہو گئی تھی اور چند سال تک ان کے قلب پر تجلیات نبوی کا ایسا غلبہ رہا کہ ہر وقت ان کے ذہن و قلب پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور چھایا رہتا تھا، یہاں تک کہ جو کام بھی کرتے تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ یہ قلبی ربط وارفتگی ایک مجذوبانہ حالت ہے جو ہمیشہ باقی نہیں رہتی، اور اگر کسی میں یہ حالت ہمیشہ کے لئے پیدا ہو جائے تو وہ ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے جسے اصلاح تصوف میں مجذوب کہتے ہیں۔ مولانا گنگوہیؒ مجذوب نہیں تھے بلکہ عارف باللہ تھے ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا اتنا غلبہ تھا کہ کسی نے روضہ پاک میں جلائے گئے تیل کو ان کی خدمت میں پیش کیا وہ طبیعت کی نفاست کے باوجود بڑے شوق سے اس کڑوے تیل کو پی گئے اور پینے میں کیفیت و لذت کو محسوس کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے سچے عاشق کے قلب میں ان کے نور کی جلوہ گیری پر حیرت نہیں ہونی چاہئے، اسی کیفیت و حالت کو مجازی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں رہنے سے تعبیر کیا گیا ہے، یہاں اصلی حقیقی معنیٰ نہ ممکن ہیں اور نہ مراد، جیسے ایک شاعر اپنے محبوب کے بارے میں کہتا ہے کہ ؎

اے غائب از نظر کہ شدی ہم نشین دل   میبد انمت نہاں و ثنائی فرستمت

در راہ دوست مرحلہ قرب و بعد نیست   می بینمت عیاں و دعائی فرستمت

یعنی اے میرے دوست تو نظر سے غائب ہے مگر دل میں سمایا ہے میں تجھے پوشیدہ جانتا ہوں اور تیرے پاس تعریف روانہ کر رہا ہوں، دوست کے راستہ میں نزدیکی اور دوری کا کوئی مرحلہ نہیں ہے میں تجھے ظاہر دیکھ رہا ہوں اور تیرے پاس دعا بھیج رہا ہوں، محبت کے غلبہ میں محبوب کا تصور دل میں سمائے رہنے کو شاعر نے محبوب کے دل میں بیٹھنے اور عیاں ہونے سے تعبیر کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شاعر واقعی اپنے محبوب کے دل میں بیٹھا ہوا سمجھتا ہے مولانا گنگوہیؒ کے ارشاد میں بھی اسی قسم کا مجازی مفہوم مراد ہے۔

یہاں پر یہ بھی سمجھ لیجئے کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت ایمان کامل رکھے اور ان کی محبت دل میں بسائے رکھے ایک لمحہ کے لئے بھی ایمانی محبت سے مومن کا قلب خالی نہیں ہو سکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمانی تصور مومن کے ذہن و قلب میں موجود رہنا ضروری ہے دوسرا عشق کے غلبہ والا مخصوص تصور ہے جو خوش نصیبوں ہی کو حاصل ہوتا ہے جس کا ہر مومن کے قلب میں ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ مستحسن ہے اس استیلائی اور جذبی تصور کو الفاظ میں پورے طور پر بیان نہیں کیا جا سکتا ہے بس مجاز و استعارہ کے طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور اقدس ؐ قلب میں موجود ہیں اس قسم کی مخصوص کیفیت ہمیشہ باقی بھی نہیں رہتی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں اللہ تعالےٰ کی معرفت و محبت تمام مخلوق سے زیادہ سمائی ہوئی تھی، پھر بھی آپ نے فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل یعنی میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک مخصوص وقت ہے جس میں کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کو بھی گنجائش نہیں مل سکتی اور یہ نہیں فرمایا کہ ہمیشہ یہ کیفیت اور حالت باقی رہتی ہے اس حدیث پاک سے یہ نکتہ سمجھ میں آ گیا کہ بڑے سے بڑے عارف کے قلب کی کیفیات میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے حضرت مولانا گنگوہیؒ بارگاہ رسالت کے فدائی اور ادنیٰ غلام تھے ان کے قلب میں ایک بڑے عرصہ تک حضور ؐ کی محبت کی خاص کیفیت اور نور کی جلوہ گری رہی اس میں نہ کوئی حیرت اور نہ تعجب ہے اور یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جب مولانا کے قلب میں حضور ؐ کا نور جلوہ گر رہا تو کوئی کام آنحضرت ؐ کی مرضی کے بغیر کیسے ہو سکتا تھا حضور ؐ سے پوچھنے کا مطلب بھی مجازی طور

پر یہ ہے کہ ان کی شریعت پر برابر عمل کرتے رہے۔ جو شخص ہر قدم سنت کے مطابق اٹھاتا ہو وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ میں حضورؐ سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتا معصوم نہ ہوتے ہوئے بھی ایسے اللہ والے گناہوں سے دور رکھے جاتے ہیں، یہ استیلائی اور جذبی تصور ختم ہونے کے بعد ایمانی تصور باقی رہنا ضروری ہے حضرت مولانا گنگوہیؒ کے قلب کی خاص کیفیت ختم ہونے کے بعد بھی ان کے قلب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمانی تصور پہلے سے بہت زیادہ بڑھا ہوا ہمیشہ موجود رہا۔ جس پر مولانا مرحوم کے حالات وواقعات شاہد ہیں، جس قلب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی جلوہ گری ہو جاتی ہے اس میں کبھی کسی قسم کی ظلمت اور تاریکی داخل نہیں ہو سکتی، کیفیت اور حالت میں تبدیلی آتی ہے مگر حقیقت کی تابانی اور ایمانی محبت کی جلوہ فشانی برابر قائم رہتی ہے۔

جاہلانہ تنقید پر تبصرہ اتنی طویل وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کے مذکورہ بالا ارشاد پر زلزلہ میں یہ جاہلانہ تنقید کی گئی ہے:

واضح رہے کہ یہاں بات مجاز واستعارہ کی زبان میں نہیں ہے جو کچھ کہا گیا ہے وہ قطعاً اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ (زلزلہ ص ۱۳۵)

کتنی احمقانہ بات ہے مثال سے سمجھئے: زید نے خالد سے کہا تم ہر وقت ہمارے دل میں سمائے رہتے ہو۔ اس پر خالد کہے عجیب احمق ہو میں سامنے موجود ہوں تم مجھے اپنے دل میں سمایا ہوا کہکر میرے سامنے جھوٹ بول رہے ہو۔ زید خالد کے جواب پر اس کو کھلم اور گاؤدی سمجھے گا کیونکہ دل میں سمانے کا مطلب دل میں داخل ہو جانا کبھی نہیں لیا جاتا بلکہ محبت کا غلبہ مراد ہوتا ہے مگر قادری صاحب کو اصرار ہے کہ یہاں دل میں رہنے سے مجازی مفہوم یعنی حضورؐ کا نور مراد نہیں ہے بلکہ حضورؐ کی ذات مراد ہے اور اس پر جو دلیل بیان کی ہے اس نے ان کی جہالت کو طشت از بام ہی کر دیا، لکھتے ہیں:

یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد حضور اکرمؐ کا نور نہیں ہے بلکہ حضورؐ خود حضورؐ ہی مراد ہیں، کیونکہ نور ایک جوہر لطیف کا نام ہے اس کے ساتھ ہم کلام ہونے

کے کوڑا معنی ہی کیا ہیں"۔ (از لزلہ ص ۱۳۵)

اس جاہلانہ دلیل پر مولانا عارف صاحب نے لکھا تھا:

اس کو جہالت سمجھا جائے یا حضرت مولانا گنگوہیؒ اور جماعت علماء دیوبند پر اعتراض کا جنون کہ یہ مسلمہ حقیقت بھی یہاں علامہ ارشد صاحب کی نظر سے اوجھل ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ جو مجرد نور ہے مادیت کا سایہ بھی اس کے پاس نہیں اس نور ہی نور سے حضرت موسیٰ اور حضور اقدس کو ہمکلامی کا شرف حاصل رہا ہے، ہاں اگر اس کا انکار کر دیجئے تو یہ بات بھی کچھ بامعنی ہو سکتی ہے کہ حضور کے نور سے ہم کلامی نہیں ہو سکتی اس کے بغیر تو یہ سراسر جاہلانہ اور احمقانہ بات ہے۔ ویسے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہی بے معنی عقیدہ رکھتے ہوں اور اس نور سے ہم کلامی اور دل کی آبادی کسی کو نصیب نہ ہو تو یہ محرومی آپ کو مبارک ہمارا تو عقیدہ بھی یہی، اور اللہ کے دین سے کم بیش حاصل بھی یہی ہے کہ ع

درد دل مسلم مقام مصطفےٰ است (بریلوی فتنہ کا نیا روپ ص ۱۴۹)

نور سے ہم کلام ہونے قرآن مجید سے ثبوت سامنے آجانے کے بعد بھی قادری صاحب نے یہ جاہلانہ اعتراض لکھ مارا ہے کہ معاذ اللہ جتنے دنوں تک حضور آپ کے دل میں مقیم رہے اتنے دنوں تک وہ اپنی تربت پاک میں موجود تھے یا نہیں؟ اگر نہیں تھے تو کیا اتنے دنوں تک تربت پاک خالی پڑی رہی۔؟ (ص ۱۲۴)

معاذ اللہ تم معاذ اللہ حضور کے اپنے روضۂ پاک میں موجود رہتے ہوئے حضور کے نور کی جلوہ افشانی کیا دوسری جگہ قادری صاحب کے نزدیک ممکن نہیں ہے؟ اور قبر میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرا کر مردے سے پوچھا جاتا ہے: **ما تقول لهذا الرجل** ان صاحب کے بارے میں تو کیا کہتا ہے اس وقت کیا روضۂ پاک نعوذ باللہ قادری صاحب کے نزدیک خالی ہو جاتا ہے، جو مولانا گنگوہیؒ کے قلب میں حضور کے نور کی مجازی موجودگی پر مذکورہ فضول سوال قائم کیا ہے۔ انہیں کی عبارت میں کہوں گا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کے بجائے کوئی آسیب زدہ بول رہا ہے یا تعصب نے فکر و نظر دونوں کی بینائی چھین لی ہے۔

اپنا تو عقیدہ یہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم روضۂ پاک میں تشریف فرما ہیں

اس کے ساتھ آپ کی محبت کا نور ایمانی ہر مومن کے قلب میں موجود رہے اور عارفوں کے قلوب پر عشق نبوی کی وارفتگی میں استیلائی غلبہ بھی نور نبوی کا ہو جاتا ہے البتہ بدعات کی تاریکی نے جس کے قلب کو سیاہ کر دیا ہے۔ اس نابینا کو انوار نبوی کی چمک کیسے دکھائی دے گی۔

قادری صاحب کی بوکھلاہٹ

قادری صاحب اپنے سوالوں کے نامعقول ہونے پر بوکھلاہٹ میں لکھتے ہیں:

اب اپنی منحوس کوششوں کا انجام دیکھئے کہ ملجلکر آپ لوگوں نے اپنے امام ربانی کو دل کا سیاہ بنا ہی ڈالا اور یہ بھی اعتراف کر لیا کہ جب دل میں تصویر یار ہی نہ رہی تو گردن جھکا کر بھی کسی اندھے کو کیا نظر آتا۔ (زیر و زبر صـ۲۸۴)

اس عبارت میں ارشد القادری اپنے دل میں چھپی ہوئی رسول دشمنی کو زبان قلم سے بھی ظاہر کر بیٹھے۔ معاذ اللہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات انور کے بارے میں یہ اعتقاد بھی نہیں ہے کہ جہاں پر اور جس قلب میں حضور کا نور سالوں موجود رہے پھر وہاں سے اگر وہ نور منتقل بھی ہو جائے تو اس کی چمک دمک باقی رہے گی، ہمارا یقین ہے کہ حضور انور جہاں ایک دفعہ گزر گئے ان کے نور کامل کا سا اثر بھی جس قلب پر پڑ گیا وہ ہمیشہ کے لئے چمک گیا اور مہک گیا ؎

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آرہے ہیں وہ جا رہے ہیں

حضرت مولانا گنگوہیؒ کا قلب حضور انورؐ کے نور کی جلوہ فرمائی کے سبب ہمیشہ کے لئے روشن ہو گیا ایسا روشن کہ دوسرے دل کو بھی اس سے روشنی حاصل ہوئی، نور کے استیلا، اور غلبہ کی جذبی کیفیت بظاہر ختم ہو جانے کے بعد بھی نورِ ایمانی اور اعتمادی تصور پہلے سے ہزاروں درجہ زائد موجود رہا اور موجود رہنا چاہئے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض رسانی کی اکملیت کا یہی تقاضہ ہے اور ان کی محبت کی یہی تاثیر ہے ذاتِ رسالت کی عظمتوں کے منکر اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔

نبی اکرمؐ کی شان میں بریلوی اعلیٰ حضرت کی گستاخی

قادری صاحب حضرت مولانا گنگوہیؒ کے ارشاد پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے امام اعلیٰ حضرت بریلوی کے الملفوظ میں لکھا ہوا واقعہ بھی پڑھ لیتے تو گستاخ قلم سے یہ ہرگز نہ لکھتے "کہ کیا اتنے دنوں تربت پاک خالی پڑی رہی" یہی سوال اس واقعہ پر بھی ہوتا ہے۔ جو ملفوظ حصہ دوم ص۲۲ پر لکھا ہے:

"ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے، کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ کہاں تشریف لئے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے، الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

مولوی احمد رضا خان صاحب کی یہ گستاخانہ جسارت دیکھئے کہ اپنے پیر بھائی مولوی برکات احمد کے جنازے میں شرکت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اور پھر تمام مخلوق کے سردار سب پیغمبروں کے امام کو اپنا مقتدی اور خود کو ان کا امام ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ الحمد للہ، یہاں پر چند سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کے جوابات دیکر کوئی بریلوی فاضل اپنے اعلیٰ حضرت کے سر سے الزامات دور کریں۔

بریلوی علماء سے لاجواب سوالات

پہلا سوال تو یہ ہوتا ہے کہ جب بریلوی مذہب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں ہر جگہ موجود ہیں پھر برکات احمد کے جنازے میں شریک ہونے کے لئے تشریف لانے سے کیا مطلب ہے، دوسرا سوال یہ ہے کہ مولوی سید امیر احمد صاحب نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کا شرف کس موقعہ پر اور کس کیفیت کے ساتھ حاصل کیا کیونکہ حضورؐ آپ کے عقیدے میں بشر کی صورت میں نور مجسم ہیں، اور نور سے گفتگو کرنا زلزلہ میں ناممکن لکھا ہے یہ ناممکن اپنے مولانا کے لئے کیسے ممکن ہو گیا (حضورؐ کو نور ہم اہل سنت حنفی دیوبندی بھی مانتے ہیں مگر بشریت کے ساتھ اس سے جدا کر کے نہیں) تیسرا سوال یہ ہے کہ معراج کی رات بیت المقدس میں جہاں اللہ کے تمام رسولؐ و نبیؐ جمع تھے وہاں حضورؐ امام المرسلین کو

سب نے امام بنایا آپ کے ہوتے ہوئے امامت کرنے کی ہمت کسی کو نہ ہوئی، پھر آپ کے اعلیٰ حضرت نے امام الانبیاء کی موجودگی میں ان کی امامت کرنے کا حوصلہ کیسے کیا، کہئے کہ اعلیٰ حضرت کو معلوم نہ تھا آپ لوگ ان کو غیب داں سمجھتے ہیں، جیسا کہ نغمۂ روح میں لکھا ہے۔ ع آپ سے کیا چھپا ہے احمد رضا

معلوم ہوا کہ حضور کی موجودگی بھی ان پر چھپی نہیں، جان بوجھ کر انہوں نے جنازے کی نماز پڑھائی اور حضور کے امام بن کر گستاخی کرتے ہوئے نہ شرمائے، چوتھا سوال یہ ہے کہ اس واقعہ کے سلسلے میں الملفوظ کے مذکورہ صفحہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی مرتبہ روضۂ اقدس کے قریب آئی تھی۔

استغفر اللہ، روضۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خوشبو جس پر تمام جنت کی خوشبو قربان ہے، وہ تجلی گاہ جہاں کی چمک اور مہک مکہ مکرمہ سے زیادہ ہے قابل صد نفرت ہے بریلوی اعلیٰ حضرت کا دعویٰ کہ بلا مبالغہ روضۂ پاک کی خوشبو وہ اپنے پیر کی قبر میں بتلا رہے ہیں، کیا یہ سراسر بارگاہ رسالت کی توہین نہیں! کیا اس گستاخی اور شان رسالت کی اہانت پر ارشد القادری کو طیش آیا، میں ان کی جیسی عبارت ان کے اعلیٰ حضرت کے لئے لکھتا ہوں کہ گنہگار تھے پر رحمت خداوندی تو عگسا تھی۔ مگر ہائے رے بریلویت کی فریب کاری کہ جس نے ادب گاہ عالم روضۂ نبوی کی عظمت پر طنز کرا کر ایمان اور رسول کی محبت سے بھی محروم کر دیا کیا ہے کوئی بریلوی مذہب کا فاضل جو روضۂ پاک کی خوشبو جیسی خوشبو اپنے پیر بھائی کی قبر میں بتانے والوں پر بھی شوق تکفیر پورا کرے اور وفادار امتی ہونے کا ثبوت پیش کرے یا صرف دوسروں پر اعتراض کرنا آتا ہے۔ ؎

شیشوں کے گھر میں بیٹھ کے پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پر حماقت تو دیکھئے

تلبیس نمبر

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق

حضرت مولانا نانوتوی جیسے مجاہد اور بزرگ عالم پر بریلوی علماء نے جو ظلم عظیم کیا ہے اور جتنا کھلا ہوا جھوٹ بولا ہے اس کی مثال پوری مذہبی تاریخ میں شاید ہی مل سکے۔ اس ظلم و شقاوت کا شکوہ کن لفظوں میں کیا جائے کہ تحذیر الناس کتاب مولانا نانوتوی نے ختم نبوت کے عقیدہ کو مدلل اور مفصل طور سے عقل و نقل کی روشنی میں واضح کرنے کے لئے ہی لکھی ہے اس کتاب کی ایک عبارت میں الٹ پھیر کرکے ظالموں نے نئے نبی کے آنے کا امکان تسلیم کر لیا ہے جو سراسر الزام اور بہتان ہے جس کی سزا آخرت میں سامنے آ رہے گی۔

علماء دیوبند کا عقیدہ ختم نبوت اور بریلویوں کا اس سے انکار

حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی اور اس سلسلہ کے تمام علماء کرام بلکہ ہر مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں، خاتم النبیین ہیں، آپ پر تمام کمالات و فضائل کا خاتمہ ہو گیا آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہو گا اور آپ جیسے کمالات و فضائل نہ تو اس سے پہلے کسی کو حاصل ہوئے اور نہ آپ کے بعد کسی کو حاصل ہوں گے۔ قادیانیوں نے اس عقیدہ کا انکار کرتے ہوئے مرزا غلام احمد کو نبی اور رسول تسلیم کر لیا ہے اور بریلوی فرقہ نے اس عقیدہ کا اب تک زبان سے انکار نہیں کیا ہے مگر عملی طور پر اس عقیدہ کے خلاف ہیں، کسی کام میں اجر و ثواب مقرر کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر کا کام ہے مگر بریلوی فرقہ اپنے اعلیٰ حضرت کو بھی حق دیتا ہے کہ وہ ان کاموں میں ثواب بتلاتے ہیں جن میں حضور ؐ نے نہیں بتایا۔ یہ درپردہ نبی تسلیم کرنا ہے اور عقیدہ ختم نبوت کا معنوی انکار ہے اسی وجہ سے بریلوی فرقہ کے لوگ مولوی احمد رضا خاں صاحب کو "حضور پر نور" کا لقب دیتے ہیں جبکہ اس کے مستحق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام ہیں۔ ایسے ہی یہ

لوگ ان کے نام پر درود پڑھتے ہیں۔ وغیر ذالک حیرت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی کامل ومکمل وشریعت میں یہ لوگ زیادتی کرکے حضورؐ کے دین کو ناقص سمجھنے اور آپ کے منصب نبوت میں نعوذ باللہ خامی ہونے کا عملی اعلان کرتے ہیں اور الزام حق پرست علماء دیوبند پر لگاتے ہیں، علماء دیوبند نے اپنے عقیدے کا اعلان اپنی سینکڑوں کتابوں میں کر دیا ہے اور عملی طور پر بھی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی تحریک کی سربراہی پاکستان میں علماء دیوبند ہی کرتے رہے ہیں، قادیانیوں کے ختم نبوت پر حملوں کا بھرپور جواب دینے والوں میں علماء دیوبند ہی پیش پیش ہیں، میں یہاں پر حضرت نانوتویؒ کی چند تحریریں پیش کر رہا ہوں جس سے جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے والے بریلویوں کی تابیس وخیانت آشکارا ہوتی ہے، مولانا فرماتے ہیں:۔

خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے، ناحق کی تہمت کا البتہ کوچھ علاج نہیں (مناظرہ عجیبہ ص۴۵)

خاتمیت زمانی سے مجھے انکار نہیں بلکہ یوں کہئے منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے، پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔ (مناظرہ عجیبہ ص۵)

پھر اسی کتاب کے ص۶۹ پر لکھتے ہیں" ہاں یہ مسلم ہے کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔ اور ص۱۰۳ پر فرماتے ہیں۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔

حضرت مولانا مرحوم کی آخری تصنیف قبلہ نما ہے اس کے صفحہ ص۱۱ پر لکھتے ہیں آپؐ کا دین سب دینوں میں آخر ہے۔

اور چونکہ دین حکمنامہ خداوندی کا نام ہے تو جس کا دین آخر ہو گا وہی شخص سردار ہو گا کیونکہ اسی کا دین آخر ہوتا ہے جو سب کا سردار ہوتا ہے، اور تحذیر الناس صفحہ ۱۰ پر مولانا مرحوم نے الہامی انداز بیان میں فرمایا ہے۔

سو اگر اطلاع اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم

لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے اور تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی او کما قال ؑ جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے، کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا، گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودکہ الفاظ احادیث مشیر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا کہ ان کا منکر کافر ہے ایسا ہی ان کا منکر کافر ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کے اعتبار سے بھی آخری نبی ہونے کو مذکورہ بالا عبارت میں پانچ طریقوں سے ثابت کیا گیا ہے۔

(۱) یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کے اعتبار سے نبی ہونا آیت کریمہ ولکن رسول اللہ خاتم النبیین منصوص طور سے بدلالت مطابقی ثابت ہے۔

(۲) یہ کہ بطور عموم مجاز لفظ خاتم کی دلالت خاتمیت ذاتی اور زمانی پر مطابقی ہو۔

(۳) دونوں میں سے ایک پر دلالت مطابقی ہو دوسرے پر التزامی۔ ان تینوں صورتوں میں خاتمیت زمانی قرآن سے ثابت ہوئی، اس کا انکار کرنے والا قرآن کا انکار کر کے کافر ہو گیا۔

(۴) یہ کہ احادیث متواترۃ المعنی سے حضور ؐ کی خاتمیت زمانی ثابت ہے۔

(۵) یہ کہ خاتمیت زمانی پر امت کا اجماع ہے۔

ان پانچ طریقوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو ثابت کرنے کے بعد مولانا مرحوم نے یہ فتویٰ بھی صادر فرما دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی کا منکر ایسے ہی کافر ہے، جیسے دیگر ضروریات دین فرائض کی رکعات کی تعداد وغیرہ کا منکر کافر ہے۔

حضرت مولانا مرحوم نے خاتم النبیین کی تفصیل کرتے ہوئے یہ اہم نکتہ بیان فرمایا ہے کہ صرف زمانہ کے اعتبار سے آخر میں آنا پوری فضیلت نہیں ہے بلکہ حضور

کو زمانے کے اعتبار سے آخری نبی ماننے کے ساتھ ہی کمال و جمال، فضیلت و وجاہت اور علم و معرفت وغیرہ تمام اچھی صفات میں بھی اکمل و آخر نبی تسلیم کرنا فرض ہے اس اہم علمی نکتہ سے بریلوی خاں صاحب نے یہ نکتہ نکال لیا کہ زمانے کے اعتبار سے آخری نبی ماننے کو مولانا نے عوام کا خیال بتایا ہے، جبکہ مولانا کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ صرف آخری زمانے میں تشریف لانے کو ہی خاتم النبیین سے مراد لینا عوام کا خیال ہے۔ اہل علم کا عقیدہ یہ ہے کہ آخری زمانے میں تشریف لانا خاتم النبیین کے پورے مفہوم کا ایک حصہ ہے اور پورا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ کی نبوت و رسالت کا زمانہ بھی آخری ہے۔ اور کمالات و فضائل کے اعتبار سے آپ سب سے اعلیٰ و افضل و اکمل ہیں۔ آپؐ کو نبوت و رسالت کا مقام سب سے پہلے دیا گیا۔ اور تمام فضائل و کمالات کا خاتمہ بھی آپؐ پر کر دیا گیا، خاتم النبیینؐ کی یہ تفصیل و وضاحت جو مولانا نے بیان فرمائی ہے، زیادہ جامع اور احسن و اکمل ہے۔ اس کی قدر کرنے کے بجائے ناقدری کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

بریلوی اعلیٰ حضرت کی خیانت

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حضرت مولانا پر بہتان لگانے کے لئے تحذیر الناس صفحہ ۲ کی یہ درمیانی عبارت لی ہے۔

"مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔"

اس عبارت میں فضیلت بالذات کی نفی کی گئی ہے تو فضیلت بالعرض کو متلازم ہے خاں صاحب نے حیرت ناک خیانت کرتے ہوئے اس عبارت کا عربی ترجمہ حسام الحرمین صفحہ ۹۸ پر یہ کیا ہے، **مع انہ لا فضل فیہ اصلاً عند اھل الفھم** یعنی آخری نبی ہونے میں اہل فہم کے نزدیک قطعی کوئی فضیلت نہیں (اصلاً) کا لفظ (بالذات) کا ترجمہ نہیں ہے۔ یہ لفظ بڑھا کر بریلوی خاں صاحب نے تلبیس کرتے ہوئے ہر قسم کی فضیلت کی نفی کر دی)۔ (حسام الحرمین میں بہت جگہ غلط ترجمہ کر کے دھوکے دیئے گئے ہیں، ایک مثال پہلے آچکی ہے کچھ مثالیں آگے آئیں گی) بریلوی خاں صاحب کا استدلال ایسا ہی ہے جیسے کوئی قرآن مجید میں سے (**لا تقربوا الصلوٰۃ**) الگ کر کے کہنے لگے

نماز کے قریب مت جاؤ اور انتم سکاریٰ یعنی اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو نہ بیان کرے اور نماز چھوڑنے کو حکم قرآنی بتانے لگے خیر، بریلوی اعلیٰ حضرت تو اللہ کے یہاں جا چکے اور انہوں نے جو کچھ کیا اس کا انجام یقیناً ان کے سامنے آچکا۔ مگر تعجب ہے ان کے مقلدین آج بھی بلا سوچے سمجھے یہی جھوٹا الزام دہرا رہے ہیں جس کی حقیقت بارہا بیان کی جا چکی ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ ہر شخص کو قبر میں اکیلے سونا ہے اور الگ الگ حساب دینا ہے

مولوی ارشد القادری نے بھی اپنے امام کی تقلید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

واضح رہے کہ وہ دو بنیادی عقیدے جن کا تحذیر الناس میں انکار کیا گیا ہے یہ ہیں
پہلا عقیدہ ۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہیں، **دوسرا عقیدہ** ۔ کسی نئے نبی کے آنے کے بعد حضورؐ کی خاتمیت باقی نہیں رہتی۔ (زیر وزبر ص۱۶۰)

لیکن جب دیوبندی جماعت کے نزدیک حضورؐ خاتم النبیین یعنی آخری نبی بھی نہیں ہیں، اور کسی نئے نبی کے آنے کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت پر کوئی فرق نہیں آتا تو آپ ہی انصاف کیجئے کہ آخر اس بنیاد پر کسی نئے مدعی نبوت کو اپنے سے باز رکھا جائے گا۔ (زیر وزبر ص۱۶۶)

میں ارشد القادری اور ان کی پوری جماعت کو چیلنج کرتا ہوں کہ آپنے اپنی اس عبارت میں جو عقیدے علماء دیوبند کی طرف منسوب کئے ہیں وہ ان کی کسی کتاب میں دکھا کر اپنی سچائی ثابت کریں اور اگر نہ دکھا سکیں اور ہرگز نہ دکھا سکیں گے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا سیاہ طوق گردن میں ڈالے ہوئے جہنم کی سزا جھیلنے کے لئے تیار رہیں۔ یا اپنی تلبیس وتحریف کا برسرعام اقرار کرکے معافی طلب کریں۔ اور توبہ کرکے اہل سنت والجماعت میں شامل ہو جائیں میں نے تحذیر الناس مناظرہ عجیبہ اور قبلہ نما کی وہ عبارتیں پیش کریں جن میں مولانا نانوتویؒ نے اپنے صاف صاف عقیدے لکھ دئے ہیں، کہ خاتم النبیین سے حضورؐ کا آخری نبی ہونا باعتبار زمانہ بھی قطعی طور پر ثابت ہے۔ جو اس کا انکار کرے کافر ہے، اصل عبارت ایک مرتبہ پھر پڑھئے۔ مولانا مرحوم فرماتے ہیں:۔

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں

تامل کرے اسے کافر سمجھتا ہوں۔ (مناظرہ عجیبہ ص۱۰۳)

اس واضح اعلان کے بعد قادر رضا صاحب اور ان کی جماعت کا فریب اور غلط بیانی سے باز نہ آنا اس کی دلیل ہے کہ ان کے قلوب خدا کے خوف سے خالی ہو چکے ہیں اور وہ حساب آخرت سے غافل ہیں، اہل انصاف کا یہی فیصلہ ہے۔

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

تلبیس نمبر ۸

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے متعلق

مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے حسام الحرمین ص۱۰۱ پر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ پر بہتان لگاتے ہوئے لکھا تھا:

اور اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص بھی گنگوہی کے دم چھلوں میں ہے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں، اس نے ایک چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔

اس عبارت میں جو خبیث عقیدہ حضرت مولانا تھانویؒ کی طرف منسوب کیا ہے وہ ان کی کسی تحریر میں ہرگز نہیں لکھا ہے۔ میں تمام بریلوی مولویوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ اوپر لکھے ہوئے اپنے اعلیٰ حضرت کے عقیدہ کی تصریح مولانا تھانوی مرحوم کی کسی تصنیف میں دکھا کر اپنے مذہبی رہنما کے سر سے جھوٹ لکھنے کا الزام اتار کر احسان شناسی کا ثبوت پیش کریں۔

حضرت مولانا تھانویؒ کا جواب

مولانا سید مرتضیٰ حسن مرحوم نے یہ خط تھانہ بھون لکھا تھا۔

مولوی رضا خاں بریلوی آپ کے متعلق یہ لکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ حفظ الایمان میں

یہ تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا علم تو ہر بچہ اور ہر پاگل اور ہر جانور کو حاصل ہے۔ کیا کہیں حفظ الایمان میں آپنے لکھا ہے یا آپ کا یہ عقیدہ ہے، اگر آپ کا یہ عقیدہ نہیں ہے تو آپ ایسے شخص کو کیا سمجھتے ہیں جو ایسا خبیث عقیدہ رکھے۔

حضرت مولانا تھانویؒ نے اس خط کے جواب میں تحریر فرمایا:

"میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا، لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا، میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا، جیساکہ اخیر میں عرض کردوں گا، جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں تو میری مراد کیسے ہوسکتا ہے جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتاً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ کی۔" (بسط البنان)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی اتنی صاف وضاحت کے بعد بھی بریلوی علماء الزام تراشی وافترا پردازی اور تحریف تلبیس کے شوق میں وہی بہتان آج تک دہرا رہے ہیں جو ان کے امام طبعی غیض وغضب کے جذبہ سے مغلوب ہوکر تحریر کر گئے ہیں۔ حضرت مولانا تھانویؒ نے "حفظ الایمان" میں "عالم الغیب" کے اطلاق کو اللہ کے غیر پر شریعت کے خلاف قرار دیا ہے جسے ارشد القادری نے بھی زلزلہ صفحہ ۲۱ پر تسلیم کرلیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

جو لوگ انبیاء واولیاء کے حق میں علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی لفظ عالم الغیب کے اطلاق کو خدا کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں اور غیر خدا پر اس لفظ کا اطلاق حرام قرار دیتے ہیں۔

اگلے سوال

اس کے بعد زیر دزبر میں پھر اپنی قدیم بہتان تراشی کی روش پر واپس آتے ہوئے یہ سوال قائم کئے گئے ہیں۔

پہلا سوال تو یہ ہے کہ حفظ الایمان، توضیح البیان اور فیصلہ کن مناظرہ میں زید

وعمر ہر صبی ومجنوں اور جملہ حیوانات وبہائم کے لئے جو علم غیب تسلیم کیا گیا ہے اس علم غیب سے کیا مراد ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ قرآن کی زبان اور شریعت کی اصطلاح میں اگر علم غیب سے مراد غیب کا وہی علم ہے جو کسی کے تبلائے بغیر کسی ہستی کو خود اپنے اختیار سے حاصل ہو تو صاف صاف تبلایا جائے کہ حفظ الایمان توضیح البیان اور فیصلہ کن مناظرہ میں زید وعمر وہر صبی ومجنوں اور جملہ حیوانات وبہائم اور ہر جاندار کے لئے جو علم غیب تسلیم کیا گیا ہے، تو کیا علما دیوبند کے نزدیک ان تمام مخلوقات کا علم بغیر خدا کی عطا کے خود اپنے اختیار سے حاصل ہے اگر حاصل نہیں ہے تو ان کے علم پر علم غیب کا اطلاق کیوں کیا گیا اور اگر حاصل ہے تو علما دیوبند کو کروڑوں خدا کی بندگی مبارک ہو۔ (ص ۱۸۹)

باطل شکن جوابات

جواباً عرض ہے بے شک قرآن کی زبان اور شریعت کی اصطلاح میں علم غیب سے مراد غیب کا وہی علم ہے جو کسی کے تبلائے بغیر اپنے اختیار سے حاصل ہو اور حفظ الایمان، توضیح البیان، فیصلہ کن مناظرہ میں کسی بھی مخلوق کے لئے مذکورہ بالا علم غیب کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ قادری صاحب یہ قطعی جھوٹ لکھ رہے ہیں کہ ان کتابوں میں زید عمر وغیرہ مخلوقات کے علم پر علم غیب کا اطلاق کیا گیا ہے۔ حالانکہ حفظ الایمان کا مرکزی مضمون ہی یہ ہے کہ "عالم الغیب" کا اطلاق مخلوق پر کرنا جائز نہیں ہے، علم غیب اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے، جو لوگ ہر چھپی ہوئی چیز کے جاننے کو علم غیب کہہ کر خدا کے سوا مخلوق کے لئے بھی علم غیب ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ قرآن کی زبان اور شریعت کی اصطلاح کو ٹھکرا کر دین کا مذاق اڑا رہے ہیں حفظ الایمان میں لکھا ہے۔

مطلق غیب سے مراد اصطلاحات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے لئے کوئی واسطہ اور وسیلہ نہ ہو اس لئے **لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ** (آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا) **ولو کنت اعلم الغیب الخ** (اے پیغمبر کہو اگر میں غیب جانتا ہوتا تو

بہت سی راحت حاصل کر لیتا اور کوئی تکلیف مجھے نہ پہنچتی) فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا۔

آگے چلکر مولانا مرحوم نے وضاحت فرمادی ہے؛

نبوت کے لئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں تو وہ آپ کو تمام ہا اسکے سب) حاصل ہوگئے تھے۔

مذکورہ عبارتوں میں یہ عقیدے بیان ہوئے ہیں۔

۱۔ علم غیب شریعت کی زبان میں وہی ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور بلا واسطہ حاصل ہو یہی علم غیب اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے۔ قرآن مجید میں مخلوق سے اسی علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔

۲۔ غیب کی جو باتیں وحی، الہام اور کشف کے ذریعہ یا ذہنی انبساط، تجربہ اور علامتوں وغیرہ کے واسطہ سے معلوم ہو جائیں ان کے جاننے والے کو "عالم الغیب جملہ غیوب کا مالک" کہنا شریعت کے خلاف ہے۔

۳۔ تاویل کے ساتھ کسی مخلوق کو جملہ غیوب کا عالم یا عالم الغیب قرار دینا اگرچہ کھلا ہوا شرک نہیں ہے۔ مگر شرکیہ عقیدہ رکھنے والوں سے مشابہت ہونے کے سبب ایہام شرک سے خالی نہیں ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے زیادہ سبکے سب علوم جو نبوت و رسالت کے بلند مقام کے لئے ضروری اور مناسب تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمادیئے۔

۵۔ علم غیب کے حاصل ہونے اور غیبی امور پر اطلاع پانے میں بہت بڑا فرق ہے۔ غیب پر اطلاع پانے کو شریعت کی اصطلاح میں علم غیب نہیں کہتے ہیں اس لئے غیبی امور پر واسطے سے اطلاع پانے کو علم غیب کہنا اور اس بنا پر مخلوق کو عالم الغیب قرار دینا قرآن مجید کی آیات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور مفسرین و فقہا کے اقوال کی صریح مخالفت ہے۔

انہیں عقیدوں کی وضاحت "توضیح البیان" اور فیصلہ کن مناظرہ وغیرہ کتابوں

میں کی گئی ہے اور خاں صاحب بریلوی اور ان کے مقلدین کی بہتان تراشی کا منہ توڑ جواب دیا گیا ہے۔ قادری صاحب نے تلبیس کر کے الٹا مطلب نکال کر جو سوالات قائم کئے ہیں وہ سراسر دجل وفریب ہیں، میں ہر انصاف پسند کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان کتابوں کا مطالعہ ضرور فرمائیں جس کے پڑھتے ہی قادری تلبیسات کا پردہ چاک ہو جائے گا۔

اصلی مجرم کون ہے؟

ارشد القادری کے مذکورہ اعتراضات کا نشانہ علماء دیوبند نہیں ہیں بلکہ بریلوی علما ہیں۔ علماء دیوبند نے قرآن وحدیث کی روشنی میں صاف صاف فیصلہ سنا دیا کہ کسی مخلوق کو شریعت کی اصطلاح میں "علم غیب" نہیں کہتے۔ عالم الغیب (جملہ غیوب کا عالم) ایک اللہ تعالیٰ ہے۔ ہاں بریلوی علما کا عقیدہ یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ انبیاء، ولیوں اور ہر مومن کو علم غیب حاصل ہے۔ بلکہ بریلوی اعلیٰ حضرت نے گدھے میں بھی علم غیب تسلیم کیا ہے، اس کی تفصیل بھی پڑھئے تاکہ یہ داستان عبرت بھی سامنے آجائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کی شان میں گستاخی کرنے والے اور ان کے علوم کی اہانت کرنے والے درحقیقت بریلوی اعلیٰ حضرت اور ان کے مقلدین ہیں۔

خاں صاحب بریلوی کا ارشاد ہے:

> ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جلسہ بڑا بھاری تھا، دیکھا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے اس کی آنکھوں پر ایک پٹی بندھی ہوئی ہے ایک چیز ایک شخص کے پاس رکھدی جاتی ہے اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے، گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جاکر سر ٹیک دیتا ہے۔ (الملفوظ حصہ چہارم صلاا)

اس واقعہ کو بیان کر کے خاں صاحب کہتے ہیں:

> بس یہ سمجھئے کہ وہ صفت جو غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے انسان کے لئے کمال نہیں اور وہ جو غیر مسلم کے لئے ہو سکتی ہے مسلم کے لئے کمال نہیں۔

اس عبارت کے حاشیہ پر صفت کا مطلب (یعنی کشف) لکھا ہے اور آگے

تحریر ہے:

کشف مسلم تو مسلم کبھی غیر مسلم کو بھی ہوتا ہے صاحب کشف ہو جانے سے ولی ہو جانا ضروری نہیں۔ (الملفوظ حصہ چہارم ص۱۱)

اس کے ساتھ قادری صاحب کا یہ فرمان بھی پڑھئے:

"دیوبندی مصنفین کا یہ دعویٰ کہ کشف اور علم غیب کے درمیان فرق ہے اس لئے کشف پر علم غیب کا حکم نہیں لگایا جا سکتا قطعی جھوٹا اور غلط دعویٰ ہے۔" (زیروزبر ص۱۸۸)

مطلب صاف ہے کہ کشف اور علم غیب میں کوئی فرق نہیں جو کوئی کہے کہ کشف کو علم غیب نہیں کہا جا سکتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ خاں صاحب کے ملفوظات سے پتہ چلا کہ کشف غیر مسلم اور گدھے کو ہوتا ہے۔ اس لئے کسی انسان کے لئے کشف کوئی کمال نہیں اور صاحب کشف کا مسلمان تک ہونا ضروری نہیں، اور قادری صاحب کا اصرار ہے کہ کشف اور علم غیب ایک چیز کے دو نام ہیں، دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے اب ہر انصاف پسند کے ذہن میں یہ سوالات ضرور پیدا ہونے چاہئیں۔

پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ جب کشف یعنی علم غیب انسان کے لئے کوئی کمال نہیں، گدھے کو بھی علم غیب ہوتا ہے۔ مخلوقات میں سب سے افضل و بہتر یعنی پیغمبروں کی جماعت کے لئے علم غیب کا حصول کس بنیاد پر کمال ہے۔ دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ قادری صاحب نے علم غیب اور کشف میں فرق نہ کر کے پیغمبروں اور بزرگوں کے علم کو نعوذ باللہ گدھے اور علم غیر مسلم کے ادنیٰ علم کے ہم نام قرار دیکر بارگاہ رسالت اور دربار رسالت میں جو ایمان سوز گستاخی اور اسلام دشمن بے ادبی کی ہے اس کی وجہ سے وہ دائرۂ اسلام اور حدود ایمان سے خارج ہوئے یا نہیں؟

تیسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ قادری صاحب نے شریعت کی اصطلاح اور لغت کے ترجمہ میں فرق کا انکار کر کے اور ہر چھپی ہوئی بات کے ہر قسم کے علم کو غیب دانی کہکر اور کشف اور علم غیب کو یکساں بتلا کر نبی اور غیر نبی، ولی اور غیر ولی، مومن اور کافر، عالم اور جاہل

انسان اور جانور کے علوم کا فرق اور امتیاز ختم کیا ہے یا نہیں؟ جواب ایک ہی ہے کہ تمام مخلوقات میں علم غیب تسلیم کر کے زید و عمر و ہر صبی و مجنون بلکہ ہر حیوانات کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقرب ترین بندوں کی صفت میں شریک مان کر قرآن و حدیث اور ارشادات فقہاء و علماء کا انکار کر کے قادری صاحب اور ان کے ہم نواؤں نے اپنی اسلام دشمنی اور رسول دشمنی کے ناپاک رویہ کو بر سر عام ظاہر کر دیا ہے بلاشک اصلی ملزم و مجرم بریلوی علماء ہیں۔ سچ ہے۔

کسی کو قتل کر کے آرہے ہو   یہ دیکھو سرخ چھینٹیں آستیں کی

بابِ اول کا خاتمہ

بریلوی علماء کی بنیادی غلطی

بریلوی مولوی صاحبان کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ شریعت کی اصطلاحات اور لغوی مفہومات میں فرق نہیں کرتے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ کشف اور علم غیب میں فرق نہیں تسلیم کرتے ہیں۔ خدائی تصرف اور بندوں کے کراماتی تصرف میں امتیاز نہیں کرتے ہیں، مخلوق کے عبد اور بندے ہونے کا اظہار فخریہ کرتے ہیں، مخلوق کو اپنا رب، قادر، تقدیر ساز قرار دیتے ہیں۔ بندوں کو کائنات میں تصرف کرنے والا، سیاہ و سفید کا مختار، حاجت روا، مشکل کشا، روزی رساں سمجھتے ہیں، مخلوق کے نام پر نذر ماننے کو جائز کہتے ہیں۔ اہل قبور سے استمداد و استغاثہ مستحسن جانتے ہیں۔

بندوں کے دلوں کا سب حال جاننے والا روشن ضمیر بتلاتے ہیں، جب کوئی توحید کا متوالا اور اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی کبریائی کا دیوانہ اس قسم کے شرک آمیز عقائد پر نکیر کرتا ہے اور قرآن و حدیث کے حوالے دیکر انہیں واضح کرتا ہے تو لغت کے مفہوم کا سہارا لیکر تلبیس و نارواتاویل کرنے لگتے ہیں اور جب بات بنائے کسی طرح نہیں بنتی ہے تو توحید کی بیخ کنی اور رسول دشمنی کو چھپانے کے لئے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشقوں اور توحید و سنت کے شیدائیوں پر طنز کرتے ہیں، انہیں مطعون کرنے کے لئے ان پر اولیاء کرام کے دشمن ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ ارشد القادری صاحب نے بھی زیر وزبر میں یہی فتنہ انگیز روش اختیار کی ہے۔ انہوں نے جو اعتراض "زلزلہ" میں کیا تھا اسی کو "زیر وزبر" میں بھی بار بار دہرایا ہے۔ ان کا اعتراض یہ ہے:

دنیا سے اگر انصاف رخصت نہیں ہو گیا ہے تو اہل انصاف اس کا ضرور فیصلہ کریں گے۔ کہ جب اپنے وفات یافتہ بزرگوں کے بارے میں اہل دیوبند کا عقیدہ ہے کہ وہ زندہ ہیں صاحب اختیار ہیں اور ہر طرح کے تصرف کی قدرت رکھتے ہیں تو انبیاء اولیاء کے بارے میں اس عقیدے کے سوال پر وہ ہمارے ساتھ کیوں برسر پیکار ہیں، کیوں ان کا پریس زہر اگلتا ہے کیوں ان کے خطیب ہم پر آگ برساتے ہیں کیوں ہمیں وہ گور پرست، قبر پجو اور شرک کے الزام سے ملعون کرتے ہیں۔ (زلزلہ ص۳۰۰)

اہل انصاف کا فیصلہ

گروہی عصبیت کی اندھی سرشت نے جن کو حق گوئی سے محروم نہیں کر دیا ہے وہ تمام اہل انصاف زلزلہ کے جواب میں لکھی گئی کتابوں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کریں گے کہ:

۱۔ اللہ کے تمام مقبول بندوں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کو درجہ بدرجہ اہل دیوبند اپنا بزرگ مانتے ہیں اس لئے اپنے وفات یافتہ بزرگوں کا جملہ ہی ایک طعن ہے۔

۲۔ اہل دیوبند تمام بزرگوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت ان میں موجود نہیں ہے۔ بزرگوں کی بزرگی کا کمال ہی یہ ہے کہ وہ اللہ احکم الحاکمین کے سامنے اپنی بیچارگی اور بندگی ظاہر کرنے کو سرمایہ حیات تسلیم کرتے ہیں۔

۳۔ ہر طرح کے تصرف کی قدرت اللہ مدبر کائنات کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے آیات واحادیث اور ارشادات وفقہاء وعلماء ومشائخ اس پر شاہد ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بہت سی غیبی باتوں پر اطلاع دی ہے اور سب سے

زیادہ غیبی امور پر اطلاع پائی سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے انبیاء کرام کو وحی کے ذریعہ اور ولیوں کو کشف والہام کے ذریعہ بہت سی چھپی ہوئی باتیں بتلائی گئیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اسے "علم غیب" نہیں کہتے ہیں، عالم الغیب ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے۔

۵. وحی کے ذریعہ یا کشف والہام وغیرہ کے ذریعہ انبیاء علیہم السلام کو جو علم بھی دیا جاتا ہے وہ قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔ ہر قسم کے شک اور تردد سے پاک ہوتا ہے اور غیر نبی کسی ولی و بزرگ کے کشف والہام میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے ولی غیر نبی کا کشف والہام شریعت میں حجت نہیں ہے۔

۶. اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں سے عادت کے خلاف امور بھی کرواتا ہے اگر کسی پیغمبر سے عادت کے خلاف کوئی کام ہو جیسے حضورؐ کا معراج میں تشریف لیجانا اور چاند کے دو ٹکڑے کر دینا وغیرہ وغیرہ اس قسم کے خرق عادت کو معجزہ کہتے ہیں اور اگر کسی نبی کے علاوہ بزرگ سے کوئی خرق عادت ظاہر ہو اسے کرامت کہتے ہیں، معجزہ اشتباہ سے پاک ہوتا ہے جیسے نبی کی نبوت قطعی ہے ایسے ہی اس کا معجزہ بھی قطعی ہوتا ہے، اور کرامت میں استدراج سے اشتباہ ہو سکتا ہے جیسے ولایت ظنی ہے ایسے ہی ولی کی کرامت ظنی ہے۔

۷. معجزے اور کرامتیں مقبول بندوں کے ہاتھوں پر ظاہر ہونے والی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں، جن کا ظہور اللہ تعالیٰ ہی کے ارادہ و اختیار میں ہے۔ اس لئے معجزہ اور کرامت کو دیکھ کر پیغمبروں اور بزرگوں میں ہر طرح کی قدرت ہونے کا عقیدہ رکھنا سراسر جہالت ہے۔

۸. جن کو بزرگان دیوبند کہا جاتا ہے وہ بھی اللہ کے مقبول بندے اور ولی تھے ان سے بھی کرامتیں صادر ہوئی ہیں انہیں کشف و الہام بھی ہوا ہے، بطور کرامت ان کے ہاتھوں جزئی تصرفات بھی کرائے گئے ہیں اس کے اہل دیوبند بے شک قائل ہیں، خدائی تصرف و قدرت اور خدائی علم غیب، کو بزرگان دیوبند میں اہل دیوبند کیا

تسلیم کریں گے جبکہ وہ خدائی صفات پیغمبروں میں بھی تسلیم نہیں کرتے ہیں.

۹. گور پرست اور قبر پجو اور شرک کا الزام علمائے دیوبند نے نہیں لگایا ہے خود بریلویوں کا اپنا اقرار ہے. خاں صاحب بریلوی نے لکھا ہے نبی کی سب شانیں خدا کی شان ہیں تو خدا کی بعض شانیں ضرور نبی کی شان ہیں. (الامن والعلیٰ صـ۸۹)

بندے بندوں کو رزق دیتے ہیں (الامن والعلیٰ صـ۴۰)

اولیاء کرام بعد انتقال تمام عالم میں تصرف کرنے اور کاروبار جہاں کی تدبیر فرماتے ہیں (کتاب مذکور صـ۴۱) مولوی حشمت علی اولیائے کرام کے بارے میں لکھتے ہیں: "ان میں سے جو انتظام دنیا پر معمور ہوئے ہیں انہیں دنیا کے تمام کاموں پر ہر طرح کے تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے انہیں علم غیب ہوتا ہے بعض کو ان میں سے گذشتہ اور آئندہ کا تمام حال بتایا جاتا ہے اور لوح محفوظ پر مطلع کیا جاتا ہے۔ (شمع ہدایت صـ۱۶ حصہ اول)

یہ عقیدے یقینی طور پر قرآن وحدیث کے خلاف ہیں، علماء دیوبند ان عقیدوں کی تردید کر کے کوئی الزام نہیں لگاتے ہیں نہ جرم کرتے ہیں بلکہ وفادار امتیوں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پیش کرتے ہیں.

علامہ اقبالؒ اور خواجہ حالیؒ کا اظہار غم

عوام کو ان عقیدوں کی تعلیم دینے ہی کا نتیجہ ہے کہ صحیح اسلامی توحید کا جذبہ سرد ہو چکا ہے اور ایک خدا کو معبود و مسجود، عالم الغیب اور قادر و مدبر کائنات اور خالق و رازق ماننے کے مکلف بندے بزرگوں کے متبرک مزاروں پر وہ ناروا حرکتیں کرتے ہیں جن پر علماء دیوبند ہی کو نہیں بلکہ ہر موحد انصاف پسند اسلام کے خیر خواہ مومن کو افسوس ہوتا ہے.

علامہ اقبال مرحوم جدید تعلیم یافتہ اسلامی شاعر اور ملت اسلامیہ کے مخلص بہی خواہ تھے. انہوں نے بھی اظہار غم کرتے ہوئے مسلمانوں سے کہا ہے ؎

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو — نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو
بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرمن تم ہو — بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کا مدفن تم ہو

ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچوگے جو مل جائیں صنم پتھر کے

اور خواجہ الطاف حسین حالی نے بھی اپنی مشہور مسدس میں توحید کی بربادی پر آنسو بہائے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں ؎

کریں غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکیں آگ پر بہر سجدہ تو کافر — کواکب میں مانیں کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں — ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں — وہ بدلا گیا آ کے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

قبر پرستی کے مرض پر ہر قوم کے مصلح نے نکیر کی ہے اور توحید کی اصلی دعوت کی طرف مسلمانوں کو دعوت دلائی ہے۔ اگلے باب میں اس موضوع پر مفصل گفتگو ہوگی۔ انشاء اللہ

واضح حقیقت تقویۃ الایمان، بہشتی زیور، براہین قاطعہ، تحذیر الناس وغیرہ کتابوں میں جو عقیدے علماء حق نے پیش کئے۔ ان پر قرآن، و حدیث و فقہ سے روشن دلیلیں موجود ہیں ہزار ارشد القادری بھی ان دلیلوں کو رد نہیں کر سکتے۔ اس پر یہ کہنا کافی نہیں کہ بزرگان دیوبند کے بارے میں اہل دیوبند اہل بدعت جیسے عقیدے رکھتے ہیں، اگر واقعی اہل بدعت جیسے عقیدے اہل دیوبند کے ہوتے تو

قبرستان قاسمی دیوبند اور تھانہ بھون، گنگوہ، رائے پور، سہارنپور وغیرہ میں شاہ ولی اللہ رح کے سلسلے کے بزرگوں کی قبروں پر میلے لگائے جاتے لوگ وہاں عرضیاں پیش کرتے اور استمداد و استعانت کے لئے وہ نارواحرکتیں کرتے جو دوسرے مقامات پر ہوتی ہیں جس پر حالی و اقبال جیسے لوگوں کو بھی رنج و غم ظاہر کرنا پڑا، اور ہم صاف صاف یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ بزرگان دیوبند جیسے نسبت رکھنے والے میں ایسے غلو عقیدت کے متوالے شامل ہو جائیں جو شریعت کے خلاف عقیدے یا اعمال اختیار کریں اور بزرگوں کے مزاروں پر طواف کرنے لگیں نذر منت چڑھانے لگیں ان کے نام کے وظیفے جپنے لگیں تو یہ بھی گمراہی ہوگی، اور کتاب و سنت کے شیدائی اسے کبھی گوارا نہیں کریں گے جیسے پہلے بزرگوں کے نام پر غیر اسلامی رسوم و بدعات کی تردید کرنا علماء حق اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں، ایسے ہی بلکہ اس سے بڑھ کر تردید بعد والے بزرگوں کے نام سے کی جانے والی غیر اسلامی حرکتوں پر کی جاتی رہے گی اور حدیث شریف میں دی جانے والی بشارت صادق آتی رہے گی، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت میں ایک جماعت ضرور حق پر قائم رہے گی جسے خدائی مدد حاصل ہوگی جو ان کو رسوا کرنا چاہے گا نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

خوش نصیب ہیں وہ حضرات جو سنت زندہ کرنے والی اور بدعات مٹانے والی حق پرست جماعت میں شامل ہوئے اور آئندہ شامل ہوں گے اور بدنصیب ہیں جو ان سے الگ ہیں۔ ع

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا   ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

قادیانی اور بریلوی

قادیان کے مرزا غلام احمد نے نبی رسول خاتم النبیین وحی کشف، الہام معجزہ، کرامت، مولیٰ وغیرہ الفاظ کے شرعی مفہوم کو ٹھکرا کر لغت کے ترجمہ کا سہارا لیکر امت مسلمہ کے اجماعی عقیدہ سے بغاوت کرتے ہوئے اپنے کو نبی اور رسول قرار دیا، وحی و علم غیب اور معجزہ کا دعویٰ کیا، حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا انکار کرکے ان کو مردہ تبلایا اس کے قریب قریب مغالطہ بازی بریلوی صاحبان بھی کر رہے ہیں۔ اور خدائی تصرف اور خدائی علم غیب اور قادر و مختار اور مدبر کائنات پر ایمان لانے کی دعوت دے رہے ہیں. علماء امت نے ہمیشہ اصطلاحات شرعیہ کے مطابق کلام فرمایا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے فرمایا ہے۔

صوفیائے کرام کے معارف کا مدار ان کے کشف والہام پر ہے، جس میں غلطی کی بہت کچھ گنجائش ہے۔ کشف والہام کی صحت کا معیار علمائے اہل سنت کے علوم و تحقیقات ہیں، اگر کوئی کشف ان علوم سے بال برابر مخالف ہے وہ دائرہ صواب سے خارج ہے یہی ہے علم صریح اور حق صریح اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے۔

(المکتوب ص۱۱۲ جلد اول)

مجدد صاحبؒ نے تمام علماء اہل سنت وجماعت کی نافرمانی فرماتے ہوئے جو تحریر فرمایا ہے میں اس کو زلزلہ وزیر دزبر کی تلبیسات و تعریفات کے جواب میں کافی سمجھ کر پیش کرتے ہوئے باب اول کو ختم کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب دوم

توحید کا بیان اور شہیدوں کا فرمان

توحید کا مفہوم، اس کے تقاضے، شرک کیا ہے؟ انبیاء کرام کی بنیادی دعوت، "تقویۃ الایمان" کے مضامین کی صداقت، شاہ شہیدؒ کا فاروقی انداز، اہلِ بدعت بریلویوں کا ناپاک پروپیگنڈہ سچے عاشقِ رسولؐ کی پہچان، عقیدہ، تصرف و علم غیب کی تنقیح وغیرہ اہم مضامین آگے صفحات میں پڑھئے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

توحید کا مفہوم اور اس کی اہمیت

کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک ان سب باتوں کو حق نہ مانے جن کو اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے بیان فرمایا ہے۔ ان باتوں میں سب سے اہم عقیدۂ توحید ہے جس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو ذات و صفات میں یکتا اور بے مثل یقین کرنا اور اسی کا زبان سے اقرار کرنا اور عمل سے ثبوت پیش کرنا جو شخص بھی توحید کو دل سے مانتا ہے وہ یہ عقیدہ تسلیم کرتا ہے۔

۱۔ عرش و کرسی، آسمان و زمین اور ان کے علاوہ تمام ہی چیزوں کا پیدا کرنے والا، سب کو وجود عطا کرنے والا ایک اللہ تعالیٰ ہے۔

۲۔ پوری کائنات کی تدبیر اور اس کا انتظام کرنے والا ایک اللہ تعالیٰ ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ قدیم ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کے سوا سب فانی اور حادث ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ جیسا نہ کسی کو علم ہے نہ قدرت نہ اختیار نہ ارادہ ہے، وہی عالم الغیب ہے، وہی قادر مطلق ہے وہی خالق و رازق ہے وہ الحیّ القیّوم مالک کائنات اور سب کا معبود ہے۔

۵۔ ہر قسم کی عبادت اور پرستش کا مستحق ایک اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی صفات بھی قدیم ہیں، اس کا کلام بھی قدیم اور غیر حادث ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی تمام کتابیں اس کے تمام پیغمبر اور اس کے پیغمبروں کی بتائی ہوئی سب باتیں برحق ہیں۔

شرک کیا ہے؟

توحید کے اس مفہوم اور تقاضہ کو نہ ماننا شرک ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے الفوز الکبیر

صفحہ پر لکھا ہے۔

شرک آں ست کہ غیر خدارا صفات مختصہ خدارا اثبات نماید

شرک وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مختص صفتوں کو خدا کے غیر کے لئے ثابت کرے۔

اور اجمال کی قدرے تفصیل یہ ہے۔

۱۔ اللہ کے سوا کسی کو قدیم اور واجب الوجود سمجھنا شرک ہے۔

۲۔ اللہ کے سوا کسی کو زمین و آسمان وغیرہ کائنات کی کسی چیز کے پیدا کرنے، وجود بخشنے میں شریک ماننا شرک ہے۔

۳۔ اللہ کے سوا کسی کو عبادت و پرستش کی کسی قسم کا مستحق جاننا شرک ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کو خالق و معبود، قادر و مختار ماننے کے ساتھ دوسرے کو اس کی صفات میں شریک ماننے یا خدا کے غیر کو مستقل خالق و رازق اور الٰہ و معبود ماننے ہر طرح شرک ہے

انبیاء کرام اور ان کے نائبین کی بنیادی دعوت

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے پیغام توحید کی اہمیت کو نہایت دلنشیں انداز میں تحریر فرمایا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ اور عبد و معبود کے باہمی تعلق کی تصحیح اور صرف ایک کی بندگی کی دعوت ہر زمانہ اور ہر ماحول میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے خلفاء و نائبین کی دعوت اور ان کا سب سے بڑا اور اہم مقصد رہا ہے، ہمیشہ ان کی تعلیم یہی رہی ہے کہ اللہ ہی نفع نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتا ہے اور صرف وہی عبادت، دعا، توجہ اور قربانی کا مستحق ہے، ان کے بھرپور حملہ کا رخ اپنے زمانے میں جاری و ساری "وثنیت" کی طرف رہا ہے جو مورتیوں اور مقدس و صالح زندہ و مردہ شخصیتوں کی پرستش کی صورت میں جلوہ گر تھی، ان ہستیوں کے بارے میں اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت و عظمت اور معبودیت کے خلعت سے سرفراز فرمایا ہے۔ ان کو خاص خاص امور میں تصرف کا اختیار بھی دے رکھا ہے اور انسانوں کے بارے میں وہ ان کی سفارشوں کو علی الاطلاق قبول فرماتا ہے جیسے شہنشاہ اعظم

ہر علاقے کے لئے ایک حاکم بھیجدیتا ہے اور بعض بڑے اور اہم امور کے علاوہ علاقہ کے انتظام کی ذمہ داری انہیں کے سر ڈالدیتا ہے۔

جس شخص کو قرآن سے کچھ بھی تعلق ہے (جو تمام پچھلی کتابوں کی تعلیمات کا جامع ہے) اس کو یقینی اور بدیہی طور پر یہ بات معلوم ہوگی کہ اس شرک و بت پرستی کے صف آرائی اس سے جنگ کرنا، اس کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرنا اور لوگوں کو اسکے چنگل سے نجات دلانا نبوت کا بنیادی مقصد تھا، انبیاء کی بعثت کی اصل غرض ان کی دعوت کی اساس ان کے اعمال کا منتہیٰ ان کی جد و جہد کی غایت اصلی تھی اور یہی ان کی زندگی اور ان کی دعوت کا اصل مرکز تھا، ان کی سرگرمیاں اسی کے گرد گھومتی تھیں وہ یہیں سے آگے بڑھتے تھے اور یہیں واپس لوٹتے تھے، قرآن کبھی تو ان کے بارے میں اجمالاً کہتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (انبیاء)	اور جو پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو۔

اور کبھی تفصیل کے ساتھ ایک ایک نبی کا نام لیتا ہے اور بتلاتا ہے کہ اس کی دعوت کی ابتدا، اس توحید کی دعوت سے ہوئی تھی۔

(عصر حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح ص۶۲)

شرک عالمگیر جہالت ہے

توحید کے مقابلہ میں شرک ہے جیسے توحید کی اہمیت اور اس کے تقاضہ و مطالبہ کا بیان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مرکزی دعوت رہی، ایسے ہی شرک سے کراہیت و نفرت کا اظہار اور شرک کی خباثتوں اور نجاستوں سے پرہیز کرنے کی تلقین اللہ کے مقبول بندے ہمیشہ کرتے رہے ہیں، مولانا علی میاں نے کتنا صحیح بیان کیا ہے کہ یہی بت پرستی اور شرک یعنی خدا کے علاوہ دوسروں کو معبود بنانا اور ان کے سامنے اور ان کے ساتھ ذلت و مسکنت کا اظہار ان کے سامنے سجدہ ریزی ان سے دعا اور مدد کی طلب اور ان کے لئے نذر و نیاز عالمگیر جہالت ہے ہر زمانہ میں نہ صرف زندہ و توانا بلکہ جوان رہا ہے

نوعِ انسان کی یہ پرانی کمزوری اور مرض ہے جو زندگی کے تمام مراحل، تغیرات اور انقلابات میں انسان کے پیچھے رہتا ہے، اللہ کی غیرت اور اس کے غضب کو بھڑکاتا ہے، بندوں کی روحانی، اخلاقی اور تمدنی ترقی کی راہ کا روڑا بنتا ہے اور ان کے بلند درجات سے گرا کر گہری گڑھوں میں ڈال دیتا ہے۔

اور یہی جہالت انسانوں کو مسجودِ ملائک کے بلند و بالا مقام سے گرا کر ضعیف مخلوقات اور ذلیل و بے حقیقت اشیاء کے سامنے سجدہ ریز کر دیتی ہے اور انسان کی قوتوں کا گلا گھونٹ دیتی ہے اور اس کی صلاحیتوں کا خون کر دیتی ہے، قادرِ مطلق پر اس کے یقین اس کی خود اعتمادی اور خود شناسی کا خاتمہ کر دیتی ہے اور سمیع و بصیر، صاحب قدرت و علم ہمہ وجود و عطا اور مغفرت و محبت والے خدا کی محفوظ و مستحکم پناہ سے نکال کر اور اس کی لامحدود صفات اور نہ ختم ہونے والے خزانوں کے فوائد سے محروم کر کے کمزور محتاج فقیر اور حقیر مخلوقات کے زیر سایہ پناہ لینے پر مجبور کر دیتی ہے جن کی جھولی میں کچھ نہیں۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ

اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر کسی چیز کے مالک نہیں اگر تم ان کو پکارو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری بات کو قبول نہ کر سکیں اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے۔

وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝

اور خدائے باخبر کی طرح تم کو کوئی خبر نہ دے گا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ (فاطر)

لوگو! تم سب خدا کے محتاج ہو اور خدا غنی ہے حمد و ثنا کے لائق ہے۔

توحید کا پیغام اور شرک کی تردید قیامت تک کے لئے دینی دعوتوں اور اصلاحی تحریکوں کا بنیادی رکن ہے اور نبوت کی دائمی میراث ہے۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ (زخرف)

اور یہی بات (حضرت ابراہیم) اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے تاکہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں۔

اور یہی تمام مصلحین، مجاہدین، اور اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کا شعار رہے گا۔

قرآن مجید میں اسمائے صفات خداوندی کا ذکر

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کو تفصیل کے ساتھ دل آویز طریقے پر بیان ہی اس لئے کیا گیا ہے تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید اس کی عظمت و معرفت اور جلال و کبریائی، محبت و رحمت پر یقین کا ہر وقت استحضار رہے اور ہر قسم کے شرک سے بندے اجتناب لازم سمجھیں مثال کے طور پر سورۂ حشر کے آخری رکوع میں حسب ذیل آیات پڑھی جائیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، عالم الغیب والشہادہ ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، بادشاہ حقیقی پاک ذات (ہر عیب سے) سالم امن دینے والا نگہبان، غالب، زبردست بڑائی والا خدا ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے وہی خدا (تمام مخلوقات کا) خالق، ایجاد و اختراع کرنے والا صورتیں بنانے والا اس کے سب اچھے اچھے نام ہیں جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

قرآن مجید میں ذکر اللہ کی کثرت کا تقاضہ

اس طرح اسماء صفات اور افعال الٰہی سے قرآن شریف بھرا ہوا ہے جس کا صاف تقاضہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دل و جان سے محبت کی جائے اس کی طلب و رضا میں جان کھپا دی جائے، اس کی حمد و ثنا کے گیت گائے جائیں، اٹھتے

بیٹھتے اس کے نام کا وظیفہ پڑھا جائے اس کی دھن ہر وقت دل و دماغ میں سمائی رہے اسی کے خوف سے انسان ہر وقت لرزاں اور ترساں رہے اسی کے سامنے دست طلب ہر وقت پھیلا رہے ۔ اس کے جمال جہاں آرا پر نگاہیں ہر وقت جمی رہیں، اسی کی راہ میں سب کچھ لٹا دینے مٹا دینے حتیٰ کہ سر کٹا دینے کا جذبہ بیدار رہے، قرآن مجید میں صفات الٰہی کا کثرت سے ذکر اسی لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق و وابستگی اور محبت و فریفتگی اور شرک سے نفرت و بیزاری خدائی صفات کی معرفت کے بغیر پیدا نہیں ہوتی، انبیاء علیہم السلام اور خاص طور پر سید الانبیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی آپ کی تعلیم، آپ کا عمل، آپ کی دعا اور نماز کی کیفیت، ابتہال و تضرع، انابت و اخبات محبت الٰہی کا جوشش، یاد الٰہی کا انہماک، اس کے ذکر سے تسکین، اس کے نام کی حلاوت و لذت پھر صحابہ کرام اور عارفین امت کی زندگی میں اس کا جلوہ یہ سب اس بات کا نتیجہ ہے کہ ان کے نزدیک ایک اللہ تعالیٰ ہی معبود و مقصود اور محبوب حقیقی اور جمال و جلال و کمال کا مبداٗ و منتہا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک سے سخت کراہیت و نفرت تھی

قرآن مجید میں شرک کو ظلم عظیم کہا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں معاف کرے گا، اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف کر دے گا، مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا سے بھی مسلمانوں کو منع کر دیا گیا ہے اور یہ وعید بھی سنائی گئی ہے کہ شرک تمام نیک کاموں کے ثواب کو ختم کر دیتا ہے، مشرک ذلت و رسوائی کے گہرے گڑھے میں گر جاتا ہے، جب تک شرک نہ چھوڑے اس گمراہی کے غار سے باہر نہیں آسکتا ہے اور نجات و مغفرت حاصل نہیں کر سکتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں قرآنی بیانات کی وجہ سے شرک سے سخت نفرت و کراہت و بیزاری تھی۔ آپ نے شرک کی تمام شکلوں سے امت کو پرہیز کرنے کی سخت تاکیدی ہدایات فرمائی ہیں، یہاں تک کہ وصال

کے وقت جو آخری لفظ زبان مبارک سے نکلے ہیں ان میں یہ ارشاد بھی شامل ہے۔

قاتل اللہ الیہود والنصاریٰ	اللہ یہودیوں، عیسائیوں کو تباہ کرے انہوں
اتخذوا قبور انبیائھم مساجد	نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا
(مؤطاء امام مالک)	اور ان کی پرستش شروع کردی تھی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کہتی ہیں حالت احتضار میں چہرے پہ سے چادر ہٹا تے اور فرماتے:

لعنۃ اللہ علی الیہود والنصاریٰ	یہودیوں، عیسائیوں پر اللہ کی لعنت
اتخذوا قبور انبیائھم مساجد	ہو کہ انہوں نے انبیاء کرامؑ کی قبروں کو
یحذر ماصنعوا (بخاری باب مرض النبیؐ)	سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔

فرماتی ہیں "مقصد یہ تھا کہ امت ان کی تقلید نہ کرے اور شرک میں مبتلا نہ ہو"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرک اور خدا کے غیر کی عبادت اور شرکیہ رسوم کے اختیار کرنے کو امتوں اور ملتوں کی پرانی اور دائمی کمزوری اور بیماری سمجھتے تھے اور اس سے مطمئن نہیں تھے کہ اس کا اعادہ پھر کبھی نہ ہوگا۔ اس لئے آپؐ نے اس خطرے سے آگاہ فرمایا اور ایسی نازک گھڑی میں بھی اس سے بچنے کی ہدایت فرمائی اور اس سے اپنی نفرت کا اظہار فرمایا یہ امت کے لئے ایک پیغام اور اس کے ذمے ایک امانت اور ضروری کام ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ کتنا ہی بدل جائے اور اسلام کتنا ہی ترقی کر جائے یہ خطرہ باقی رہے گا، کہ پہلی امتوں اور ملتوں کی طرح بزرگ پرستی سے قبر پرستی پھر بت پرستی تک نوبت نہ پہونچ جائے، علماء و نائبین رسولؐ اور اصحابؓ دعوت کا فرض ہے کہ وہ اس خطرہ سے چوکنا رہیں اور شرک کے معاملہ میں کسی رواداری اور رعایت سے کام نہ لیں۔ (ماخوذ وتلخیص از عصر حاضر میں دین کی تفہیم وتشریح)

علماء امت کا احساس ذمہ داری

بزرگوں کی عقیدت کے معاملہ میں بداحتیاطی انسان کو توحید سے دور اور شرک کے قریب کر دیتی ہے، اسی لئے صحابہ کرام اور ان کے بعد امت کے تمام مصلحین

اور مجددین، بزرگانِ دین، فقہاء کرام محدثین، مفسرین، متکلمین، عارفین اپنے اپنے دور میں مسلمانوں کو متنبہ کرتے رہے ہیں اگر وہ تنبیہات نمونے کے طور پر بھی نقل کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ اتمام حجت کے لئے میں یہاں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بڑے پیر کا فرمان نقل کرتا ہوں تاکہ اپنے کو قادری کہنے والے بھی سمجھ لیں کہ قبر پرستی کی تائید کرنے والوں کو حضرت خواجہ جیلانیؒ کی طرف نسبت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، یہ بھی ایک مغالطہ ہے کہ چلیں دوسروں کے طریقوں پر اور نسبت کریں بڑے پیر کے اسم گرامی کی طرف۔

غنیۃ الطالبین صـ۶۵ پر قبروں کی زیارت کے آداب بیان کرتے ہوئے حضرت بڑے پیرؒ نے فرمایا ہے:

ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون۔	اور (قبرستان میں) کہے تم پر سلام ہو اے مومنوں کی قوم کے گھر میں رہنے والو اور تحقیق ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔
مروی ایضاً واذا زار قبراً ان لا یضع یدہ علیہ ولا یبکی علیہ ولا یقبلہ فانہ عادۃ الیھود ولا یقعد علیہ ولا یدوسہ الا ان یضطر الیٰ ذالک کلہ بل یقف عند موضع وقوفہ ان لو کان حیاً ویحرمہ ویقرأ احدیٰ عشرۃ مرۃ قل ھو اللہ احد الخ وغیرھا من القرآن ویھدی ثوابہ ذالک لصاحب القبر	اور یہ بھی مروی ہے کہ جب کسی قبر کی زیارت کرے تو اس پر اپنا ہاتھ نہ رکھے اور نہ اسے بوسہ دیوے کیونکہ یہ یہودیوں کی عادت ہے اور نہ اس پر بیٹھے نہ اس کا تکیہ لگائے نہ اسے روندے مگر یہ کہ کوئی مجبوری ہو بلکہ ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں اس کی زندگی میں کھڑا ہو سکتا تھا اور اس کی ایسی عزت کرے جیسے کہ اگر وہ زندہ ہوتا تو اس کی عزت کرتا اور گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پوری پڑھے اور اس کے علاوہ بھی کچھ قرآن پڑھے اور صاحب قبر کو اس کا ثواب ہدیہ کرے۔

اس عبارت میں قبر کو چومنے اور اس کے بہت قریب کھڑے ہونے سے منع ہی اس لئے کیا ہے کہ یہودیوں کی طرح حد سے آگے بڑھ کر قبروں کو سجدے نہ کرنے لگے

طواف نہ کرنے لگے اور قرآن پڑھ کر ثواب پہنچانے کی ہدایت کردی۔ تاکہ کہیں کوئی قبر والے سے حاجت طلب نہ کرنے لگے۔ فتوح الغیب میں حضرت بڑے پیرؒ نے تاکید کے ساتھ نصیحت فرمائی ہے کہ "اپنی تمام حاجتیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرے اسی سے مدد طلب کرے" اس قسم کی تنبیہات وہدایات ہر زمانے کے بزرگوں نے فرمائی ہیں۔ اس آخری دور میں جب شرکیہ رسموں اور بدعات کا عام رواج ہونے لگا اور توحید وسنت کی بنیادوں کو ڈھایا جانے لگا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے خاندان اور سلسلہ کے علماء حق نے کتاب وسنت کی روشنی پھیلائی، شرک وبدعت کی تردید کرکے توحید وسنت کے چراغ روشن رکھے اور آج بھی ان کی اتباع کرتے ہوئے علماء حق توحید وسنت کا پرچم بلند رکھنے کے لئے شرک وبدعت نواز فرقوں سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں روشن اور نمایاں خدمات حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلویؒ نے بھی انجام دی ہیں ان کی کتاب تقویۃ الایمان ایسا توحید کا خنجر ہے جس نے شرکیہ عقیدوں کا قلع قمع کر دیا جس کی مجاہدانہ ضربوں سے شرک نوازوں میں آج تک شور برپا ہو رہا ہے اور برپا رہے گا۔ ؎

ستیزہ کار رہے گا ازل سے تا امروز چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

بریلوی علامہ ارشد القادری نے بھی تقویۃ الایمان اور اس کے مجاہد وشہید مصنفؒ پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی ہے، چاند پر تھوکنے کا ایک ہی انجام ہے جو قادری صاحب اور ان کے ہم مذہبوں کے سامنے آرہا ہے، آئندہ صفحات پڑھ کر ناظرین کرام اس یقین میں قوت پیدا ہوگی کہ شرک نواز اور بدعت پرست لوگوں نے مولانا اسمٰعیل شہیدؒ اور دیگر حق پرست علماء کو مطعون کرنے کی جو ناپاک کوشش اب تک کی ہے اور کر رہے ہیں وہ تلبیس وتحریف کے سوا اور کچھ نہیں، مولانا شہیدؒ وغیرہ حضرات سچے عاشقان رسول ہیں، شمع نبوت کے پروانے ہیں اور ان کے مخالفین کے پاس دعویٰ ہی دعویٰ ہے عمل اور حقیقت کچھ نہیں ہے

مولانا اسمٰعیل شہید دہلویؒ

سید الاولین والآخرین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یدعی رجل رجلاً

بِالْکُفْرِ الخ

کوئی شخص کسی دوسرے کو کافر یا فاسق نہ کہے اگر دوسرا شخص (جس کو کہا گیا ہے) ایسا نہیں ہے تو وہ کفر کہنے والے پر واپس آجاتا ہے۔ (بخاری)

حدیث پاک کی صداقت کا مشاہدہ ہر دور میں ہوتا ہے بڑے بڑے اللہ والوں کو دشمنوں نے کافر و فاسق کہا آخر کہنے والے ہی عذاب خداوندی میں گرفتار ہوئے، حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلویؒ اور ان کی کتاب "تقویۃ الایمان" کے بارے میں اہل بدعت نے بہتان بازی کا الزام تراشی، غلط گوئی اور فریب دہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، بریلوی اعلیٰ حضرت نے مولانا شہیدؒ کو خدا اور رسولؐ کی شان میں گستاخی کرنے والا، ضروریات دین کا منکر بتلایا اور الکواکب الشھابیہ وغیرہ کتابوں میں شہید کی طرف بڑے سے بڑے کفر کو منسوب کیا اور یہ فتویٰ لکھا کہ اس قسم کی گستاخی کرنیوالا کافر ہے جو ایسے شخص کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے اور سبحن السبوح رسالہ میں صاف صاف الفاظ مولانا شہید کو کافر نہ کہنے کی تاکید کے ساتھ تحریر کئے گئے اپنے فتویٰ کے اعتبار سے خود ہی کافر بن گئے اور حدیث شریف مذکورہ کی صداقت کا جیتا جاگتا نمونہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ اس اجمال کی تفصیل کرنے سے پہلے مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے بارے میں اہل نظر کی کچھ تحریریں پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں۔

۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ سے لیکر اس دن تک جس کو سو برس سے زائد ہوئے شاید کوئی دن طلوع ہوا ہو جس کی صبح کو اس شہید اسلام (حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ) کے حسنات اور فضیلتیں یا بر طرف اس کی شہادت مسلم، اور شہداء کی مغفرت مسلم تکفیر و تضلیل میں کوئی فتویٰ نہ نکلا ہو، لعنت و سب و شتم کا کوئی صیغہ نہ استعمال کیا گیا ہو۔ فسق و فساد کی کوئی دلیل ایسی نہیں جو اس کے کفر کے ثبوت میں پیش کی گئی ہو وہ ابوجہل والولہب سے زیادہ دشمن اسلام خوارج و مرتدین سے زیادہ فارق من الدین و خارج از اسلام فرعون و ہامان سے زیادہ مستحق نار کفر و ضلالت کا بانی ہے، بے ادبوں اور گستاخوں کا پیشوا شیخ نجدی کا مظہر اور شاگرد بتایا گیا ہے اور یہ ان لوگوں نے کہا جن کے جسم نازک میں

آج تک اللہ کے لئے ایک پھانس بھی نہیں چبھی جن کے پیروں میں اللہ کے راستہ میں کوئی کانٹا بھی نہیں گڑا، جن کو خون چھوڑ کر (کہ اس کا ان کے یہاں کیا ذکر!) اسلام کی صحیح خدمت میں پسینے کا ایک قطرہ بہانے کی سعادت بھی حاصل نہیں ہوئی۔ اور یہ ان لوگوں نے کیا جن کی ماؤں بہنوں بیٹیوں کی عزت وعصمت بچانے کے لئے اس نے اپنا سر کٹایا تو کیا اس کا یہی گناہ تھا اور کیا دنیا میں احسان فراموشی کی اس سے بڑھ کر نظیر ملتی ہے۔ جس وقت پنجاب میں مسلمانوں کا دین وایمان، جان و مال، عزت و آبرو محفوظ نہ تھی، اس وقت یہ غیرت ایمانی وحمیت اسلامی والے جو ایک کلمہ کفر" برداشت نہیں کر سکتے کہاں تھے اور کیا آج بھی شاہ ولی اللہ کے پوتے کے علاوہ کوئی کافر نہیں؟

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی سے معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

(سیرت سید احمد شہیدؒ بار دوم ص۳۵۶)

مولانا ابوالکلام آزاد سابق وزیر تعلیم حکومت ہند "تذکرہ" میں مولانا اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

دعوت واصلاح کے جو بھید پرانی دہلی کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کر دیئے گئے تھے، اب سلطان وقت و اسکندر عزم (شاہ شہیدؒ) کی بدولت شاہ جہاں آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ان کا ہنگامہ مچ گیا اور ہندوستان کے کناروں سے بھی گزر کر نہیں معلوم کہاں کہاں تک چرچے اور افسانے پھیل گئے، جن باتوں کے کہنے کی بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندر تاب نہ تھی وہ اب برسر بازار کہی جا رہی اور ہو رہی تھیں اور خون شہادت کے چھینٹے حرف حکایت کو نقش وسواد بنا کر صفحہ عالم پر ثبت کر رہے تھے

آخر تو لائیں گے کوئی آفت فغاں سے ہم
حجت تمام کرتے ہیں آج آسماں سے ہم

("تذکرہ مولانا آزاد")

متعصب عیسائی مورخ ھنٹر نے لکھا ہے:۔

سید صاحب کے پہلے دو مرید وہ شخص تھے جو اپنے لاثانی ضمیر کے جوہروں اور علمی قابلیتوں میں اپنے وقت کے فرد اکمل دہلی کے سب سے بڑے حکیم یا فاضل اجل حضرت شاہ عبدالعزیز کے کنبے سے تعلق رکھتے تھے۔ (حیات طیبہ بحوالہ ہنٹر)

حضرت مولانا شہید دہلوی ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ کو پیدا ہوئے والد بزرگوار مولانا شاہ عبدالغنی محدث دہلوی ہیں، آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور چودہ یا پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم دینیہ وفنون متداولہ سے فارغ التحصیل ہو گئے اور ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ کو جمعہ کے دن بالاکوٹ کے میدان میں اسلام کے لئے جہاد کرتے ہوئے حضرت مولانا اسمٰعیل دہلوی شہید ہو گئے، ترتپن سال کی مختصر عمر کے روشن کارنامے گواہ ہیں کہ مولانا شہید بہت بڑے عالم اللہ والے ولی کامل متبع سنت بزرگ، اسلام کے نامور مجاہد، مصلح ومجدد دین تھے، مولانا کی علمیت وقابلیت، ان کی مجاہدانہ سرگرمی، احیائے دین کے لئے جدوجہد، توحید وسنت کا پیغام پھیلانے کی سچی تڑپ شرک وبدعت کی تردید کا وہی جذبہ مشہور وممتاز ہے، ان کے مواعظ میں اللہ تعالیٰ نے خاص تاثیر رکھی تھی جنہیں سنکر ایک بڑی تعداد شرک وبدعت کی تاریکیوں سے نکل کر توحید وسنت کی روشنی میں آجاتی تھی، انہوں نے طبقہ علماء وصوفیاء کے استفادہ کے لئے عربی فارسی زبانوں میں مایہ ناز تصانیف تحریر فرمائی ہیں اور عوام کی اصلاح کے لئے عام بول چال اردو میں "تقویۃ الایمان" تصنیف فرمائی، مولانا کے مجاہدانہ کارناموں کو ان کی تصنیفات نے بھی حیات جاوداں بخشی ہے۔

تقویۃ الایمان

مرزا حیرت دہلوی کا یہ بیان حرف بحرف صحیح ہے:۔
تقویۃ الایمان یہ ایک چھوٹا سا رسالہ عجیب دلچسپ پیرائے میں لکھا گیا ہے، وہ باتیں جو اس وقت مسلمانوں میں رائج تھیں اور جس سے اسلام گھی کھچڑی میں ہو رہا تھا انہیں اس طرح علیحدہ کر کے دکھا دیا اور قرآن وحدیث سے ان کی ایسی تردید کی کہ ہوا کا رخ ادھر سے اُدھر پھر گیا، یہ لاجواب رسالہ جس کی شہرت دریائے جمنا سے فرات تک بہت مقبولیت سے پھیلی ہے ایک عجیب جوہر ہے

جس میں سچا اسلام اور ایمان اپنی تابانی دکھا رہا ہے۔ سوائے قول خدا اور حدیث رسول اللہ کے نہ کسی امام کا قول نقل ہے نہ کسی مجتہد کا نہ اپنا مطلب ظاہر کرنے کے لئے کچھ منطق و فلسفہ کو خرچ کیا گیا ہے نہ شاعرانہ جامہ عبارت کو پہنایا گیا ہے، سیدھی سادی عبارت اور چھوٹے چھوٹے جملے اور عام فہم الفاظ معمولی بول چال کے ہیں کہ معمولی لکھا پڑھا آدمی بھی باسانی سمجھ لے اور اپنے دینی خیالات اس سے درست کر سکے۔ ملانی پیچیدہ اور قریب قریب لاینحل عبارت جس سے مطلب خبط ہو جاتا ہے اس میں نام کو کہیں نہیں پائی جاتی ہے۔ بہت بڑا کمال جو اس کتاب میں رکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ چھوٹے رسالے میں تمام وہ مطالب جن سے دین اسلام صاف ہو کر اور نتھر کر شرک و بدعت میں سے نکلتا ہے، بالتفصیل درج کر دئیے گئے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ان پر عمل کر لیا تو دونوں جہاں میں بیڑا پار ہے، میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی بات نہیں چھوڑی کہ جو ہندی مسلمانوں کا اوڑھنا بچھونا نہ ہو، اس سے اخلاق نہ بگڑتے ہوں اور دین میں رخنہ نہ پڑتا ہو تمام وہ مکروہ بدعتیں جنہوں نے مسلمانوں کا ستیاناس کر دیا تھا اور ان کی گھٹی میں پڑ گئی تھیں اور تمام وہ شرک جنہوں نے قرآن و حدیث کے منشاء کو بالکل پلٹ دیا تھا اس خوبصورتی سے ان کی قرآن و حدیث سے تردید کی گئی جس کی کوئی مثال اردو میں نہیں معلوم ہوتی۔ یہ بہت درست ہے صدہا کتابیں ان مضامین پر دیکھنے میں آئیں وہ ایسی طویل طویل اور ادق ہیں کہ اول تو ان کا مطلب مشکل سے کھلتا ہے اور دوسرے عام ہدایت ان سے نہیں ہو سکتی کیا ہوا اگر فی ہزار ایک شخص دشواری سے ان کی تہ تک پہنچا، یہ بہت درست ہے اگر تقویۃ الایمان نہ ہوتی تو جو اصلاح مسلمانوں کی معاشرانہ زندگی میں ہوتی ہے کبھی نہ ہوتی اور خبر نہیں مسلمانوں میں کتنی آفتیں نازل ہوتیں اور کیسا کیسا غضب الٰہی ان پر اترتا، جو کچھ روشنی ہندوستان میں اس وقت دکھائی دیتی ہے اور سچا اسلام معلوم ہوتا ہے اس کتاب کا صدقہ ہے، اب تک اس کی اشاعت چالیس پچاس لاکھ کے قریب ہو چکی ہے اور دن بدن ہوتی جائے گی یہاں سے اس کی مقبولیت کا پورا پورا اندازہ ہو سکتا ہے (اور اب تو کروڑوں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے اور عربی زبان میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ از ناقل) (حیات طیبہ)

تقویۃ الایمان کی تاثیر

تقویۃ الایمان سامنے آتے ہی شرک و بدعت کی تائید میں اپنا مفاد سمجھنے والوں میں صفِ ماتم بچھ گئی، توحید کے دشمن ظالموں نے اتنا جھوٹا پروپیگنڈہ زور شور سے کیا کہ بعض سادہ لوح اس کتاب کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا بھی گناہ سمجھنے لگے، مگر جس نے انصاف کی نظر سے حق طلبی کے ساتھ ایک مرتبہ بھی اس کتاب کو پڑھ لیا وہ اس کا ہمنوا بن گیا، مؤرخ اسلام مولانا سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:

قرآن پاک کے بعد مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی کتاب تقویۃ الایمان میرے ہاتھ میں دی گئی، یہ پہلی کتاب ہے جس نے مجھے دینِ حق کی باتیں سکھائیں اور ایسی سکھائیں کہ اثنائے تعلیم و مطالعہ میں بیسیوں آندھیاں آئیں کتنی دفعہ خیالات کے طوفان آئے مگر اس وقت جو باتیں جڑ پکڑ چکی تھیں ان میں سے ایک بھی اپنی جگہ سے نہ ہل سکی، علم کلام کے مسائل اشاعرہ و معتزلہ کے نزاعات غزالی رازی، ابن رشد کے دلائل یکے بعد دیگرے نگاہوں سے گزرے۔ مگر اسمٰعیل شہیدؒ کی تلقین اپنی جگہ قائم رہی۔ (مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں ص۱۸۵)

مرزا حیرت دہلوی نے لکھا ہے:

بمبئی میں عموماً مولانا اسمٰعیل دہلویؒ کے نام سے لوگ جلتے ہیں لیکن جلنے کی وجہ صرف سنی سنائی باتیں ہیں جن کی کچھ بنیاد نہیں اور وہ محض بے اصل ہیں، ایک دن جمعہ کو میں بمبئی کی جامع مسجد میں گیا تو نماز پڑھنے کے بعد مجھے میرے ایک دوست نے ٹھہرا لیا میں وہیں بیٹھ گیا، کئی شخص اور بھی میرے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے ان کی گفتگو سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ لکھے پڑھے ہیں، اور باہم مولوی اسمٰعیل کا ذکر تحقیر آمیز الفاظ میں کر رہے تھے۔ اور ایسی ایسی بے بنیاد باتیں قائم کر رہے تھے جو میرے کانوں میں جہاں تک مجھے یاد ہے کبھی نہ پڑی تھیں، ایک شخص تو یہ کہہ رہا تھا کہ تقویۃ الایمان سوائے کفر کے اور کچھ نہیں، نبیؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کو برملا گالیاں (نعوذ باللہ منہ) دی گئی ہیں، دوسرا شخص بولا صوفیوں کو تو ایسا سخت لکھا ہے کہ ہندو عیسائی بھی کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں، یہ ناواجب سنکر بھی مجھ سے نہ رہا گیا، ہر چند میں چاہتا تھا کہ ان کے خیالات میں خلل اندازی نہ کروں، لیکن جب قرآن

کا یہ ارشاد ذہن میں آیا کہ حق بات چھپانی نہیں چاہئے میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے پاس جا بیٹھا اور میں نے نہایت ادب سے ان کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ کیا آپ نے تقویۃ الایمان دیکھی ہے؟ انہوں نے نہایت سادگی سے بے پرواہانہ لہجے میں جواب دیا نہیں ہم نے اسے نہیں دیکھا اور نہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں، میں نے نہایت عاجزی سے ان کی خدمت میں عرض کیا بڑے ظلم کی بات ہے آپ نے ایک چیز ملاحظہ نہیں کی اور اس کی بابت اس مضبوطی سے رائے قائم کر لی ہے۔ میری اس بات سے وہ ناراض ہوئے اور انہوں نے میری طرف حقارت کی نظر سے دیکھا پھر میں نے یہی التماس کیا کہ میرے خیال میں زیادہ بہتر یہی ہوگا کہ آپ اسے ملاحظہ فرما کر اس پر رائے قائم کریں۔ بڑی ردوکد کے بعد انہوں نے میری بات مان لی، میں نے انہیں تقویۃ الایمان بھجوادی، آٹھویں دن جب وہ مجھ سے ملے تو ان کے خیالات ہی بدلے ہوئے تھے۔ (حیات طیبہ)

حقیقت یہی ہے اس کتاب نے ہر اس شخص کی اصلاح کر دی جس نے تعصب سے پاک ہو کر اسے پڑھا ہے، شیخ محمد اکرم نے لکھا ہے:

یہ کتاب (تقویۃ الایمان) نہ صرف مذہبی بلکہ ادبی نقطۂ نظر سے بھی بڑی اہم ہے اس کا طرز تحریر ایسا با اثر اور پُر زور ہے کہ بقول صاحب سیر المصنفین معلوم ہوتا ہے کہ ایک دریائے زخار اٹھا چلا آتا ہے۔ (موج کوثر ص ۳۵)

تقویۃ الایمان کا طرز تحریر

یہ کتاب اس زمانے میں لکھی گئی ہے جب عام مسلمانوں میں شرک و بدعات کا زور تھا، شاہ شہیدؒ کے فاروقی جذبات بھڑک اٹھے اور انہوں نے صاف اردو زبان میں توحید و سنت کی اہمیت اور شرک و بدعت کی برائی سمجھانے کے لئے یہ کتاب لکھی، عوام کے سامنے منطقی اور الجھی ہوئی بحثیں بیکار تھیں۔ مواقع انذار (ڈرانے) کا تھا ایسے موقع پر عوامی اصلاح کے لئے عوامی زبان میں صاف صاف خطاب کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، اردو زبان بھی اس وقت تک ترقی نہیں کر سکی تھی، ایسے وقت کی اردو میں لکھی گئی کتب کے انداز بیان کو آج معیاری زبان سے پرکھنا ظلم ہے۔

حدیث شریف سے ثبوت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرانے کے موقعوں پر طرز بیان میں سختی فرمائی ہے

مشکوٰۃ شریف باب الانذار والتحذیر ص۴۶۰ پر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت اتری وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (اے نبی! اپنے قریبی خاندان۔ قبیلہ والوں کو ڈراؤ) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتے ناطے والوں کو جمع کیا اور اجتماعی خطاب بھی فرمایا اور انفرادی خطاب بھی فرمایا۔ ہر قبیلہ کو الگ الگ خطاب کر کے اپنی چہیتی شاہزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

ویا فاطمۃ انقذی نفسک من النار سلینی من مالی فانی لا اغنی من اللہ شیئا

اور اے فاطمہ رضی اللہ عنہا تم بھی اپنی جان کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ میرا مال مجھ سے مانگ لو میں اللہ کے یہاں تیرے کچھ کام نہ آؤں گا۔

اس حدیث پاک کی وضاحت مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ان لفظوں سے کی ہے:

یعنی جو لوگ کسی بزرگ کے قرابتی ہوتے ہیں ان کو اس حمایت پر بھروسہ ہوتا ہے اور اس پر مغرور ہو کر اللہ کا خوف کم رکھتے ہیں سو اسی لئے اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ اپنے قرابتیوں کو ڈرا دیوے سو انہوں نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کوئی بخل نہیں اور اللہ کے یہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آتی جب تک کہ کچھ معاملہ اللہ ہی سے صاف نہ کرے تو کچھ کام نہیں نکلتا۔ (تقویۃ الایمان ص۳۲ مطبوعہ دیوبند)

مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے آسان عبارت میں یہ سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینے کی تیاری ہر شخص کو کرنی چاہیئے، ایمان و عمل کی پختگی و پابندی سے لاپرواہ ہو کر

خالی بزرگوں سے تعلق ہی کو نجات کے لئے کافی نہیں سمجھنا چاہیئے، ایمان وعمل کیساتھ یہ تعلق مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ٹھکرا کر بزرگوں کی عقیدت کا دم بھرنا فضول ہے صرف بزرگوں سے تعلق کو بعض عوام کافی سمجھتے ہیں اور خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کرتے ہوئے نہیں ڈرتے ہیں۔ ایسے غلط خیال کی اصلاح کے لئے حدیث پاک کو موقع ومحل کے مناسب پیش کر کے مولانا شہیدؒ نے اتنی عمدہ وضاحت کی ہے کہ جس پر کسی انصاف پسند کو اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بریلوی فاضل ارشد القادری بھی یہ اصول تسلیم کرتے ہیں بلکہ اس حدیث سے ثابت مانتے ہیں کہ ڈرانے کے لئے سخت طرز بیان ہی اختیار کیا جاتا ہے، پھر یہ بڑی ناانصافی ہے اور شہید دشمنی ہے کہ تقویۃ الایمان کے سخت انداز بیان پر واویلا مچاتے ہیں جبکہ حدیث پاک کی پیروی میں اصلاح اور ڈرانے کے لئے مولانا شہیدؒ نے نرم زبانی کے بجائے صاف اور کھلی ہوئی عبارت تحریر فرما کر سنت کی پیروی کی ہے۔

قادری صاحب کا اقرار

گفتگو حسب موقعہ کرنے کے اصول کو ارشد القادری تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"غور فرمائیے حدیث کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ یہ موقعہ انذار کا ہے یعنی پیغمبر اپنے اہل وعیال اور خاندان کے افراد کو آخرت کے احوال سے باخبر کر رہے ہیں تعمیل احکام الٰہی کی ترغیب دے رہے ہیں اور خدا کے عذاب سے ڈرانا چاہتے ہیں، خدا نے آپ کو عقل وفہم کی کچھ بھی بصیرت عطا کی ہو تو آپ خود فیصلہ کریں کہ ایسے موقعہ پر نبی کا انداز بیان کیا ہونا چاہیئے تھا کیا اپنے خاندان والوں سے نبی کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ تم خدا کے احکام کی جتنی چاہو خلاف ورزی کرو میں تمہیں آخرت کے عذاب سے بچا لوں گا، کیا معاذ اللہ آپ اپنے نبی سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ دربار خداوندی میں اپنی وجاہت ومقبولیت کی بنیاد پر اپنے خاندان والوں کو نافرمانی اور بغاوت کی ترغیب دیتا۔" (زیر وزبر ص ۱۲۷)

الحمد للہ حق باطل کے سر پر چڑھ کر بول رہا ہے یہی تو کہا جا رہا ہے کہ میدان حشر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے نافرمانوں اور باغیوں کو اپنی وجاہت او مقبولیت کی بنا پر نہ بخشوانے کا اعلان فرما چکے ہیں۔ ہر گز ہر گز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خاندان والوں سے یہ نہیں کہنا چاہیئے تھا اور نہ انہوں نے کہا خدا کے رسول نے انذار و تنبیہ کے موقعہ پر جو انداز بیان اختیار فرمایا ہے اسی کی پیروی تقویۃ الایمان میں کی گئی ہے اور ڈرانے کے لئے ایسا ہی لہجہ اختیار کرنا سنت ہے پھر آخر اتباع سنت کرنے پر مولانا شہیدؒ کے خلاف طوفان بدتمیزی کیوں اٹھایا جا تا رہا ہے؟

قادری صاحب سے چند سوالات

یہاں پر میں صاف صاف بریلوی فاضل ارشد القادری سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں اگر وہ مذکورہ حدیث پاک پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنی لکھی ہوئی وضاحت پر بھی مطمئن ہیں تو ان کے جوابات دیکر بریلوی دین و مذہب پر وارد ہونے والے اعتراضات دفع کرنے چاہئیں، ورنہ جسے بھی عقل و فہم کی بصیرت عطا ہوئی ہے وہ یہ فیصلہ کرے گا کہ قادری صاحب کو یا تو حدیث پر ایمان نہیں ہے یا انہوں نے غلط وضاحت کر کے فریب دیا ہے یا ان کا بریلوی مذہب خود ساختہ ہے۔

پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرانے کے لئے جو کچھ فرمایا ہے بلاشک صحیح فرمایا ہے تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ کارخانہ الٰہی کے سارے اختیارات اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہیں، جنت و نار کی کنجیاں ایک اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں نجات و مغفرت اسی کے اختیار میں ہے جسے چاہے بخشدے جسے چاہے عذاب دے اور پیغمبر کی وجاہت و مقبولیت نافرمانوں اور سرکشوں کو نجات نہیں دلا سکتی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر پیغمبر بھی کچھ نہیں کر سکتے۔

اور جب یہ ثابت ہوا تو پھر بریلویوں کے اس عقیدے کی خود بخود تردید ہو گئی جو الامن والعلیٰ وغیرہ میں لکھا ہے "کارخانہ الٰہی کا سارا لینا دینا حضور کے ہاتھوں ہے جنت و نار کی کنجیاں حضور کو دیدی گئیں" اگر یہ عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین

میں ہوتا تو ڈرانے کے موقعہ پر بھی یہ اعلان نہ فرماتے لا اغنی من اللہ شیئاً (میں اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آسکتا) ہمیں اپنے نبی پاک سے ہر موقعہ پر صحیح صحیح اور عقیدہ و واقعہ کے مطابق بیان کی توقع ہے، ہمارا ایمان ہے کہ تمام پیغمبر سچے ہیں اور انہوں نے ڈرانے کے لئے بھی جو کچھ فرمایا حق فرمایا، کیا بریلوی علماء یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جیسے بچوں کو بعض لوگ بھوت ہے بھوت کہکر چپ کر دیتے ہیں جبکہ بھوت پریت کچھ نہیں ہوتا، نعوذ باللہ پیغمبر کا کلام بھی ڈرانے کے لئے بریلویوں کے نزدیک بس یونہی ہوسکتا ہے کہ اختیارات تو سارے آپ ہی کو ہیں مگر ڈرانے کے لئے آپ فرمارہے ہیں کہ میں کچھ کام نہیں آسکتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ سرور کائنات ہیں تمام پیغمبروں کے امام اور سب مخلوق سے افضل ہیں خاتم النبیین ہیں پھر بھی نجات دینے کا اختیار نہیں رکھتے ہیں نجات و مغفرت عطا کرنے کا اختیار ایک اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، اور بریلوی عقیدہ حضورؐ کے مختار کل ہونے کا حدیث کے خلاف ہے بناوٹی ہے، یقیناً رسول اللہ علیہ وسلم نے ہر موقعہ پر سچ فرمایا ہے، آپؐ صادق وامین ہیں، بریلوی عقیدہ تسلیم کرنا صداقت نبوی کو مجروح کرنے کے مترادف ہے نعوذ باللہ۔

دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاندان والوں سے یہ کہتے کہ تم خدا کے احکام کی چاہے جتنی خلاف ورزی کرو میں تمہیں آخرت کے عذاب سے بچالوں گا، کیونکہ احکام الٰہی پر عمل کرنے کی ترغیب دینے کے لئے ضروری ہے کہ عذاب سے ڈرایا جائے پھر جو مولوی اور پیر اپنے معتقدوں اور مریدوں سے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہمارے سلسلہ میں جو داخل ہوجائے گا وہ ضرور جنت میں جائے گا ایسے عذاب آخرت سے غافل رہنے اور دوسروں کو رکھنے والوں کی سرپرستی اور تقلید بریلوی علما کیوں کرتے ہیں؟ اور خدا کے احکام کی کھلی ہوئی خلاف ورزی پر بھی بریلوی علماء کی زبانیں کیوں نہیں کھلتیں، علماء حق کو گالیاں دینے پر اپنی زبان وقلم کی پوری طاقت خرچ کرنے والے امت میں پھیلے ہوئے خلاف شرع کاموں پر روک ٹوک کرنے میں کیوں گونگے ہوجاتے ہیں؟ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے کیوں کتراتے ہیں؟

تیسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ جب آپ کو تسلیم ہے کہ احکام الٰہی پر عمل کرنے کی ترغیب کے لئے انذار یعنی ڈرانے اور آخرت کے عذاب کا خوف دلانے کی ضرورت ہوتی ہے اور ڈرانے کے وقت انداز بیان دوسرا ہوتا ہے اور خوشخبری سنانے کے وقت انداز بیان دوسرا ہوتا ہے ہر موقعہ کا انداز بیان الگ ہے تو آخر تقویۃ الایمان پڑھ کر شرک و بدعت نواز مولوی مولانا علامہ کیوں چراغ پا اور برافروختہ ہوتے ہیں، کیوں کفر و ضلالت کے تیروں سے اپنے ترکش خالی کردیتے ہیں کیا ان اہل بدعت کو ایک نائب و شیدائے رسول اور وفادار امتی مولانا اسمٰعیل شہیدؒ سے یہ توقع تھی کہ وہ انذار (ڈرانے) کے موقع پر پیارے نبیؐ کا انداز بیان چھوڑ کر کوئی دوسرا انداز بیان اختیار کرتے اور جو کتاب ڈرانے اور عذاب خداوندی سے دلوں کو دھڑکانے کے لئے لکھی گئی ہے اور خدا کی نافرمانی و بغاوت و سرکشی روکنے کے لئے جو تحریر تیار کی گئی ہے کیا اس تصنیف و تحریر میں نرم انداز بیان اختیار کرکے سنت نبوی کی مخالفت کرکے اصلاح کی توقع کی جاسکتی تھی؟ تقویۃ الایمان کی سنت کے مطابق صاف اور کھلے ہوئے تہدیدی انداز بیان نے عظیم الشان دینی انقلاب برپا کیا ہے، یہ کتاب اصلاح و ہدایت کا ذریعہ بنی ہے، اور انشاء اللہ بنی رہے گی۔ ؎ اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ جس نے اپنے راستے میں شہید ہونے والے مظلوم مجاہد و مصلح کے دشمن ارشد القادری کے قلم سے اس کا دفاع کرادیا، دیکھو اس طرح اللہ کی حجت تمام ہوتی ہے اور مقبول بندوں کی نصرت و حمایت کا سامان غیبی طور پر مہیا ہوتا ہے

تقویۃ الایمان پر اعتراض کرنے والے پہلے عالم

مشہور یہ ہے کہ تقویۃ الایمان پر سب سے پہلا علمی اعتراض مولانا فضل حق خیر آبادی نے کیا تھا وہ ایک معقول عالم تھے فلسفیوں کی رائے سے متاثر تھے اور مولانا شہید متکلم اسلام تھے، انہوں نے ایک ہی دن میں سالہ ایک روزی لکھ کر انتہائی مدلل طور سے مولانا خیر آبادی کے فلسفیانہ اعتراض کا جواب دے دیا تھا، مولانا شہیدؒ اور مولانا خیر آبادی کے درمیان مذہب و مسلک کا کوئی اختلاف نہیں تھا، ایک مسئلے میں اسی قسم کا اختلاف تھا، جیسے امام اعظم ابو حنیفہؒ اور ان کے

شاگردوں کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف ہے جن کی بنیاد اخلاص اور للہیت پر ہے، دوسرے مولانا شہیدؒ کا مولانا خیر آبادی سے سیاسی اختلاف بھی تھا، مولانا شہیدؒ ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن انگریزوں کے مخالف تھے۔ جب سکھوں کی حکومت نے پنجاب میں مسلمانوں پر ظلم کئے تو مولانا شہیدؒ اس کے بھی مخالف ہو گئے۔ انہوں نے کسی موقعہ پر بھی اسلام کے دشمن انگریزوں وغیرہ کا ساتھ نہیں دیا، اس کے برخلاف مولانا خیر آبادی نے انگریزی حکومت کی طرف سے منصب وعہدہ کو قبول کیا اور ابتداء میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے فتوے کی پرواہ نہیں کی، جب پانی سر سے اونچا ہو گیا اور ۱۸۵۷ء میں اکثر ہندوستانی باشندے انگریزوں کے مقابلے پر آ گئے اس وقت مولانا خیر آبادی بھی عہدے سے الگ ہو گئے اور انگریزی حکومت کی مخالفت میں سزائیں برداشت کیں اور جنگ آزادی کی تحریک میں شامل ہو گئے، مولانا خیر آبادی مولانا شہیدؒ کے مداحوں میں تھے اور کیوں نہ ہوتے جبکہ علم حدیث کی دولت ان کے خاندان سے پائی تھی، حیات بعد الممات کے حوالہ سے جماعت مجاہدین ص ۱۲۸ پر لکھا ہے۔

مولوی فضل حق خیر آبادی سے خاصی کشمکش رہی تھی مولوی صاحب نے شہادت کی خبر اس وقت سنی جبکہ طلباء کو سبق پڑھا رہے تھے، یہ سنتے ہی کتاب بند کر دی گھنٹوں بیٹھے روتے رہے اس کے بعد کہا کہ اسماعیل کو ہم مولوی نہ جانتے تھے وہ امت محمدیہ کا حکیم تھا کوئی شئی نہ تھی کہ جس کی انیت اور لمیت اس کے ذہن میں نہ ہو۔"

مولانا خیر آبادی سے بعض دوسری کتابوں میں بھی شاہ شہیدؒ کی تعریف منقول ہے۔ زیر وزبر ص ۳۶۵ پر یہ قطعی جھوٹ لکھا ہے کہ علماء بریلی کے مقتدا اعظم حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی ہیں،، وہ بریلوی نہیں تھے بلکہ ان کے انتقال کے بہت مدت بعد بریلی کا نیا دین ومذہب مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ایجاد کیا ہے۔

بریلوی مذہب کے علماء کی کتابوں سے ان کے دین کی بنیاد تین چیزوں پر معلوم ہوتی ہے۔ (اول) یہ کہ شاہ ولی اللہ کے جانشین علماء حق کو کافر کہنا (دوم) رسوم شرک وبدعت کی ترویج واشاعت کرنا۔ (سوم) انبیاء واولیاء کے لئے خدائی علم غیب

اور اختیار و تصرف کلی ثابت کرنا ان تینوں امور میں سے کسی ایک پر بھی مولانا خیر آبادی کا اتفاق ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ ان کو بریلوی کہنا بریلویت کے اصول کے خلاف ہے۔ خالص بریلوی علما کی تاریخ جنگ آزادی کی جدوجہد میں شرکت سے خالی ہے بلکہ مجاہدین کو کافر بتلا کر اور انگریزی حکومت کے مخالف علما حق پر وہابیت کا الزام لگا کر اور تحریک خلافت کی مخالفت کر کے خالص بریلوی علما نے جنگ آزادی کی تحریک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اور آج بدلے ہوئے حالات میں شرمندگی دور کرنے اور آزادی کا پھل کھانے کے لئے مولانا خیر آبادی کو اپنے گروہ کا مقتدا اعظم بتلا کر آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں جبکہ سیاسی اور مذہبی تاریخ مذکورہ دعوی کی کھلی ہوئی تردید کر رہی ہے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی نے انگریزوں کا ساتھ چھوڑ کر مولانا شہیدؒ کے سیاسی مسلک کو بھی اختیار کر لیا تھا اللہ تعالیٰ انہیں رحمت و مغفرت سے نوازے۔

ع　　حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

تقویۃ الایمان کے خلاف اہل بدعت کا پروپیگنڈہ

حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلویؒ کی شہادت کے بعد اہل بدعت نے میدان خالی پا کر تقویۃ الایمان کیخلاف کتابیں شائع کرائیں جن میں جھوٹ، فریب، افترا، بہتان سے کام لیا گیا۔ جن بدعت نواز مولویوں کی ذہنیت انگریزوں کی غلامی کو نعمت سمجھنے کی وجہ سے مفلوج ہو گئی تھی انہوں نے لفظ وہابی کو پروپیگنڈہ کا ذریعہ بنایا اور تقویۃ الایمان کی تائید کرنے والوں کو وہابی کہکر عوام کو ان کے خلاف ابھارنا چاہا۔ بحمد اللہ علما اہل سنت والجماعت نے تقویۃ الایمان کی کھلکر حمایت فرمائی اس کی تائید میں فتوے دیئے اور اس کتاب سے مسلمانوں کو برابر فائدہ حاصل ہوتا رہا۔ بریلی کے اعلیحضرت بھی تقویۃ الایمان کے خلاف طوفان کھڑا کرنے والوں کے قافلہ سالار رہے ہیں جنہوں نے اپنے بعض ہم نواؤں کے بقول وہابیہ نجدیہ اسماعیلیہ، دیوبندیہ و محمدیہ کے رد

میں رد سو کتابیں لکھیں مگر چاند پر خاک اڑانے کا جو برا انجام ہوتا ہے وہ سامنے آیا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کا اقراری کفر

بریلوی اعلیٰ حضرت نے الکواکب الشہابیہ صـ۳۱ پر مولانا اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی کے بارے میں لکھا ہے؛

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب ودشنام کے لفظ لکھ دیئے اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب عظیم اور عذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا۔

پھر آگے چلکر تاکیدی قسمیں کھاتے ہوئے لکھا ہے "ان گالیوں کی اطلاع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا نہیں ہوئی" اور صـ۱۹ پر لکھا ہے "یہاں انبیاء وملائکہ و قیامت وجنت ونار وغیرہ تمام ایمانیات کے ماننے سے انکار کیا ہے" اور صـ۲۱ پر لکھا "اقوال مذکورہ کے صاف یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء وملائکہ کسی پر ایمان نہ لائے سب کے ساتھ کفر کرے اس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا" یہ تمام عبارتیں الکواکب الشہابیہ کی تھیں اور الامن والعلیٰ صـ۲۴۴ پر لکھتے ہیں "امام الوہابیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ فضول جانتا ہے" اور صـ۱۶۱ پر کہتے ہیں "امام الوہابیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدحواس کہا ہے" اور صـ۱۷۱ پر لکھا ہے "امام الوہابیہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو معاذ اللہ گالیاں دیتا اور صاف جاہل ٹھہراتا ہے" اور صـ۱۶۹ پر لکھا ہے امام الوہابیہ نے صریح قرآن کی مخالفت کی مگر اسے مضر نہیں کہ اس کے نزدیک قرآن کا سچا ہونا ضروری نہیں"

ان عبارتوں میں بریلوی اعلیٰ حضرت نے مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی طرف جو عقیدے منسوب کئے ہیں ان عقیدوں کے رکھنے والوں کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے بلکہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ تمہید ایمان صـ۲۸ پر بھی بریلی کے اعلیٰ حضرت یہ فتویٰ دے چکے ہیں جو بالکل صحیح ہے کہ "جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب وکفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے" اور الکواکب الشہابیہ صـ۱۲ پر یہ فیصلہ سنا چکے ہیں کہ ایک مسلمان اپنے ملحد

ہونے کا اقرار کرے کافر ہو جائے گا اور اگر کہے میں نہ جانتا تھا کہ اس میں مجھ پر کفر عائد ہوگا تو یہ عذر نہ سنا جائیگا۔"

مولانا اسمٰعیل دہلویؒ کے معاذ اللہ اگر وہی عقیدے ہیں جو اعلیٰ حضرت نے بیان کئے پھر تمہید ایمان میں بریلوی اعلیٰ حضرت نے یقینی طور پر اپنے کافر ہونے کا اقرار کیا ہے کیونکہ وہ فتویٰ دے رہے ہیں، علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب وبہ یفتیٰ وعلیہ الفتویٰ وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ سلامۃ وفیہ السواد (تمہید ایمان ص۴۲) یعنی یہی جواب ہے اسی پر فتویٰ دیا جائے اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی مذہب ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور اسی میں سلامتی اور استقامت ہے۔" اور ص۴۳ پر لکھتے ہیں" حاشا للہ ہزار بار حاشا للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی مانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ اسماعیل دہلویؒ کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلوا ولا یعلی پہلے خود ہی مولانا شہیدؒ پر ضروریات دین کے انکار کا الزام لگایا اور ان کو خدا اور رسولؐ کی شان میں صریح گستاخی کرنے والا قرآن کو سچا نہ جاننے والا بتلایا اور پھر خود ہی یہ فتویٰ دیا کہ ان کو کافر نہ کہا جائے انہیں کافر نہ کہنا ہی مذہب حق ہے اتحاد وسلامتی کا راستہ ہے اور خود ہی یہ فتویٰ نقل کیا جو شخص ایسے گستاخ کو کافر نہ کہے یا اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اس الزام تراشی اور دورخی کا صاف اور کھلا ہوا نتیجہ یہ نکلا کہ بریلی کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں اپنے اقرار اور اپنے فتوے سے کافر ہو گئے اور ایسے کافر ہوئے کہ ان کا کوئی معتقد ان کو سچا مانتے ہوئے ان کے سر پر پڑنے والے پہاڑ سے بڑے کفر کو اٹھا نہیں سکتا۔ اس لئے اے بریلوی بھائیو! یا تو یہ اقرار کرو کہ تمہارے امام اعلیٰ حضرت پیغمبر نہیں تھے ان سے

غلطی ہو گئی انہوں نے کسی نفسانی جذبہ سے مغلوب ہو کر مولانا شہیدؒ کی طرف غلط عقیدے منسوب کر دیے اور حقیقت بھی یہی ہے اور اگر ایسا اقرار کرتے ہوئے ڈرتے ہو تو اپنے اعلیٰ حضرت کو اقراری کافر ہونے سے بچا سکتے ہو اور یہ شور و غوغا فضول ہے کہ تمہارے مقتدا اعظم کو کافر کیوں کہا گیا ہے

وہ اقرار سے اپنے کافر ہوئے ہیں انہیں لوگ کافر نہیں کہہ رہے ہیں

اگر میرے بیان میں شک ہو تو اپنے دارالافتاء سے ان سوالوں کے جوابات لکھوا کر خود فیصلہ کر لو۔

پہلا سوال: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک صریح سب و دشنام کے لفظ لکھے (نعوذ باللہ) اسے کافر نہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟ **دوسرا سوال** جو شخص انبیاء و ملائکہ قیامت جنت نار وغیرہ تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کرنے والے کو کافر نہ کہنے میں سلامتی بتلائے اسے کافر نہ کہنے کا فتویٰ دے بلکہ ایسے فتویٰ کو اپنا مذہب بتائے وہ خود کافر ہوا یا نہیں؟ **تیسرا سوال:** کیا فقہاء و متکلمین میں سے کسی نے بھی خدا اور رسول کی شان میں صریح گستاخی کرنے والے اور ایمانیات کا انکار کرنے والے اور قرآن کریم کو سچا ہونا ضروری نہ جاننے والے کو (نعوذ باللہ منہ) مسلمان سمجھا ہے اور اگر نہیں سمجھا ہے تو جو شخص تمام علماء امت کے خلاف فتویٰ دے اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ **چوتھا سوال:** ایسا شخص جس کا ذکر اوپر سوالوں میں کیا گیا اگر کافر نہیں ہے تو کیا وہ مسلمان بھی نہیں ہے اور کیا کفر و اسلام کے درمیان کوئی تیسری شکل بھی ہے جس کا حکم لگایا جائے۔

پانچواں سوال: جو شخص مفتی اور عالم سمجھا جاتا ہو وہ صریح غلط بیانی اور فریب سے کام لے تو وہ کیا سمجھا جائے گا۔

حسام الحرمین اور شفا شریف وغیرہ کی روشنی میں فتویٰ یہی ہو گا کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعوذ باللہ گستاخی کرنے والے ایمانیات کا انکا

کرنے والے کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا قطعی کافر ہے اور جو اس قسم کی گستاخی والے کلمات کا الزام کسی مسلمان پر لگائے وہ فاسق ہے۔ اس فتوی کے اعتبار سے بریلی کے اعلیٰ حضرت اقراری کافر ہیں یا صریح کاذب۔ ان دو شکلوں کے علاوہ کوئی تیسری شکل نہیں نکل سکتی، میں بریلی کے علماء کی پوری برادری کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ اپنے اعلیٰ حضرت کو اقراری کفر سے بچانے کے لئے انہیں جھوٹ لکھنے کا مجرم قرار دینے کے علاوہ کوئی تیسری شکل پیش کر کے منت شناسی اور عقیدت کشی کا ثبوت دیں، علامہ ارشد القادری ہی یہ کارنامہ انجام دے ڈالیں اور سرخ روئی حاصل کریں۔

قادری صاحب کی خیانت

قادری صاحب کو اپنے اعلیٰ حضرت کی خبر لینی چاہیئے تھی اور مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی کو مطعون کرنے کی کوشش میں جو کفر ان کی جانب پلٹ کر آیا ہے اسے دفع کرنے کی کوئی صورت نکالنی چاہیئے تھی۔

ایسا کرنے کی ہمت نہ پاکر اب انہوں نے بھی اپنے بڑوں کی پیروی کرتے ہوئے تقویۃ الایمان پر اعتراض قائم رکھنے کے لئے عبارت نقل کرنے میں صریح خیانت سے کام لیا ہے، ظالم نے اشراک فی العلم کی حقیقت ظاہر کرنے والی عبارت نقل کی اور یہ خاص جملہ چھوڑ دیا "اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا" (تقویۃ الایمان ص ۹) ایسے ہی اشراک فی التصرف کے سلسلہ کی عبارت نقل کرتے وقت یہ خاص جملہ چھوڑ دیا "اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے" (تقویۃ الایمان ص ۹) ایسے ہی یہ جملہ تو نقل کیا کہ "کیونکہ غیب کی بات تو اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر" اور اس کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر اطلاع پانے کا بیان تھا جسے چھوڑ دیا۔ اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات میں کہے کہ اللہ اور رسول ہی جانے یا فلاں بات میں اللہ اور رسول کا یوں حکم ہے کیونکہ دین کی سب باتیں اللہ نے اپنے

رسولؐ کو بتادی ہیں اور سب بندوں کو اپنے رسولؐ کی فرمانبرداری کا حکم کر دیا" (تقویۃ الایمان ص۵۱) ان پوری عبارتوں کو اگر زلزلہ میں نقل کر دیا جاتا تو سمجھدار شخص خود ہی مطلب نکال لیتا کہ حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ اللہ تعالیٰ جیسے علم تصرف کو اپنے بندوں میں شرک قرار دے رہے ہیں، ورنہ خود ان کا عقیدہ ہے جسے انہوں نے تقویۃ الایمان میں بھی لکھ دیا ہے کہ دین کی سب باتیں اللہ نے رسولؐ کو بتادی ہیں۔ دین کی سب باتوں میں بہت سی غیب کی خبریں جیسے قبر و حشر اور نشر اور دوزخ کے حالات بھی شامل ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے گئے۔ اور اپنی امت کے سامنے بیان کئے، شاہ شہیدؒ کی اس مکمل وضاحت کو چھوڑ کر ان کی ادھوری عبارت نقل کر کے الزام لگانا صریح خیانت ہے اور تلبیس و تحریف ہے جس کا سلسلہ ایک صدی سے زائد مدت سے جاری ہے۔ زلزلہ، تقویۃ الایمان دونوں کتابوں کو حاصل کر کے کوئی بھی عربی اور اردو زبانیں جاننے والا مطالعہ کر کے دیکھ لے دونوں کتابیں الگ الگ تصنیف ہیں دونوں کے طرز بیان اور طرز استدلال میں بھی فرق ہے، یہ سراسر غلط بیانی اور سو فیصد جھوٹ ہے جو بریلوی علماء لکھتے اور کہتے ہیں کہ تقویۃ الایمان کتاب التوحید کا ترجمہ ہے انگریزوں نے یہ جھوٹا افسانہ تیار کیا تھا کہ مولانا سید احمد شہید رائے بریلوی نے حج کے موقعہ پر شیخ محمد نجدی سے ملاقات کر کے انگریزوں کے خلاف جہاد کا سبق سیکھا تھا اور کتاب التوحید ساتھ لیکر آئے تھے اس کا ترجمہ تقویۃ الایمان کی صورت میں کروا کر وہابیت کی تحریک ہندوستان میں چلائی تھی، انگریزوں کی غلامی کے عہد کو مضبوط کرنے کے لئے ان کے گھڑے ہوئے جھوٹ پر بریلوی علماء بھی ایمان لے آئے، حد یہ ہے کہ بریلوی عالم امجد علی صاحب کو سنجیدہ سمجھا جاتا ہے انہوں نے بھی اپنے اعلیٰ حضرت کی مصدقہ تصنیف بہار شریعت میں لکھا ہے۔" اس عبدالوہاب کے بیٹے نے ایک کتاب لکھی جس کا نام التوحید رکھا اس کا ترجمہ ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی نے کیا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی

(بہار شریعت حصہ اول ص۶۳)

کوئی بریلوی فاضل اگر تقویۃ الایمان کو کتاب التوحید کا ترجمہ ثابت کر دے تو انعام کا مستحق ٹھہرے گا اور اگر ایسا نہ کر سکا اور ہرگز نہ کر سکے گا تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید سے خوف زدہ ہو کر توبہ کرنی چاہیئے۔ ے

قریب یارو ہے روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر :: جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

خدا اور رسولؐ کی محبت و عظمت شاہ شہیدؒ کے نزدیک

حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلویؒ کے خلاف توحید کے دشمن بریلوی علماء کے بہتان کی حقیقت آپ نے پڑھ لی اس موضوع پر علماء حق بہت کچھ لکھ چکے ہیں، انصاف پسند کی تشفی کے لئے مکمل و مدلل تصنیفات شہیدؒ کی حمایت میں موجود ہیں جن میں علم و تحقیق کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہ گیا ہے۔ میں یہاں مثال کے ذریعہ ایک خاص بات پیش کرتا ہوں جسے پڑھ کر معمولی سمجھ رکھنے والا بھی دل کی گہرائیوں سے پکار اٹھے گا کہ حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام کے سچے عاشق اور مخلص فرمانبردار ہیں، اولیاء کرام سے فیض اٹھانے والے ولی کامل مجدد ملت اور شہید اسلام ہیں۔

غور کیجئے ایک شخص بڑی محنت و مشقت سے جانی و مالی قربانیاں دیکر ایک پھولتا و پھلتا باغ تیار کرتا ہے لوگ اس باغبان کے رخصت ہو جانے کے بعد اس سرسبز و شاداب باغ کو اجاڑنا چاہتے ہیں، اچھے پھلوں اور مہکتے پھولوں والے جن درختوں اور پودوں کو باغباں نے جگر کا خون دیکر لگایا اور لہلہایا تھا وہ انہیں کٹوا کر اپنی پسند کے خاردار درخت نصب کرنا چاہتے ہیں، خودرو پودوں کو اہمیت دیکر پرانے اصلی درختوں کی سرسبز شادابی مٹانا چاہتے ہیں، ایک جماعت ہے جو باغبان کی محبت اور اس کے عشق کا اعلان نعرے بازی اور قصیدہ خوانی کے ذریعہ خوب کرتی ہے مگر ان باغ

اجاڑنے والے ظالموں کا ساتھ دیتی ہے بلکہ ان کی حمایت ورہبری کرتی ہے، آپ ایسی جماعت کی زبانی محبت اور عملی دشمنی کو نفاق وغداری کے سوا اور کیا کہیں گے؟

اور ایک دوسرا شخص ہے جو باغباں کی تعریف اور اس کے باغ کی اہمیت بس ضروری بیان کرتا ہے مگر باغ اجاڑنے والوں کے خلاف پوری طاقت خرچ کر ڈالتا ہے، کسی کے طعن وتشنیع کی پرواہ کئے بغیر صاف صاف کہتا ہے اگر باغباں سے محبت وعقیدت رکھتے ہو اس کی یادگار امانت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو باغ کے اصلی قدیم درختوں اور پودوں کو پھلنے اور پھولنے دو، خودرو پودوں کو کاٹ کر پھینک دو اور جب لوگ سمجھانے پر بھی باغ اجاڑنے سے باز نہیں آتے ہیں تو وہ باغباں کا مخلص فدائی سچا عاشق وفاداروں کی جماعت تیار کر کے باغ کو تباہی سے بچانے کے لئے تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اپنی جان دیکر خون کے آخری قطرہ کو بھی باغ کی سرسبز وشادابی پر نچھاور کر دیتا ہے، حقیقت میں ایسا ہی شخص باغباں کا وفادار شیدائی اور امانت دار فدائی اور مخلص عاشق کہلانے کا مستحق ہے، اس مثال سے سمجھئے کہ اسلام ایک باغ ہے جسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانیاں دیکر ترقی دی ہے۔ اہل بدعت اسلام کے اصلی عقیدوں اور بنیادی عملوں کے بجائے بناوٹی عقیدوں خودساختہ رسموں شریعت کے خلاف رواجوں کو ترجیح دیتے ہیں اور مولانا شہیدؒ اور ان کے حمایتی مجاہدین اسلام کے وہی عقائد واعمال باقی رکھنا چاہتے ہیں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اور اس کے اور اس کے رسولؐ کی محبت واطاعت میں اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کرتے ہیں۔ اور جان دیکر بھی یہی کہتے ہیں ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

درحقیقت اسی قسم کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار امتی اور دین کے علمبردار ہیں جو توحید وسنت کی بقا وحفاظت پر قربان ہو گئے اور حیات جاوداں پا گئے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

تقویۃ الایمان کا خلاصہ

زندہ جاوید علمی کارناموں کے ساتھ تحریروں میں بھی مولانا شہیدؒ نے اللہ و رسول کی محبت کا اظہار بڑی عقیدت اور نیازمندی سے کیا ہے، تقویۃ الایمان میں بھی اللہ و رسول سے محبت کا طریقہ اول سے آخر تک بیان کیا گیا ہے، کتاب کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کو کہ تو نے ہم کو ہزاروں نعمتیں دیں اپنا سچا دین بتایا اور سیدھی راہ پر چلایا اور اصل توحید سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنایا اور ان کی راہ سیکھنے کا شوق دیا اور ان کے نائبوں کی کہ جو ان کی راہ بتاتے ہیں اور ان کے طریقے پر چلاتے ہیں ان کی محبت دی، سوائے پروردگار ہمارے تو اپنے حبیب پر اور اس کے آل و اصحاب پر اور اس کے سب نائبوں پر ہزار ہزار درود و سلام بھیج اور ان کی پیروی کرنے والوں پر رحمت کر اور ہم کو ان میں شریک کر اور ہم کو اسی کی راہ پر جیتے اور موتے (مرتے) قائم رکھ اور اسی کے تابعوں میں گن رکھ۔ آمین یا رب العالمین۔ (خطبہ تقویۃ الایمان)

ایمان کی اہمیت اور قرآن و حدیث کو سمجھنے سمجھانے کی ضرورت بیان کر کے بطور خلاصہ لکھتے ہیں:۔

سو یہ ہر خاص و عام کو چاہیے کہ اللہ و رسولؐ ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کریں سو سننا چاہیے کہ ایمان کے دو جزء ہیں۔ خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا اور خدا کو خدا سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسولؐ کو رسولؐ سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے۔

اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو شرک اور دوسری بات

کو اتباع سنت کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو بدعت کہتے ہیں۔ سو ہر کسی کو چاہیئے کہ توحید اور اتباع سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بچے کہ یہ دو چیزیں ایمان میں خلل ڈالتی ہیں، اور باقی گناہ ان سے پیچھے ہیں کہ وہ اعمال میں خلل ڈالتے ہیں اور چاہیئے کہ جو کوئی توحید و اتباع سنت میں بڑا کامل ہو اور شرک و بدعت سے بہت دور اور لوگوں کو اس کی صحبت سے یہ بات حاصل ہوتی ہو اسی کو اپنا پیر و استاذ سمجھے۔ (تقویۃ الایمان ص۴-۵)

ایمان کی حقیقت توحید و اتباعِ سنت کی اہمیت اور اس کے حصول کا طریقہ جتنے جامع آسان اور سادہ جملوں میں تقویۃ الایمان کے دو صفحات کے اندر لکھدیا ہے آج کے دور میں جبکہ اردو ترقی یافتہ زبان ہے بڑے سے بڑے اردو کے ادیب کے لیے بھی اتنے اختصار اور جامعیت کے ساتھ اتنے اہم مضمون کو بیان کرنا مشکل ہے، یہ اللہ کی خاص تائید سے ہی ممکن ہوتا ہے، عبارت کے آخر میں لکھتے ہیں: جو کوئی توحید و اتباع سنت میں بڑا کامل ہو اور شرک و بدعت سے بہت دور اور لوگوں کو اس کی صحبت سے یہ بات حاصل ہوتی ہو اسی کو اپنا پیر و استاذ سمجھے " شاید یہی جملے دین کے نام پر اپنا اُلو سیدھا کرنے والوں ظاہر پرست پیروں اور مفاد پرست مولویوں کو ناگوار گذرے ہیں، انہوں نے سوچا ہوگا حق پرست عالموں اور سچے بزرگوں ہی کو جب لوگ اپنا پیر و استاد سمجھنے لگیں گے جو گندم نما جو فروشوں کی تجارت سرد ہو جائے گی۔ ان کے دلوں میں عناد و حسد کی آگ بھڑکنے لگی اور صاف اور سچی توحید و اتباع سنت کی تعلیم کو گمراہی کہنے لگے کتاب کی سب سے بڑی اچھائی کور چشموں کو سب سے بڑی خامی دکھائی دینے لگی۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

تقویۃ الایمان میں جگہ جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک والہانہ انداز میں کیا گیا ہے، ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

یعنی سب انبیاء اور اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے تھے انہیں سے کعب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی۔ (تقویۃ الایمان ص۲۱)

آیت کی وضاحت میں یہ تمہید اس گہرے عشق و محبت پر گواہ ہے جو لکھنے والے مولانا شہیدؒ کے دل کو روشن کئے ہوئے ہے۔ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"ف، یعنی اللہ صاحب نے فرمایا سورۂ براۃ میں کہ اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے ہدایت اور سچا دین دیکر کہ اس کو غالب کرے سب دینوں پر اگرچہ مشرک لوگ برا مانیں (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۸)

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کوششیں جو دین کو غلبہ دلانے کے لئے ہو رہی تھیں مشرک لوگ انہیں برا مانتے تھے کچھ ایسا ہی معاملہ ہندوستان کے شرک نواز مولویوں کا ہے انہیں دین کو غلبہ دلانے کی تقویۃ الایمان کتاب کے ذریعہ سے کی جانے والی کوششیں ناگوار ہو رہی ہیں۔ کتاب کے آخر میں دعا میں لکھتے ہیں:

سو اے مالک ہمارے اپنے ایسے پیغمبر رحیم و کریم پر ہزاروں درود و سلام بھیج اور انہوں نے ہم جاہلوں کو جیسا دین سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی تو ہی اس کوشش کی قدردانی کر کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہیں محض بے مقدور سو جیسا تو نے اپنے فضل سے ہم کو شرک و توحید کے معنی خوب سمجھانے اور لا الٰہ الا اللہ کا مضمون خوب تعلیم کیا اور مشرک لوگوں میں سے نکال کر موحّد پاک مسلمان بنایا۔ اسی طرح اپنے فضل سے بدعت اور سنت کے معنی خوب سمجھا اور محمد رسول اللہ کا مضمون خوب تعلیم کر اور بدعتی مذہبوں میں سے نکال کر سنی پاک متبع سنت کا کر۔ آمین یا رب العالمین (تقویۃ الایمان صفحہ ۵۷)

شاہ شہیدؒ نے تقویۃ الایمان میں شرک و بدعت کی تردید کرتے ہوئے سخت لہجہ اور فاروقی انداز بیان اختیار کیا ہے پھر بھی کسی جگہ حدِ ادب سے باہر نہیں نکلے ہیں۔ کتاب کی ابتدا و انتہا اور درمیان کی چند عبارتیں آپ نے پڑھیں جن سے انکا مقصود ظاہر ہو گیا کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع کا پیغام پیش کر کے مسلمانوں کو خالص ایمان و اسلام کے دائرے میں لکھنا چاہتے ہیں۔ بحمد اللہ انہیں بڑی حد تک کامیابی ہوئی وہ اللہ والے ولی تھے۔ انہوں نے خاص طور پر اہل علم کے لئے منصب امامت تصنیف فرمائی جس میں انبیاء و اولیاء کے مقامات و فضائل و درجات

کا بیان ایسے والہانہ و دلکش طور پر بسط و تفصیل سے کیا ہے کہ پوری کتاب آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، مثال کے طور پر چند سطروں کا ترجمہ پیش کر رہا ہوں ولایت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ انبیا علیہم السلام کو روحانی معاملات اور انسانی کمالات میں دوسرے تمام لوگوں کی بہ نسبت اتنا بلند مقام حاصل ہے کہ وہ اللہ رب الارباب کے حضور خطاب کے قابل ہیں اور کتاب کے حامل غیبی اشاروں کو سمجھنے پر مامور ہیں اور شک و شبہ سے پاک یقینی بشارتوں سے مسرور ہیں عزت کے چمن میں پرورش پانے والے اور مکتب ربانی کے تربیت پائے ہوئے تعظیم کی مجلسوں میں سربلندی رکھنے والے ہیں اور تفہیم کی مجلسوں کے دانشمند ہیں احکام کے رازوں کا خزانہ رکھنے والے ہیں اور الہام کے انوار اترنے کا مقام ہیں، عالم سکوت کی تجلیات سے منور ہیں، عالم ناسوت کے خوارق کے ظہور سے تائید پائے ہوئے ہیں۔ یقینی اور حکمت کے نور سے مامور ہیں پرہیزگاری اور خوف خداوندی کے دریا میں غرق ہیں محبت و موالات کے کمالات سے موصوف ہیں مناجات کی لذت سے مدہوش۔ حب فی اللہ کے مقام میں ثابت قدم اور بغض فی اللہ کے میدان میں صاحب علم ہیں، خضوع کے بابوں میں ہوشیار ہیں، خشوع کے آداب میں انتہائی تجربہ کار ہیں خوف و رجا کی شدت میں سیماب کے مثل مضطرب ہیں، محو و فنا کی قوت سے اس شبنم کے مانند ہیں جو آفتاب کے سامنے ہو رب کریم کی تعظیم میں بہت ہی مؤدب ہیں، رضا و تسلیم کے مقابلہ میں بہت مہذب ہیں، تبتل و تدریج میں چست و چالاک ہیں اور توکل و تجرید میں پاک و صاف ہیں، علائق نفسانی ختم کرنے میں جرأت مند ہیں شیطانی وسوسوں کے قلعہ کو توڑنے والے ہیں، فطرت کی پاکی پر رہنے والے ہیں۔ رب العزت کی عبادت میں مشغول ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت کی آگ میں جلائے ہوئے ہیں اور غیر حق کو سر بسر جلائے ہوئے ہیں، زہد و قناعت میں بے بدل ہیں، صبر و استقامت میں ضرب المثل ہیں مشکلات مہمہ کے حاصل کرنے میں ممتاز ہیں اور حجت کے سرانجام کرنے میں بلند ہمت ہیں، عقل و علم کا سرچشمہ ہیں، عفو و بردباری کا معدن

ہیں۔ خلت و وفا کا مرکز ہیں، عفت و حیا کا مخزن ہیں، مخلوق پہ مہربان ہیں۔ کریم کے علائق کا لحاظ کرنے میں سب سے آگے ہیں، ہر گھر کے لئے برکت کا مہمان ہیں اور ہر پریشان حال کی معاونت میں رواں دواں ہیں، آفت رسیدہ کو نقصان سے بچانے میں سرگرم ہیں، سخاوت کے غم خوار ہیں فراخ دو صلگی کے گلستاں کی بہار ہیں ہمیشہ شجاعت کے شیر ہیں، میدان شہادت کے شہسوار ہیں، سرچشم دشمن نواز ہیں، اچھے اخلاق میں تمام کائنات سے ممتاز ہیں:" (منصب امامت ص۵۸)

اللہ کے پیغمبروں کی تعریف توصیف کا بیان جس بلند پروازی کے ساتھ مذکورہ عبارت میں حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی نے کیا ہے وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے ان کی خصوصی محبت وعقیدت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ انبیاء کی عظمت و رفعت بیان کرنے کا یہ سلیقہ سچی محبت کرنے والے مولانا شہیدؒ جیسے بزرگوں کو ہی نصیب ہوتا ہے، محبت کے خالی خولی نعرے لگانے والے یہ سعادت کہاں پاتے ہیں۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عقیدۂ تصرف

تقویۃ الایمان میں "اشراک فی التصرف" اور "اشراک فی العلم" سے بچنے کی نصیحت تفصیل سے کی گئی ہے اور شرک کی ان دونوں قسموں میں عمومی ابتلاء کے سبب انداز بیان میں انذار کا پہلو غالب رکھا گیا ہے جس پر اہل بدعت کو بہت ناگواری ہوتی ہے اور ان کے زیادہ تر الزامات انہیں دو عنوانوں سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تصرف اور علم غیب کے عقیدوں کی وضاحت کر دی جائے، اگرچہ "بریلوی فتنہ کا نیا روپ" اور بعض دوسری کتابوں میں ان عقائد کی تنقیح سنجیدگی سے دلائل اور براہین کے ساتھ ایسے دلنشیں انداز میں کر دی گئی ہے کہ انصاف پسند ذہنوں کے اطمینان کے لئے کافی ہے شرک نواز حلقہ حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس لئے یہاں پر بحث کی جا رہی ہے، مولانا اسماعیل شہیدؒ فرماتے ہیں:

"دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا جلانا روزی کی کشائش اور تنگی کرنا اور تندرست و بیمار کر دینا فتح و شکست دینی، اقبال و ادبار دینا، مرادیں پوری کرنی، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل سے دستگیری کرنی، برے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء و اولیاء کی پیر و شہید کی بھوت پریت کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں، یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے یا یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہو جاتا ہے۔" (تقویۃ الایمان ص۹)

بریلوی علماء کا کہنا ہے کہ مخلوق کے لئے عطائی تصرف ماننا شرک نہیں ہے زیرو زبر صـ۲۳۴ پر ہے "خلاصہ یہ کہ شاہ صاحب نے جس جس تصرف کو مخلوق کے لئے شرک قرار دیا ہے خدائی تصرف ہے۔ اور ہم انبیاء و اولیاء کے لئے جو تصرف مانتے ہیں وہ عطائی تصرف ہے۔

اور اس عطائی تصرف کو مان کر مخلوق کے لئے عبادت کے کام بھی جائز مان لئے ہیں بس مخلوق کو اِلٰہ و معبود نہ کہے پھر عبادت کے چاہے سب کام نذر و نیاز، چڑھاوا، طواف و سجدہ قربانی وغیرہ مخلوق کے لئے کرتا رہے شرک نہ ہوگا۔ زیرو زبر صـ۲۳۱ پر ہے "لہٰذا کہنے دیجئے کہ کسی مخلوق کو اپنا معبود سمجھ کر صرف نذر و نیاز، چڑھاوا اور طواف و سجدہ ہی نہیں بلکہ اس کے لئے تعظیم و عقیدت کا جو کام بھی کیا جائے گا وہ یقیناً شرک ہوگا اور کسی کے حق میں الوہیت کا عقیدہ رکھے بغیر کوئی بھی غیر واقعی اور غلط عقیدہ زیادہ سے زیادہ جھوٹ اور خلاف واقعہ کہلائے گا، شرک ہرگز نہیں کہا جائے گا۔

مخلوق کو بس اِلٰہ و معبود نہ کہے پھر اس کے حق میں چاہے جو واقعہ کے خلاف غلط عقیدہ رکھے اس کو روزی رساں، غیب داں، مختار کل، حاضر و ناظر، موت و زندگی دینے والا پانی برسانے والا، کھیتیاں اگانے والا پروردگار وغیرہ کسی بھی خدائی صفت رکھنے والا سمجھے چاہے جو عبادت اس کے لئے کرے بریلوی عالم ارشد القادری کی اوپر ذکر کی گئی عبارت کے اعتبار سے شرک ہرگز نہیں ہوگا اور شاہ شہیدؒ اور دوسرے تمام ہی علماء اہل سنت و جماعت کے نزدیک مخلوق میں خدائی صفت ماننا مخلوق کی کسی قسم کی عبادت کرنا شرک ہے اور اس شرک کو مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تشریف لاتے رہے ہیں، قرآن و حدیث و فقہ کی تشریحات پیش خدمت ہیں جن سے وہی عقیدہ ثابت ہوتا ہے جو علمائے حق نے اختیار کیا ہے اور بریلوی عقیدہ کی صاف تردید ہوتی ہے۔

ایک موحّد کا نقطۂ نظر

قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے شرک بہت بڑا ظلم ہے (سورہ لقمان) جو شرک کرے گا اس پر جنت کو اللہ نے حرام کر دیا۔ اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے (سورۂ مائدہ) شرک کرنے

والوں کے نیک عمل اکارت جاتے ہیں (سورۂ انعام) شرک کی ہرگز بخشش نہ ہوگی (سورہ ن ۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کر اگرچہ تو قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے۔ ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کسی کو اللہ جیسا ٹھہرائے حالانکہ اللہ ہی نے تجھ کو پیدا کیا، حدیث قدسی ہے کہ اللہ نے فرمایا اگر تو دنیا بھر کے گناہ لے کر مجھ سے ملے اور پھر تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں دنیا بھر کے برابر بخشش کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔ (مشکوٰۃ) قرآن و حدیث کی ان سخت وعیدوں کے پیش نظر ایک موحد کا نقطۂ نظر یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے کو شرک سے بھی بچائے اور شرک کے اشتباہ اور شک سے بھی دور رہے۔ بحمد اللہ تقویۃ الایمان اسی جذبہ کو بیدار کرتی ہے کہ بندہ کو کھلے اور چھپے ہر قسم کے شرک سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اس کے برخلاف بریلوی علماء شرکیہ عقیدوں اور عملوں کو درست قرار دینے کے لئے غلط تاویل وتلبیس کا سہارا لیتے ہیں۔ اس اجر عظیم کی جواب دہی خدا وحدہٗ لاشریک کی عدالت میں ایک دن ضرور کرنا ہوگی۔

یہود ونصاریٰ کا شرک

بریلوی عالم ارشد القادری کا یہ شرکیہ بیان آپ نے پڑھا کہ اللہ کو معبود والٰہ ماننے کے بعد کسی مخلوق کے لئے عبادت کا کوئی فعل طواف ونذر وغیرہ شرک نہیں کہا جائے گا بس الوہیت میں شریک ماننا ہی ان کے نزدیک شرک ہے، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں: اور سچ پوچھئے تو اثبات الشریک فی الالوہیت یعنی معبود ہونے میں کسی کو خدا کا شریک ماننے کے ذریعہ عقائد کی کتابوں میں شرک کی یہی تعریف کی گئی ہے۔" چند سطر بعد صاف لکھتے ہیں: "کسی کے حق میں الوہیت کا عقیدہ رکھے بغیر کوئی بھی غیر واقعی اور غلط عقیدہ زیادہ سے زیادہ جھوٹ اور خلاف واقعہ کہا جائے گا۔ شرک ہرگز نہیں کہا جائے گا۔ (زیر وزبر ص ۲۳۱) اور اس سے بھی بڑی شرک کی تائید بریلوی اعلیٰ حضرت نے کی ہے وہ لکھتے ہیں:۔

جو چیز اللہ کی قدرت میں ہے اسے غیر کے لئے بعطاء الٰہی ماننا کبھی شرک نہیں

ہو سکتا۔ (الامن والعلیٰ ص ۱۶)

نبی کی سب شانیں خدا کی شان ہیں تو خدا کی بعض شانیں ضرور نبی کی شان ہیں

(الامن والعلیٰ ص ۸۹)

مطلب یہ ہوا کہ تمام خدائی اختیار بھی اگر بعطاء الٰہی خدا کے غیر کے لئے مان لئے جائیں اور ایک ذاتی خدا اور ایک عطائی خدا مان لیا جائے پھر بھی شرک نہ ہوگا ایسے ہی بعض شانیں یعنی جانئیں اور صفتیں نبی میں ضرور ہوتی ہیں نبی کے اندر بعض خدائی صفات کا ہونا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت کے اس بیان سے یہودیوں اور عیسائیوں کا وہ شرک عین توحید بنجاتا ہے جس پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ قرآن مجید میں یہودیوں اور عیسائیوں کا شرک ان لفظوں میں بیان ہوا ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ الآیہ (سورہ توبہ)

ترجمہ: انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء و فقراء کو اور مسیح ابن مریم کو خدا ٹھہرایا ہے حالانکہ انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ ایک ہی خدا کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

حضرت عدی ابن حاتم جو پہلے عیسائی تھے پھر مسلمان ہو گئے تھے انہوں نے یہ آیت سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اہل کتاب نے اپنے عالموں اور بزرگوں کی عبادت تو کبھی نہیں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ عبادت تو کبھی نہیں کی مگر ان عالموں اور درویشوں نے بعض حرام چیزوں کو حلال کر دیا اور اہل کتاب نے ان کی بات مان لی اسی طرح انہوں نے بعض حلال چیزوں کو حرام کر دیا اور اہل کتاب نے اسے قبول کر لیا۔ (ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کے حرام اور حلال کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ

ہی کو ہے۔ اور اہل کتاب نے علماء و مشائخ میں اس خدائی اختیار کو مان کر شرک کیا تھا ان کے اس شرک کو قرآن مجید میں اللہ کے غیر کو رب ٹھہرانا کہا گیا ہے اور ان کے اس عقیدہ کو شرک قرار دیا ہے۔ اب بریلوی حضرات ہی فیصلہ کریں کہ قرآن مجید میں یہودیوں اور عیسائیوں کو شرک کرنے والا اس وجہ سے قرار دیا ہے کہ انہوں نے خدائی اختیار بندوں میں تسلیم کیا تھا ورنہ زبان سے وہ ایک اللہ ہی کو اپنا الٰہ و معبود بتاتے تھے۔

اہل کتاب کا دوسرا شرک یہ تھا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت عزیر علیہما السلام کے معجزات دیکھ کر انہیں خدا کا بیٹا سمجھ لیا تھا صاف الٰہ و معبود نہیں کہا تھا مگر قرآن مجید میں خدا کا بیٹا تسلیم کرنے کو الٰہ و معبود کے ماننے کے مترادف قرار دیا ہے۔

ان کا تیسرا شرک یہ تھا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے "ان لوگوں کا طریقہ یہ تھا جب ان میں کوئی مرد صالح مر جاتا تو اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے اور بزرگوں کی تصویریں نقش کر لیتے تھے یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہوں گے۔ (ترمذی)

اس تیسرے قسم کے شرک سے بچنے کی تاکید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ فرمائی ہے، کیونکہ اس قسم کے شرک میں مبتلا ہونے کا آپ کو خطرہ تھا، آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ کی لعنت ہو قبروں کی زیارت کرنے والیوں اور ان پر سجدہ کرنے والوں اور ان پر چراغ جلانے والوں پر۔ (ترمذی)

بزرگ پرستی سے قبر پرستی تک

امتوں اور ملتوں کی دائمی کمزوری اور پرانی بیماری یہ ہے کہ بزرگوں کی عقیدت و محبت کے نام پر وہ شرکیہ کاموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، پہلے مبالغہ آمیز القاب تراشتے ہیں پھر بزرگوں کے نشانات و مقامات کی تعظیم و تکریم شعائر اللہ جیسی کرنے لگتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ والوں کی قبروں کا طواف اور ان پر سجدے وغیرہ عبادت کے کام کرنے میں ثواب سمجھنے لگتے ہیں اور بزرگوں کی عقیدت میں غلو قبر پرستی تک اور بعض دفعہ بت پرستی تک پہنچا دیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنی امت کو شرک کی بیماری سے بچانے کے لئے آخری وقت قبر پرستی سے بچنے کی نصیحت فرمائی تھی جو پہلے گذر چکی ہے۔

افسوس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شرکیہ عقیدوں اور عملوں سے بچنے کی آخری وقت تک تاکید فرمائی تھی اس کے رواج دینے کے لئے بریلوی علما پوری کوشش کر رہے ہیں اور جو وفادار امتی توحید کا پیغام پیش کرتے ہیں ان کو مطعون کرکے یہودیت اور عیسائیت کی تقلید کرکے بریلی کے کافر گر رسوائی دشمنی کا پورا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

عرب کے مشرکوں کا شرک

عرب کے مشرک ایک اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک اور کائنات کا حقیقی منتظم مانتے تھے ان کا شرک یہ تھا کہ انہوں نے ایسے دیوی اور دیوتا مان رکھے تھے جن کو خدائی دربار کا مقرب سفارشی اور خدا کی عطا سے کائنات میں جزوی تصرف کرنے والا اور بعض معاملات کا انتظام کرنے والا یقین کر رکھا تھا۔ ثبوت کے لئے یہ قرآنی آیات پڑھئے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ

(سورۃ عنکبوت)

اور اگر تم ان مشرکوں سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔

آگے فرمایا گیا:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ

(سورۃ عنکبوت)

اور اگر تم ان مشرکوں سے پوچھو کس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔

اور سورۂ مومنین میں کتنی وضاحت سے ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ لِمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝

آپ کہئے (ان مشرکوں سے) کہ زمین اور جو مخلوق اس میں ہے وہ کس کی ملکیت ہے اگر تم جانتے ہو بتاؤ، وہ جلد کہیں گے کہ سب اللہ ہی کی ملکیت ہے۔ آپ فرمائیے کہ پھر تم کیوں نصیحت قبول نہیں کرتے، آپ ان سے کہئے کہ ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا رب کون ہے؟ کہدیں گے اللہ۔ آپ کہئے پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ آپ کہئے بتلاؤ کس کے ہاتھ (قبضہ) میں ہے ہر چیز کا اختیار اور وہ جس کو چاہے پناہ دے اور اس کی پکڑ سے کوئی نہیں بچایا جا سکتا اگر تم جانتے ہو بتاؤ؟ تو وہ جلد کہیں گے کہ سب کچھ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ آپ کہئے کہ پھر تم کہاں مبتلاء فریب ہو رہے ہو؟

اللہ تعالٰی نے فرمایا:

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ

(سورہ یونس)

اے پیغمبر آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے روزی پہنچاتا ہے یا بتلاؤ کون ہے جو تمہارے کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور کون ہے جو جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور کون ہے جو سارے کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ تو وہ یہی کہیں گے کہ ان سب کاموں کا کرنے والا اللہ ہے۔

ان آیتوں میں صراحت سے بتایا گیا ہے کہ عرب کے مشرک مانتے تھے کہ کائنات کا پیدا کرنے والا پانی برسانے والا، چاند سورج بنانے اور چمکانے والا، امور میں تصرف و تدبیر کرنے والا بس ایک اللہ تعالٰی ہے بلکہ قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دریا کا سفر کرتے ہوئے جب مشرکوں کی کشتیاں خطرے میں آجاتی تھیں اور تمام

سہارے ٹوٹ جاتے تھے اس وقت وہ لوگ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے اور اسی سے فریاد کرتے تھے۔

وَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ (سورۂ عنکبوت)

جب یہ مشرک کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اعتقاد کر کے اللہ کو پکارتے ہیں۔

وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ (سورۂ لقمان)

اور جب سمندر میں موجیں بادلوں کی طرح ان کو گھیر لیتی ہیں اس وقت اپنے اعتقاد کو خالص اللہ کیلئے کر کے اسی کو مدد کیلئے پکارتے ہیں

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ (بنی اسرائیل)

اے مشرکو! جب تم سمندر کی مصیبت میں پھنس جاتے ہو تو وہ تمہارے کارساز جن کو تم پکارا کرتے تھے گم ہو جاتے ہیں اس وقت تم بس اللہ ہی کو پکارتے ہو۔

قرآن مجید کے صاف اور روشن بیان سے یہ حقیقت کھلکر سامنے آجاتی ہے کہ عرب کے مشرک اللہ تعالیٰ کو مستقل مالک کارساز اور مختار کل سمجھتے تھے ان کا شرک یہ تھا کہ کچھ ہستیوں کو اللہ تعالٰے نے کائنات کے انتظام چلانے میں بعض اختیارات دے کر شریک کر لیا ہے، اسی وجہ سے ان ہستیوں کے نام پر بتوں کو رکھتے تھے اور ان کی عبادت و پرستش، نذر، منت، طواف، سجدہ و قربانی وغیرہ کو خدا کی نزدیکی حاصل ہونے کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے کہ:

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (سورۂ یونس)

اور عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا ایسوں کی جو نہ ضرر دے سکتے اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا گیا:

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ

اور جن لوگوں نے خدا کے سوا کارساز تجویز

مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى (سورہ زمر) کر رکھے ہیں اور کہتے ہیں ہم اس کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ ہم کو خدا کا مقرب اور نزدیکی بنادیں۔

مشرکوں کو یہ خیال تھا کہ ہم جن ہستیوں کے نام پر نذر و نیاز مانتے ہیں اور ان کی مختلف طریقے سے عبادت کرتے ہیں وہ ہمیں اللہ کا قرب عطا کر دیں گے وہ ہمیں اللہ کے دربار میں ہمارے وکیل اور سفارشی ہیں، عرب کے ان مشرکوں کے شرک کو قرآن مجید کی مخالفت کرتے ہوئے بریلوی علما نے جائز قرار دیا ہے، عقیدے کے اس نفاق اور توحید کے خلاف بغاوت کی سزا ضرور ملے گی کہ زبان سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم اللہ کو الٰہ اور معبود مانتے ہیں مگر عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کی صفات بندوں میں ماننا شرک نہیں ہے بلکہ اللہ تعالٰی کی بعض صفتوں کو بعض بندوں میں ماننے کو ضروری قرار دیتے ہیں یہ عقیدت کے نام پر دشمنی اور محبت کے نام پر غداری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توحید کی حفاظت کرنے اور شرک اور رسوم شرک سے بچنے کی تاکید فرماتے ہوئے دنیا سے رحلت فرمائیں اور یہ شرک نواز لوگ ایک ذاتی خدا کے علاوہ کروڑوں عطائی خدا مانتے ہوئے نہ شرمائیں جب عرب کے مشرکوں کے لئے قرآن مجید میں جہنم کی وعید ہے تو ان کی تقلید کرتے ہوئے کائنات کے انتظام میں دوسروں کو شریک مان کر ان کے لئے عبادت کے افعال درست قرار دینے والے اپنے کو عذاب سے کیسے بچا سکیں گے۔ معاذ اللہ ان اکون من المشرکین

بتوں کی حقیقت

مشرک لوگ جن پتھروں اور مورتیوں کی پوجا کرتے تھے ان کو کچھ بزرگوں اور روحانی ہستیوں کی طرف منسوب کرتے تھے بخاری شریف میں قوم نوح کے بتوں (وُدّ سُوَاع وغیرہ) کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت لکھی ہے کہ قوم نوح کے جو بت تھے وہ بعد کے عرب میں رواج پاگئے وُدّ کو دومۃ الجندل کے مقام پر بنو کلب نے نصب کر لیا اور سُوَاع کو قبیلہ ہذیل نے اختیار کر لیا اور یغوث کو قبیلہ مراد نے معبود بنالیا اور یعوق کو قبیلہ ہمدان نے اور نسر کو قبیلہ حمیر آل ذوالکلاع نے یہ سب قوم نوح کے نیک لوگوں کے نام تھے

جو وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان نیکوں کی قوم کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ جن جگہوں پر وہ نیک لوگ بیٹھتے تھے وہاں پر نشانات مقرر کر دو پھر ان جھنڈوں اور نشانوں کا نام بزرگوں کے نام پر رکھو قوم کے لوگوں نے ایسا ہی کیا اور ان نشانات کی عبادت نہیں کی جب دوسری نسلیں آئیں علم ختم ہو گیا جہالت پھیل گئی تو انہیں نشانات کی پوجا کی جانے لگی اور بت پرستی عام ہو گئی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بزرگ پرستی سے بت پرستی شروع ہوئی ہے اور لوگوں نے روحانی ہستیوں اور بزرگوں کے نام پر مورتیوں اور پتھروں کی عبادت کا رواج ڈالا ہے۔ اس سے یہ واضح ہو گیا کہ قرآن مجید کی آیتوں میں اللہ کے سوا جن ہستیوں کی عبادت پرستش پوجا پاٹ سے منع کیا گیا ہے ان سے صرف پتھر ہی مراد نہیں ہے یہ بعض بریلوی علماء کی جہالت ہے جو کہنے لگتے ہیں کہ قرآن مجید میں بے جان پتھروں سے دعا، واستمداد کو منع کیا گیا ہے بزرگوں کو خدائی کارخانہ میں تصرف کا حق ملا ہے ان سے دعا، واستمداد جائز ہے یہ عقیدہ سراسر مشرکانہ ہے مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی نے اسی قسم کے استدلال کرنے والوں کی تردید کرتے ہوئے ایک خط میں لکھا ہے:

اقول باللہ التوفیق ھذہ العبارۃ قد وقعت فی رسالتی رداً السوال العوام حیث یقولون الاستعانۃ والعبادۃ والسجدۃ انما ھی ممنوعۃ للاصنام لا للانبیاء الکرام والاولیا العظام فقلت الاستعانۃ الحقیقۃ لا تجوز عند العقل الا من الذی لہ اختیار فی تدبیر العالم وقد ثبت من النصوص القطعیۃ القرآنیۃ

میں توفیق الٰہی سے اس کا جواب دیتا ہوں سنئے میرے رسالہ میں یہ عبارت ان عام لوگوں کے سوال کی تردید پر واقع ہوئی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ صرف بتوں سے مدد مانگنا ان کی پوجا اور انہیں سجدہ کرنا منع ہے انبیاء اولیاء کے ساتھ یہ فعل جائز ہے میں یہ کہتا ہوں کہ حقیقی مدد اسی سے مانگنی چاہیئے جس کو دنیا کے تمام کاموں کا اختیار حاصل ہے اور قرآن مجید کی ظاہر آیتوں سے ثابت ہے

ان لا اختیار لغیر اللہ فلیس الانبیاء والاولیاء فی ھذا الامر الخاص اعنی استحقاق السجدۃ وانزال المطر واعطاء الاولاد علی الاصنام وجمیع الناس ترجیح اما قرب الانبیاء عند اللہ تعالیٰ و کمالاتھم ونضائلھم التی لا یصل دون سراقاتھا غیرھم نھو نسلم و ھو امر اٰخر لا دخل لہ فی الربوبیۃ والالوھیۃ انتھی

(تذکیر الاخوان صہ ۲۶۵)

کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو اختیار نہیں ہے پس اس خاص بات یعنی سجدہ کا مستحق ہونے پانی برسانے اولاد دینے میں انبیاء اولیاء کو بتوں اور دیگر لوگوں پر ترجیح نہیں ہو سکتی ہاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیا کا قرب ان کے کمالات اور ایسی فضیلتیں ہیں کہ اس رتبہ کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا اس کو ہم تسلیم کر سکتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے جس کو ربوبیت اور خدائی میں کچھ دخل نہیں۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب نے قرآن مجید میں صاف لفظوں میں یہ واضح کر دیا ہے کہ مشرک لوگ جاندار ہستیوں اور بزرگوں کی پرستش اور عبادت کرتے تھے پھر اس سے منع فرما دیا تاکہ مسلمانوں میں بزرگ پرستی کی بیماری پھیل کر انہیں شرک تک نہ پہنچا سکے افسوس کہ یہ قرآنی ہدایت ہوتے ہوئے بھی جاہلوں میں عملی طور پر بزرگ پرستی کا شرک پھیل گیا اور صد افسوس ہے ان جاہل بریلوی علماء پر جو قرآن مجید کے خلاف شرکیہ اعمال کی تائید کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمایا ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ (سورۃ اعراف)

بے شک تم اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہارے جیسے بندے ہیں۔

ایک جگہ فرمایا گیا:

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ (سورۃ کہف)

سو کیا پھر بھی ان کافروں کا خیال ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز قرار دیں۔

ان دو آیتوں میں بتایا گیا کہ کافر و مشرک جن کی عبادت کرتے ہیں وہ اللہ کے

بزرگ ہیں، عقل و نقل کا روشن فیصلہ یہ ہے کہ اللہ کے بندوں سے مراد جاندار مخلوق اور بزرگ ہستیاں ہیں جن کی نذر و منت کو مشرک لوگ اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں ایک جگہ فرمایا گیا:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ (بنی اسرائیل)

یہ لوگ کہ جن کو مشرک پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف ذریعہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب بندہ ہے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ مشرکوں کے معبود بے جان ہی نہ تھے بلکہ جاندار چیزوں جنات، فرشتوں اور بزرگوں کی بھی وہ عبادت کرتے تھے ویسے بھی قرآن مجید میں دون اللہ (اللہ کے علاوہ) کی عبادت سے منع کیا گیا ہے اللہ کے علاوہ ہر ایک کی عبادت و پرستش اور اللہ کے علاوہ سے استمداد و استعانت دعا، و فریاد رسی کو شرک بتایا گیا ہے چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان بڑی مخلوق ہو یا چھوٹی کسی کو خدائی اختیار حاصل نہیں ہے کائنات میں تصرف کا اختیار و قدرت کسی بندہ میں ماننا قرآن مجید کے اعتبار سے شرک ہے اس سے بچنا قرآن مجید پر ایمان لانے والے کے لئے فرض ہے یہ شیطانی فریب اور ابلیسی مغالطہ ہے کہ قرآن مجید میں بس بتوں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے کسی بزرگ میں خدائی تصرف ماننے سے نہیں روکا گیا اس فریب و مغالطہ کی تردید قرآن مجید کی واضح آیتیں کر رہی ہیں اب میں ایک نقشہ پیش کر رہا ہوں جس میں قرآنی عقائد اور بریلوی عقیدے آمنے سامنے ذکر کئے جا رہے ہیں جس سے بریلوی علماء کی قرآنی دشمنی دو اور دو چار کی طرح کھل کر سامنے آجائے گی۔

قرآنی عقیدے

(۱) اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ وَ مَانُنَزِّلُہٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر پ۱۴)

اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے پاس سب کے خزانے کے خزانے (بھرے پڑے) ہیں اور ہم اس چیز کو ایک متعین مقدار سے اتارتے ہیں۔

(۲) لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (شوریٰ)

اسی کے اختیار میں ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں جس کو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے کم دیتا ہے بے شک وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

(۳) وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (ھود)

اور زمین میں جتنے جاندار ہیں سب کی روزی اللہ کے ذمہ ہے۔

(۴) اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور)

اللہ زمین و آسمانوں کا نور ہے۔

(۵) اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ (زمر)

بریلوی عقیدے

بریلوی اعلیٰ حضرت کا یہ کہنا ہے:

بارگاہ الٰہی کا لینا دینا سارا کارخانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہے۔ (الامن والعلیٰ صہ۲۲)

کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضورؐ کے دربار سے کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی حضورؐ کی سرکار سے۔ (الامن والعلیٰ صہ۱۰۱)

وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا تمام جہاں میں کوئی ان کے حکم کا پھیرنے والا نہیں، صلی اللہ علیہ وسلم صہ۱۰۱

بندے بندوں کو رزق دیتے ہیں صہ۴۰

اولیا کرام بعد انتقال تمام عالم میں تصرف کرتے اور کاردبار جہاں کی تدبیر فرماتے ہیں۔ صہ۱۴۱

حضورؐ کارخانہ الٰہی کے مختار کل ہیں صہ۱۸۱

بریلوی امام احمد رضا خاں صاحب کا کہنا ہے کہ:

آفتاب طلوع نہیں ہوتا جب تک کہ ان کے نائب ان کے وارث ان کے فرزندان کے دل بند غوث الثقلین غوث الکونین

قرآنی عقیدے

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

(۶) وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (مائدہ ۷)

اور اللہ ہی کے لیے خاص ہے حکومت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

(۷) اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ہ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (یٰس ۵)

جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس کہدیتا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے تو اس کی ذات پاک ہے جس کے دستِ قدرت میں ہر چیز کا اختیار ہے اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

(۸) وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ

بریلوی عقیدے

حضور پر نور سیدنا و مولانا امام ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ پر سلام نہ کرے (الامن والعلیٰ صفحہ ۱۰۴)

(بریلوی حضرات ہی یہ بتا سکتے ہیں کہ بڑے پیرؒ سے پہلے سورج کیسے اور کیونکر نکلتا تھا (از مرتب)

حضرت بڑے پیرؒ کی تعریف کرتے ہوئے حدائق بخشش حصہ دوم ص ۲۷ پر لکھتے ہیں:

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم میں مدبر بھی ہے عبد القادر
بندۂ قادر کا ہے قادر بھی ہے عبد القادر
سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبد القادر

بریلوی مولوی امجد علی صاحب اولیاء کرام کی صفات میں لکھتے ہیں:

مسئلہ اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے وہ سیاہ و سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں۔ (بہار شریعت اول ص ۵۸)

مسئلہ: استمداد و استعانت محبوب ہے

قرآنی عقیدے

غَافِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا
لَهُمْ اَعْدَآءً وَّکَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ کٰفِرِیْنَ
(احقاف)

اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہے جو پکارے اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو روز قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور جب لوگوں کا حشر کیا جائے گا تو ان کی عبادت کے سبب وہ لوگ ان کے دشمن ہو جائیں گے۔

(۹) یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
(یٰسٓ)

مانگتے ہیں اسی سے وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں۔

(۱۰) یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ
اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ
(فاطر)

اے لوگو تم سب خدا کے محتاج ہو اور اللہ بے احتیاج ہے تعریف کیا گیا ہے۔

(۱۱) مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ

بریلوی عقیدے

یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ (ص ۷۹)

بریلوی مولوی حشمت علی صاحب کا کہنا ہے:

انہیں پاس سے یا دور سے پکارنا ان سے مشکلوں میں مدد چاہنا ان سے حاجتیں مانگنا جائز و روا ہے اور وہ اپنے پکارنے والے کی پکار سنتے، مشکلیں آسان، سختیاں دور کرتے حاجتیں روا فرماتے ہیں (شمع ہدایت ص ۶)

انبیاء و اولیاء وغیرہم محبوبان کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم کو وسیلہ و واسطہ جان کر نذر کرنا بھی جائز و مستحسن و مستحب ہے۔
(القلادۃ الطیبۃ المرصعۃ ص ۱۰)

تمام خلق خدا کی رضا چاہتی ہے اور خدا اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔ (شمع ہدایت ص ۲۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں اور جنتوں کی کنجیاں انہیں دیدیں دنیا والوں کو جو کچھ ملا اور ملے گا وہ سب انہیں کے ہاتھ سے

قرآنی عقیدے

وَلَا یُمْسِكُ لَهَا ۚ وَمَا یُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

(فاطر)

اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھولدے سو اس کو کوئی بند کرنیوالا نہیں اور جس کو بند کردے سو اس کے بعد اس کو کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۭ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ (شوریٰ)

(۱۲) آسمانوں اور زمین کی ملکیت اللہ ہی کی ہے اور جو چاہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جس کو چاہے بیٹے عطا کرتا ہے یا بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے بے شک وہ بڑا علم والا قادر ہے۔

(۱۳) قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ

بریلوی عقیدے

ملا اور ملے گا۔ (کتاب مذکور ص۲۵)

مولوی امجد علی صاحب لکھتے ہیں:

"ملکوت السمٰوٰت والارض حضور کے زیر فرمان جنت ونار کی کنجیاں دست اقدس میں دیدی گئیں، رزق وخیر اور ہر قسم کی عطا حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں دنیا وآخرت حضور کی عطا کا ایک حصہ ہے احکام شرعیہ حضور کے قبضہ میں کردیئے گئے جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کردیں اور جو فرض چاہیں معاف کردیں"

(بہار شریعت اول ص۲۲)

عقیدہ ۲۵: اللہ عزوجل نے حضور کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضورؐ کے نور سے تمام عالم منور فرمایا بایں معنی حضور ہر جگہ تشریف فرما ہیں۔ (حوالہ بالا)

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا اوتار اس عبارت میں بتایا ہے، اسی مضمون کو ایک شاعر نے اس طرح کہا ہے ؎

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر

قرآنی عقیدے

مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (آل عمران)

(۱۳) کہو اے اللہ سارے ملک کے مالک تو جس کو چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے حکومت چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے تو چاہے ذلت دے تمام بھلائیاں صرف تیرے قبضہ و اختیار میں ہیں بلاشک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ (البقرہ)

(۱۴) اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمہارا کوئی یار و مددگار بھی نہیں ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا:

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ (انعام)

(۱۵) اور اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچادے تو اس کو دور کرنے

بریلوی عقیدے

(از مرتب)

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے الامن والعلیٰ ص۴۳ پر قرآن مجید کی نسبت مجازی کو نسبت حقیقی سمجھ کر یا سمجھا کر لکھدیا "جبرئیل نے بیٹا دیا اور یہ کہ قرآن مجید سیدنا عیسیٰؑ کو جبرئیل بخش بتا رہا ہے آگے لکھتے ہیں: اللہ اللہ اب جبرئیل بیٹا دے رہے ہیں (جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کے پاس فرشتہ بھیج کر اپنا پیغام کہلایا تھا کہ ہم تمہیں بلا شوہر کے ہی لڑکا دیں گے مگر خانصاحب نے افتراء کیا کہ جبرئیل نے بیٹا دیا، معاذ اللہ من ھذا التاویل والتلبیس والتحریف)

الامن والعلیٰ ص۱۰۶ پر ہے:

حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں، دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں۔

بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے۔

(ص۱۰۲)

قرآنی عقیدے

والا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں اور اگر تم کو کوئی نفع پہنچا دے تو وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور وہی اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے اور وہی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا ہے۔

(۱۶) قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ (انعام)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔

(۱۷) قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ نَفْعًا وَّضَرًّا وَّلَا رَشَدًا الخ (الجن)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے لئے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔

آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو خدا سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ میں اس کے سوا کوئی پناہ پا سکتا ہوں لیکن خدا کی طرف سے تبلیغ اور اس کے پیغاموں کا پہونچانا میرا کام ہے۔

بریلوی عقیدے

وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے۔ صـ ۹۹

ملاجی ذرا انصاف کی کنجی سے دیدۂ عقل کے کواڑ کھول کر یہ کنجیاں دیکھئے جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ نے اپنے نائب اکبر خلیفۂ اعظم کو عطا فرمائی ہیں، خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں ہر شئی کی کنجیاں، صـ ۵۷

(اسی عقیدہ کو ایک شاعر نے کہا ہے ؎

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
لینا ہے ہمیں جو کچھ لے لیں گے محمد سے

قیامت میں کل اختیارات حضور کو ہیں" صـ ۵۲

شفاعت کا انکار اس عقیدہ سے ہوتا ہے کیونکہ صاحب اختیار کو شفاعت کرنے کی کیا حاجت ہے۔ (از مرتب)

مزارات اولیاء سے استمداد کے منکرین ملحد بیدین ہوئے۔ صـ ۱۴۱ (الامن والعلیٰ)

انصاف کیجیے

قرآن مجید کے صریح وصاف عقیدوں کے خلاف بریلوی علماء نے جو عقیدے گڑھ لیے ہیں کیا ان کی تردید کرنا ایمان کا تقاضہ اور توحید کا مطالبہ نہیں ہے؟ کیا صرف یہ کہہ دینا کافی ہے اور کیا خدائے علیم وخبیر کے سامنے یہ فریب چل سکتا ہے کہ خدا کے اندر ذاتی تصرف وقدرت اور خدا کے بندوں میں عطائی تصرف وقدرت کا عقیدہ رکھنا قرآنی تعلیم کے خلاف نہیں ہے، قرآن مجید میں ذاتی وعطائی کا فرق ایک جگہ بھی نہیں کیا گیا ہے، بلکہ جتنے حصر اور جتنی تاکید اور جتنی شدت سے اللہ تعالیٰ ہی کے مالک وخالق، رازق ومختار، مدبر وکارساز ہونے کو بار بار بیان کیا گیا ہے اور اللہ کے بغیر سے تصرف وقدرت کا انکار کیا گیا ہے اس کا مفہوم ہی یہ ہے اللہ تعالیٰ کی خدائی صفات کسی مخلوق میں کسی طور پر موجود نہیں ہیں، عرب کے مشرکوں اور یہودیوں، عیسائیوں اور اصنام پرستوں نے عطائی قدرت وتصرف واختیار کا عقیدہ اپنے معبودوں اور بزرگوں کے بارے میں اختیار کیا تھا اس کو شرک کہا گیا ہے ہر عقل والا یہ سمجھ سکتا ہے کہ خدا کی کوئی بھی ذاتی صفت کسی مخلوق میں ممکن ہی نہیں ہے جو چیز ہو ہی نہیں سکتی بار بار اس کی نفی وتردید کی حاجت ہی کیا تھی؟ قرآن مجید کی آیتوں سے ہر خالی الذہن انصاف پسند شخص یہی مطلب سمجھے گا کہ خدائی صفات عطائی طور پر بھی کسی مخلوق میں تسلیم کرنا شرک ہے، اللہ تعالیٰ نے کوئی اپنی صفت کسی مخلوق کو دے کر اپنی خدائی میں شریک نہیں بنایا ہے، ایک ذاتی خدا اور کروڑوں عطائی خدا ماننا اور بے شمار خداؤں کی بندگی کرنا بریلویوں کو مبارک ہو، ہم ایک خدا کے خالق ورازق، مالک السمٰوٰت والارض، عالم الغیب، قادر مطلق، مدبر الامور، مختار کائنات، متصرف، محی وممیت ہونے کا پختہ عقیدہ رکھتے ہیں اور ایک خدا سے استمداد واستغاثہ، دعا وفریاد رسی کافی سمجھتے ہیں، اسی کی مشکل کشائی پر توکل کرتے ہوئے اسی کو پکارتے ہیں، اسی کی دہائی دیتے ہیں یہی تعلیم ہم کو سید الاولین والآخرین، خاتم النبیین، امام المرسلین، فخر کائنات سرور موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صحابۂ کرام رضی

اور علماء و اولیاء امت کے واسطے سے پہونچا ہے یہی تمام پیغمبروں کی تعلیم تھی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، خدائی اختیار و تصرف، علم و قدرت کسی کو حاصل نہیں، بے شک انبیاء کرام دیگر مخلوق سے افضل ہیں اور ان سب سے افضل و اعلیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اسکے ساتھ وہ خدا تعالیٰ کے بندے ہیں خدا نہیں ہیں۔ ے

خدا جدا ہے، نبی جدا ہے غلط ہے دونوں کو ایک کہنا
حدیں شریعت کی ہیں مقرر، غلط ہے آگے حدوں سے بڑھنا

حدیث وفقہ وارشادات مشائخ کا بیان

حدیث شریف : عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کنت خلف رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومًا فقال یٰغلام احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ تجدہٗ تجاھک و اذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان یضروک بشئ لم یضروک الا بشئ قد کتبہ اللہ علیک رفعت الاقلام وجفت الصحف

رواہ احمد والترمذی (مشکوٰۃ باب التوکل)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپؐ نے فرمایا اے بیٹے اللہ کے حقوق کی حفاظت کر اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے گا، اللہ کے حقوق کی حفاظت کر تو اس کو اپنے سامنے پائے گا اور جب تو کچھ مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور جب تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہ اور یہ یقین کرلے کہ اگر سب لوگ تجھ کو ذرہ بھر بھی نفع پہنچانے کے لئے جمع ہو جائیں تو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے مگر وہی جو اللہ

نے تیرے لئے لکھدیا ہے اور اگر کچھ نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر وہی جو اللہ نے تجھ پر لکھدیا ہے قلم اٹھالئے گئے اور کاغذ خشک ہو گئے"

حضرت بڑے پیرؒ کی وضاحت

اس حدیث کو لکھ کر حضرت بڑے پیرؒ عبدالقادر جیلانی نے فتوح الغیب مقالہ ۴۲ میں لکھا ہے "پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا آئینہ اور اپنے جسم کا اندرونی اور بیرونی لباس بنائے اور اپنی ہر بات میں اسی کو پیش نظر رکھے اور اپنی تمام حرکات وسکنات میں اس پر عمل کرے تاکہ دنیا وآخرت میں سلامتی سے رہے اور اللہ کی رحمت سے عزت پائے"

اور مقالہ ۷ میں فرماتے ہیں "شرک صرف بت پرستی ہی کا نام نہیں بلکہ نفسانی خواہشات کا اتباع بھی شرک ہے اور یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے کہ تو اپنے رب عزوجل کے ساتھ اس کے علاوہ دنیا وآخرت میں کسی چیز کو اختیار کرے پس جو بھی کچھ اللہ عزوجل کے سوا ہے وہ اس کا غیر ہے اور جب تو اس کے غیر کی طرف مائل ہو تو تو نے اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کیا"

دوسری جگہ فرماتے ہیں: اپنی تمام حاجتیں اللہ کے سامنے پیش کرو اور تمام مخلوق سے منہ موڑ کر اس کے آگے جھک جاؤ اپنے دلوں کو غیر اللہ سے پاک رکھو اس کے سوا کسی سے نفع نقصان کی امید نہ رکھو (عربی سے ترجمہ)

مسلمانو! غور کرو بڑے پیر صاحبؒ اللہ کے سوا ہر ایک کو غیر خدا کہتے ہیں اور صرف خدا تعالےٰ کو حاجت روا بتلاتے ہیں مگر یہ اپنے کو قادری کہلانے والے شرک نواز محبوبان الٰہی کو غیر خدا ماننے کو تیار نہیں بلکہ بڑے پیرؒ تک کو مختار کل، مدبر کائنات، اور حاجت روا سمجھ کر انہیں پکارتے ہیں۔ یا للعجب ع

یاروں نے بت شکن کو بت گر بنا کے چھوڑا

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے مصنف ملا علی القاری حنفی کی وضاحت

(فاسئل اللہ) ای فاسئل اللہ وحدہٗ فان خزائن العطایا عندہٗ ولا یسئل غیرہٗ لان غیرہٗ غیر قادر علی العطاء والمنع دفع الضرر وجلب النفع فانھم لا یملکون لانفسھم نفعاً ولا ضراً ولا یملکون موتاً ولا حیاتاً ولا نشورا الخ (ان الامۃ) ای جمیع الخلق من الخاصۃ والعامۃ و الانبیاء والاولیاء وسائر الامۃ لواجتمعت علیٰ ان ینفعوک بشئ فی امر دینک ودنیاک لم ینفعوک ای لم یقدر وان ینفعوک (مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۱۹۱)

(فاسئل اللہ) یعنی ایک اللہ سے مانگ کیونکہ عطایا کے خزانے اسی کے پاس ہیں اس کے غیر سے نہیں مانگا جائے گا کیونکہ اس کے سوا کسی کو دینے، روکنے، نفع پہنچانے نقصان کرنے پر قدرت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی جانوں کے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت کے مالک ہیں نہ زندگی کے نہ مرنے کے بعد اٹھانے کے،

(ان الامۃ) یعنی تمام مخلوق عام وخاص، انبیاء واولیاء، اور سب لوگ اگر جمع ہو کر تجھے دنیا و آخرت میں کوئی نفع پہنچانا چاہیں نہیں پہنچا سکتے، یعنی تجھ کو نفع پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے۔

یہی ملا علی حنفی فتویٰ دیتے ہیں:

روضہ انور کے ارد گرد نہ گھومے کیونکہ طواف کعبہ کے لئے مخصوص ہے، انبیاء واولیاء کے مزارات کے گرد گھومنا حرام ہے اور جاہلوں کے فعل کا اعتبار نہیں اگر علماء ومشائخ کی صورت میں ہوں " (عربی سے ترجمہ شرح مناسک)

مفسرین کرام کی وضاحت

قرآن مجید میں ہے: اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ؕ یعنی آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب بڑے

مہربان خدا تعالےٰ کے سامنے عبد ہونے کی حالت میں آنے والے ہیں، عبد کے معنیٰ تفسیر معالم التنزیل میں تذلیل اور عاجز لکھے ہیں اور تفسیر مدارک میں بھی یہی معنیٰ تحریر ہیں تفسیر کبیر میں مطیع و خاشع (ماننے والے ڈرنے والے) عبد کے معنیٰ بتائے ہیں، امام راغب نے ضعیف و ذلیل لکھا ہے، قریب قریب سب تفسیروں میں یہی مطلب لیا گیا ہے کہ ہر مخلوق اللہ تعالےٰ کے سامنے عاجز و ضعیف اور فرمانبردار و خوف زدہ ہے۔

امام جعفر صادقؒ کا ارشاد

سورۂ اخلاص میں ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ جس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اس میں عدد کی شرکت نہیں ہے اور صمد (بے نیاز) ہے اس میں مرتبہ منصب آبرو کی شرکت کو ختم کر دیا گیا اور نسب کی شرکت کو یہ کہکر مٹا دیا کہ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ اولاد اور اس کا کوئی ہمسر نہیں کہکر ہر قسم کی شرکت کو ختم کر دیا امام جعفر صادق رح نے فرمایا ہے کہ صمد وہ ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو اور اس کے سب محتاج ہوں۔

علامہ سید احمد طحطاوی کا قول

در مختار کے حاشیہ پر لکھتے ہیں" جان تو کہ احکام شرعیہ کا بیان کرنا علماء پر واجب ہے اور اس میں کسی ولی کی تنقیص نہیں ہے جیسا کہ بعض ناواقف سمجھتے ہیں بلکہ اگر ولی زندہ ہوتے اس بیان سے خوش ہوتے اور ان سے اس بارے میں پوچھا جاتا تو حق جواب دیتے اور اپنی طرف اشر کرنے کی نسبت پر ناراض ہوتے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ (عیسیٰؑ بس ایک انعام یافتہ بندے ہیں) اس پر غور کرو"

(ترجمہ شیخ طحطاوی باب النذر لغیر اللہ)

امام فخر الدین رازیؒ کا فرمان

اللہ تعالےٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں حکم دیا ہے: قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ اس کی وضاحت میں امام رازیؒ نے

تفسیر کبیر میں لکھا ہے "کفار نے یہ کہا تھا اگر آپ رسول ہیں تو اللہ سے مطالبہ کیجئے ہمارے لئے دنیا کے فائدوں اور بھلائیوں میں کشادگی دے دیجائے اور اس کی خوشنا بختیوں کے دروازے ہم پر کھول دیئے جائیں تو اللہ تعالٰے نے فرمایا قُلْ لَّهُمْ اِنِّیْ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ فھو تعالٰی یُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ یَّشَآءُ وَیُذِلُّ مَنْ یَّشَآءُ بِیَدِهٖ الْخَیْرُ لَا بِیَدِیْ آپ ان سے کہدیجئے میں تم سے نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں وہ اللہ تعالٰی جس کو چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے اسی کے قبضہ میں تمام بھلائی ہے میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔

اور وَلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں وَ مَعْنَی الْكَلَامِ اَنَّ النافع والضار والمرشد والمغوی ھو اللہ وان احد من الخلق لا قدرۃ لہ علیہ اور معنی کلام کے یہ ہیں کہ نفع پہنچانے والا نقصان کا اختیار رکھنے والا، ہدایت دینے والا، ہدایت سے محروم کرنے والا وہ اللہ تعالٰے ہے اور بلاشک مخلوق میں سے کسی کو بھی اس پر کوئی قدرت نہیں ہے۔

(تفسیر کبیر)

علامہ شامیؒ کا فتویٰ

علامہ ابن عابدین شامیؒ اولیاء کرام کے مزارات پر چراغاں کرنے نذریں چڑھانے اور خدا کے غیر کے لئے نذر و منت کے حرام ہونے کی وجہیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالٰی واعتقد بذالک کفر اگر یہ خیال کیا کہ میت معاملات میں اللہ تعالٰے کے علاوہ صاحب تصرف ہے اور اس کا عقیدہ رکھا کفر کیا (فتاوی شامی جلد دوم ص۱۲۸) بحر الرائق میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

قاضی حمید الدین ناگوریؒ کا فیصلہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے فرمایا؛

بعض لوگ انبیاء واولیاء کو حاجتوں اور مصیبتوں کے وقت اس اعتقاد سے پکارتے ہیں کہ ان کی روحیں حاضر ہو جاتی ہیں ندا سنتی ہیں اور حاجتیں جانتی ہیں یہ شرک قبیح اور صریح جہالت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (توشیح)

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے ارشادات

بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ مالک اور مدبر تو خدا ہی ہے لیکن اپنے بعض بندوں کو بزرگی اور معبودیت کا خلعت پہنا دیتا ہے اور ان کو بعض امور کا اختیار دیتا ہے اور ان کی پرستش کرنے والوں کے حق میں ان کی سفارش قبول کرتا ہے جیسے کوئی شہنشاہ ہر ملک میں اپنی طرف سے بجز بڑے بڑے کاموں کے اس ملک کی پوری تدبیر اس کے سپرد کر دے پس ایسے شخص کے حق میں ان لوگوں کو بندگان خدا کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ تاکہ وہ کہیں اوروں کے برابر نہ ہو جائیں اپنے نام میں ان کی عبودیت ظاہر کرتے ہیں جیسے عبد المسیح اور عبد العزیٰ اور اس مرض میں یہود ونصاریٰ اور مشرکین مبتلا ہیں۔ اور آج کل اسلام میں بھی ایسے بعض غالی منافق موجود ہیں۔

(حجۃ اللہ البالغہ مترجم ص ۱۲۴)

اور میرے نزدیک حق بات یہ ہے کہ قبر اور اولیاء اللہ میں سے کسی کی عبادت گاہ اور کوہ طور سب کے سب ممنوع ہونے میں برابر ہیں" (ص ۲۸۰)

اور قبرستان میں نماز پڑھنے سے منع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ بتوں کی طرح سے علماء اور اولیاء کے قبور کی لئے پرستش شروع نہ کریں کیونکہ یہ شرک خفی ہے یا ان مقابر میں نماز پڑھنے کو زیادہ تقرب الی اللہ نہ سمجھنے لگیں اور یہ بھی شرک ہے۔

(ص ۴۸۳)

اور انہیں امور شرکیہ میں سے یہ ہے کہ مشرک اپنے اغراض کے لئے غیر خدا سے امداد طلب کیا کرتے تھے، بیمار کی شفا اور غریبوں کی تونگری ان سے طلب کیا کرتے تھے اور ان کے نام کی نذریں مان کر اپنی حاجات اور مقاصد کے حاصل کرنے کے

متوقع رہتے تھے اور ان کے برکات کی امید میں ان کے نام جپا کرتے تھے اسی واسطے خدا تعالیٰ نے لوگوں پر واجب کیا کہ یہ پڑھا کریں کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے یاوری کے خواہاں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو مت پکارو اور یہاں دعا کے معنی عبادت کے نہیں ہیں، جیسے بعض مفسروں کا قول ہے بلکہ استعانت کے ہیں خدا تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے کہ خدا ہی سے مدد طلب کرو تاکہ وہ حاجت پوری ہو جائے، جس میں تم مدد کے خواہاں ہو۔ (ص۱۲۶)

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے ارشادات

پاک روحوں سے مدد چاہنے کے معاملہ میں اس امت میں بہت ہی غلو اور زیادتی ہو چکی ہے اس امت کے جاہل اور عوام جو کچھ کرتے ہیں اور ہر کام میں جو بزرگوں کو مستقل مختار جانتے یہ بلاشبہ کھلا ہوا شرک ہے۔ (فتاویٰ عزیزی)

شرکیہ کاموں میں سے یہ ہے کہ جو لوگ ذکر میں دوسروں کو خدا تعالیٰ کے برابر کرتے ہیں اور خدا کے نام کی طرح تقرب کے طور پر دوسروں کا نام جپتے ہیں اور اسی میں سے ہے جو لوگ کہ نام رکھنے میں اپنے کو بندۂ فلاں اور عبد فلاں کہتے ہیں اس کو شرک فی التسمیہ کہتے ہیں۔ اور اسی میں سے ہے کہ نذر و منت اور قربانی میں دوسروں کو خدا کے برابر کرتے ہیں اور اسی میں سے ہے کہ بلا ٹالنے کے لئے دوسروں کو پکارتے ہیں اور نفع حاصل کرنے کے لئے دوسروں سے رجوع کرتے ہیں انہیں مستقل سمجھ کر یہ نہیں کہ صرف ان کو وسیلہ بناتے ہیں اور اسی میں سے ہے کہ لوگ دوسروں کے نام کو خدا کے نام کے ساتھ علم و قدرت کے عموم میں برابر بناتے ہیں۔ (تفسیر عزیزی)

دوسرے یہ کہ جو چیز خاص طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ سے بلا واسطہ ملتی ہے جیسے اولاد ملنا بارش ہونا عمر بڑھانا بیماری دور کرنا اور اس کے مثل چیزوں میں چاہے اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنے کی نیت ہو پھر بھی مخلوق سے طلب کرنا مطلق حرام بلکہ کفر ہے۔ اگر مسلمانوں میں سے کوئی اولیاء مذہب ہے چاہے زندہ ہوں یا مردہ اس قسم

کی مدد چاہے گا تو مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جائے گا۔ (فتاویٰ عزیزی)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا ارشاد

مسئلہ: مردہ یا زندہ اولیا کرام سے دعا کرنا اور انبیاء کرام سے دعا کرنا جائز نہیں ہے۔ مسئلہ: اولیاء معدوم کو موجود کرنے اور موجود کو معدوم کرنے پر قادر نہیں ہیں پس موجود یا معدوم کرنے رزق یا اولاد دینے بلا دور کرنا بیماری سے شفا دینے جیسے کاموں کی ان کی طرف نسبت کرنا کفر ہے۔ (ارشاد الطالبین)

مسئلہ: انبیاء اور اولیاء کی قبروں کی طرف سجدہ کرنا اور قبروں کے گرد چکر لگانا ان سے دعا مانگنا اور ان کے لئے نذر قبول کرنا حرام ہے بلکہ ان میں سے بعض چیزیں کفر تک پہنچاتی ہیں۔ (مالا بد منہ)

مسئلہ: جاہل لوگ کہتے ہیں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیئاً للہ جائز نہیں ہے شرک و کفر ہے اور اگر یہ کہے یا الٰہی بحرمت خواجہ شمس الدین پانی پتی میری حاجت پوری کر تو حرج نہیں۔

(ارشاد الطالبین)

خواجہ فریدالدین عطارؒ کا قول

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس
زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر
کیست در دنیا ازو گمراہ تر

ترجمہ: مصیبت میں کسی سے امداد مت چاہ اس لئے کہ خدا کے سوا کوئی فریاد رس نہیں ہے اے لڑکے جس نے خدا کے سوا کسی کو پکارا اس سے زیادہ گمراہ دنیا میں کون ہے۔ (پند نامہ)

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے ارشادات

بزرگوں کے نام پر جانوروں کو منسوب کرتے ہیں اور ان کی قبروں کے پاس لے جا کر جانوروں کو ذبح کرتے ہیں، روایات فقہیہ میں اس کام کو بھی شرک میں داخل کیا ہے اس معاملہ میں بہت زیادتی ہو رہا

ہے اور اس ذبیحہ کو جنات کے نام کے ذبیحوں میں شمار کیا ہے جس کی شریعت میں صریح ممانعت ہے اور شرک کے دائرہ میں داخل ہے اور اسی قسم میں سے عورتوں کے وہ روزے ہیں جن کو وہ پیروں اور بی بیوں کے نام پر رکھتی ہیں اور ان کے بہت سے نام اپنی طرف سے بنائے ہیں جن کے لئے اپنے روزوں میں نیت کرتی ہیں اور افطار کے وقت ہر روزے کا ایک مخصوص طریقہ متعین کر رکھا ہے، روزے کے دن بھی متعین کئے ہیں، مرادوں اور مقصدوں کو بھی ان روزوں سے متعلق کر رکھا ہے ان روزوں کے وسیلہ سے جن کے لئے روزے رکھے ہیں ان سے حاجت چاہتے ہیں اور حاجت روائی کی امید رکھتے ہیں یہ عبادت میں شرک ہے اور غیر خدا کی عبادت کے وسیلہ سے اپنی حاجت چاہنے کا ایک حیلہ ہے اور جب ان روزوں کی برائی بیان کی جاتی ہے تو کہتی ہیں کہ ہم ان روزوں کو خدا کے لئے رکھتے ہیں اور ان کا ثواب پیروں کو پہنچاتی ہیں اگر اس کہنے میں واقعی سچی ہیں تو روزوں کے لئے دنوں کا تعین کس لئے ہے اور افطار کے وقت متعین کھانا اور نامناسب ہیئت کی تخصیص کس لئے ہے

(مکتوبات ربانی جلد سوم ص۱۷)

حضرت بڑے پیرؒ کا دوسرا فرمان

ان الخلق عجز عدم لا هلاك بايديهم ولا ملك ولا غنى بايديهم ولا فقر ولا ضر بايديهم ولا نفع ولا ملك عندهم الا الله عز وجل لا قادر غيره ولا معطي ولا مانع ولا ضار ولا نافع ولا محيي ولا مميت غيره

(الفتح الربانی مجلس ۶۱)

بے شک تمام مخلوق عاجز اور معدم ہے نہ ان کے ہاتھوں میں ہلاک کرنا ہے اور نہ ملکیت ہے۔ اور نہ غنا ان کے ہاتھوں میں ہے، نہ فقر اور نہ نقصان ان کے ہاتھوں میں ہے نہ نفع۔ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں سوائے اللہ عزوجل کے نہ اس کے سوا کوئی قادر ہے اور اس کے سوا نہ کوئی دینے والا ہے اور نہ کوئی روکنے

والا ہے اور نہ کوئی نقصان پہنچانے والا ہے اور نہ کوئی نفع پہنچانے والا ہے اس کے سوا نہ کوئی زندگی دینے والا ہے نہ موت ۔

معجزاتی اور کراماتی تصرف دوسری چیز ہے

معجزہ اور کرامت اللہ کا فعل ہے

جو بندے سے ظاہر کرایا جاتا ہے بندے کے اپنے ارادے اور اختیار سے نہیں ہوتا ۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا :

مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (الرعد) — کسی پیغمبر سے نہیں ہوسکتا کہ وہ کوئی معجزہ لے آئیں مگر اللہ کی اجازت سے ۔

قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ (الانعام) — آپ کہد یجئے بس نشانیاں (معجزے) اللہ کے پاس ہیں یعنی اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں ۔

جب معجزہ اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہوتا تو کرامت جو معجزہ سے کم ہے خدا کے حکم کے بغیر کیسے ظاہر ہوسکتی ہے پھر معجزہ اور کرامت کی بنیاد پر کسی پیغمبر یا ولی کی نزدیکی حاصل کرنے کے لئے کسی طرح ان کی عبادت کا کوئی کام جائز نہیں ہوسکتا اور کسی پیغمبر کے معجزہ یا کسی ولی کی کرامت کو سامنے رکھ کر ان میں خدائی اختیار ثابت کرنا تصرف اور قدرت کا عقیدہ ان کے لئے رکھنا صریح جہالت ہے اور اس قسم کی گمراہی ہے جس میں عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کے معجزے دیکھ کر انہیں خدا کا بیٹا سمجھ کر ان کی عبادت کر کے مبتلا ہوئے تھے ۔ اللہ کے مقرب بندوں سے بطور کرامت کائنات میں کبھی کچھ تصرف کرادیا جائے ممکن ہے اس کا وقوع بھی ہوا ہو ۔ البتہ بزرگوں کے کشف اور باطنی مشاہدہ سے جو امر ثابت ہو اگر اصول شریعت سے نہ ٹکرائے اسے قبول کرلینا حسن ظن کا تقاضہ ہے اس قسم کے کراماتی تصرف کی بنیاد پر جو حقیقت میں اللہ تعالٰے ہی کے ارادہ و اختیار سے ہوتا ہے ، بزرگوں سے امداد و استغاثہ جائز نہیں ہے قرآنی تعلیم کے قطعی خلاف ہے ۔ ارشد القادری صاحب نے "زلزلہ" اور "زیر و زبر" میں بزرگان دین کے جتنے واقعات نقل کئے ہیں وہ سب کرامت کی قسم سے ہیں ان سے

کرامت والا تصرف ہوا ہے جو خداوندی اذن اور ارادہ کے تابع ہے اپنے اختیار اپنی قدرت اپنی مرضی و منشا سے کوئی بزرگ کچھ نہیں کرسکتا، سب فیصلۂ الٰہی کے فرماں بردار ہیں، اصحاب خدمت اور اصحاب نصرت اور غوث و قطب، ابدال و مجذوب وغیرہ خاص تصرف کی اصطلاحات ہیں۔ قرآن و حدیث و فقہ کی روشنی میں مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے ان کی برکت سے بلائیں دور کر دیتا ہے اسی دعا کی قبولیت اور برکت کے توسل کو مجازی طور پر بعض بزرگوں نے تصرف کہدیا ہے۔ اور مستجاب الدعوات بندوں کو اصحاب خدمت کہدیا ہے ان اصطلاحات تصوف کا یہ مطلب لینا کہ وہ سیاہ و سفید کے مالک ہیں کائنات کے انتظام میں دخل رکھتے ہیں قطعی غلط اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ کسی بزرگ کی دعا اور برکت سے کسی کا کام اللہ تعالیٰ بنا دے یہ اسی خدائے واحد کا کرم ہے وہی عبادت و پرستش کا حقدار ہے کسی بزرگ کے مزار پر بھی اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ دعا قبول کر لیتا ہے بیمار کو شفا دے دیتا ہے اس میں بھی بزرگ کے تصرف و قدرت کا دخل نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کا اعزاز بڑھانے کے لئے ان کی برکت سے فائدہ پہنچا دیتا ہے برکت کے حصول کے واقعات سے قرآن مجید میں بیان کئے ہوئے عقیدوں کو جھٹلانا فریب ہے منصوص شریعت میں تاویل کے بجائے بزرگوں کے اقوال میں تاویل کر لینا حسن ظن کے مناسب ہے اسی طرح امور عادیہ میں ایکدوسرے سے مدد چاہنے کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ بیمار تیماردار سے، حاکم محکوم سے، شوہر بیوی سے، استاد شاگرد سے، بڑا چھوٹے سے خدمت لیتا ہے ان کی ضرورتیں پوری کرتا ہے یہ خدائی انتظام ہے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی چیزوں سے اور آپس میں ایکدوسرے سے اس قسم کی مدد لینے اور مدد دینے کی عارضی طاقت بخشی ہے اور عادت و فطرت مقرر فرما دی ہے کوئی اگر اس قسم کی امداد کو امور غیر عادیہ میں استمداد و استغاثہ کے لئے دلیل بناتا ہے ایسا شخص مغالطہ دینے والا اور غلط بحث کرنے والا قرار دیا جائے گا۔

بحمد اللہ عقیدہ و تصرف کا بیان اتنی تفصیل سے ہو گیا ہے کہ بریلویوں کے شرکیہ

عقائد کی قباحت و شنعت کھلکر سامنے آگئی ہے اب عقیدۂ علم غیب پر بحث شروع ہورہی ہے۔ استعین باللہ القادر المتصرف المدبر العلیم الخبیر

عقیدہ علم غیب

قرآن مجید کی آیتوں اور بہت سی صحیح حدیثوں میں فقہاء کرام کے کلام میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ علم غیب اللہ تعالٰی کی خاص صفت ہے وہی عالم الغیب والشہادۃ ہے اس کے سوا کسی کو علم غیب حاصل نہیں ہے۔ البتہ مخلوق کو غیبی خبروں پر اطلاع بعض ذریعوں سے ہوجاتی ہے غیب پر اطلاع یابی کو غیب دانی، علم غیب کا حصول، عالم الغیب ہونا نہیں کہا جا سکتا عقیدۂ علم غیب کے سلسلہ میں مولانا اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی وغیرہ علماء حق نے شریعت کے عین مطابق لکھا ہے۔ بریلوی علماء نے عقیدۂ علم غیب میں بھی قرآن وحدیث اور فقہ کی مخالفت کی ہے جیساکہ مندرجہ ذیل نقشہ سے ظاہر ہے۔

قرآنی عقیدے	بریلوی عقیدے
اللہ تبارک وتعالٰی نے علم غیب کو اپنی مخصوص صفت تبلایا ہے، ارشاد ہوتا ہے (۱) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (سورۂ انعام) اللہ کے ہی پاس تمام غیب کی کنجیاں ہیں اس کے سوا انہیں کوئی نہیں	بریلوی اعلٰی حضرت کہتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم واقف ہیں تمام ماکان ومایکون سے وقائع گزشتہ اور آئندہ کی آپ کو خبر ہے۔ (الملفوظ چہارم ص۳) لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ان کے غلام اولیا کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ

قرآنی عقیدے

جانتا۔

اس آیت میں تقدیم ظرف کی بناپر حصر کا فائدہ تھا ہی مگر اس کے بعد لایعلمہا الا ہو فرماکر اور بھی زوردار مؤکد و مستحکم کردیا مطلب یہ ہے خزانۂ غیب کی کنجیاں اس کے قبضہ میں ہیں اور وہی ان کا مالک ہے کسی دوسرے کو خزانہ کا پتہ تو کیا ہوگا جبکہ کنجیوں تک کا علم نہیں اور جب یہ کنجیاں کسی کے حوالہ نہیں کی گئی ہیں تو یہ عقیدہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر تھا۔

(۲) قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ (النمل)

ترجمہ: اے پیغمبر آپ کہدیجیے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اس میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے

(۳) وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ (ھود)

اور آسمانوں اور زمین کے

بریلوی عقیدے

تک ہوتا ہے پھر صحابہ کی شان کا پوچھنا کیا (الملفوظ چہارم ص۶۵)

اظہار غیب تو اولیاء کرام قدست اسرارہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام ہم پر بھی (الامن والعلی ص۱۹۱)

ایک ایک گھڑی کے حال کی حضور غوث اعظم کو خبر ہونا ہر شقی و سعید کو ان پر پیش کیا جانا، لوح محفوظ کا ان کے پیش نظر ہونا۔ (الامن والعلی ص۱۰۵)

مولوی امجد علی کا کہنا ہے زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول ص۱۴)

علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت کو ماکان و مایکون اور تمام لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں۔ (بہار شریعت اول ص۔ اولیا کا بیان)

مولوی حشمت علی کہتے ہیں" اللہ تعالے نے بیشک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا، ملکوت السموٰت والارض کا انہیں شاہد بنایا دریاؤں کا کوئی قطرہ

غیب کا علم اللہ ہی کو ہے اور سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

۴) وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ (الاعراف)

اور اگر میں غیب داں ہوتا تو بکثرت بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کوئی نقصان نہ پہنچتا۔

ریگستانوں کا کوئی ذرہ پہاڑوں کا کوئی ریزہ سبزہ زاروں کا کوئی پتہ ایسا نہیں جو حضور عالم ماکان و مایکون کے علم میں نہ آیا ہو۔ (القلادۃ الطیب ص۶۵)

بعض کو ان میں گزشتہ و آئندہ تمام حال بتا دیا جاتا ہے اور لوح محفوظ پر اطلاع دیجاتی ہے۔

(شمع ہدایت چہارم ص۷۵ اولیا کا بیان)

احادیث سے ثبوت

۱۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چند بچیاں اشعار پڑھ رہی تھیں ان میں سے ایک بولی ہم میں ایک ایسے نبی ہیں جو جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا حضور ص سن رہے تھے آپ ص نے فرمایا ایسا مت کہو بلکہ جو پہلے کہہ رہی تھیں وہی کہو۔ (رواہ البخاری)

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو تم سے کہے کہ حضور جانتے تھے کہ قیامت کب ہوگی یا پانی کب برسے گا یا مادہ کے پیٹ میں کیا ہے یا کل کیا ہوگا یا آدمی کہاں مرے گا، وہ بڑا جھوٹا ہے۔ (بخاری)

۳۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ چند لوگ آپ میرے ساتھ کر دیں جو میری قوم کو دین کی تبلیغ کریں گے اگر وہ مسلمان ہو گئے تو میں بھی ہو جاؤں گا آپ ص نے ستر قرآن کے حافظ و قاری اس کے ساتھ کر دیئے راستے میں وہ سب کے سب غداری اور بیوفائی سے شہید کر ڈالے گئے جس پر آپ کو بہت رنج و ملال ہوا، رحمۃ للعالمین ہوتے ہوئے ایک مہینہ تک قاتلوں پر صبح کی نماز میں بد دعا کرتے رہے۔ (یہ بیر معونہ کا مشہور واقعہ ہے)

۴۔ ایک مرتبہ کافروں نے یہودیوں کے کہنے سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سے اصحاب کہف اور ذوالقرنین اور روح کا بیان دریافت کیا آپؐ نے فرمایا میں کل بتادوں گا، اس پر اٹھارہ روز تک وحی نازل نہ ہوئی اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی، وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ یعنی ہرگز بغیر انشاء اللہ کہے یہ مت کہا کرو کہ میں یہ کام کل کروں گا اور جب حضورؐ نے جبرئیل امین سے فرمایا تم نے بہت انتظار کرایا اتنی تاخیر سے آئے تو انہوں نے جواب دیا وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ یعنی ہم آپ کے رب کے حکم بغیر نہیں اتر سکتے (ابواب المنقول) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا اور غیب کی بات معلوم کرنا آپؐ کے اختیار میں ہوتا تو آپؐ اتنا انتظار نہ کرتے۔

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں جن کی گود میں حضورؐ کی روح نے پرواز کیا تھا لَقَدْ دَعَا بِالطَّشْتِ لِیَبُوْلَ فِیْهَا فَانْخَنَثَتْ نَفْسُهٗ وَمَا اَشْعُرُ یعنی آپؐ نے پیشاب کرنے کے لئے برتن منگوایا اس سے پہلے کہ وہ برتن لایا جائے آپؐ کی روح پرواز کرگئی اور مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ آپ کا انتقال ہوگیا (بخاری ونسائی) اگر حضورؐ کو ذرہ ذرہ کا علم ہوتا تو پہلے سے آپؐ کو معلوم ہوتا کہ اب دنیا میں پیشاب کی حاجت پورا کرنے کا آپؐ کو موقعہ نہیں ملے گا تو پھر آپؐ برتن منگوانے کا کام ہرگز نہ کرتے۔

۶۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوفات میں مبتلا ہوئے بخار کی تیزی کی وجہ سے آپؐ پر غشی طاری ہونے لگی، اس دوران نماز عشاء کا وقت آگیا آپؐ نماز کے لئے مسجد میں جانا چاہتے تھے لیکن جب اٹھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو بے ہوش ہوجاتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آتا ہے تو سب سے پہلے یہی پوچھتے ہیں کیا تم لوگوں نے نماز پڑھ لی جواب دیا جاتا ہے نہیں حضور ابھی تو نہیں پڑھی لوگ آپؐ کا انتظار کررہے ہیں، تین دفعہ آپؐ نے یہی ارادہ فرمایا اور ہر دفعہ آپؐ پر غشی طاری ہوتی رہی تو آپؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس خبر بھیجی کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں، انہوں نے نماز پڑھائی۔ (مسلم)

اگر حضورؐ کو تمام باتوں کا علم ہوتا تو اپنی غشی اور نماز نہ پڑھا سکنے کا بھی علم ہوتا تو پھر بار بار نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں جانے کی آپؐ کوشش کیوں فرماتے۔ پہلے ہی حضرت ابو بکر کو خبر کر دیتے کہ آپ نماز پڑھا دیں میں مسجد نہیں جا سکوں گا۔

بعض بریلوی مولوی یہ کہنے لگتے ہیں کہ آخری وقت میں حضورؐ کو تمام علم غیب دیدیا گیا تھا، یہ دونوں واقعات اس دعوے کے جھوٹے ہونے کو صاف طور پر ظاہر کر رہے ہیں، حدیث شریف میں میدان حشر میں گذرنے والی ایک جماعت کے حالات سے حضورؐ کے واقف نہ ہونے کا ذکر موجود ہے اور شفاعتِ کبریٰ کے وقت سجدے میں ایسے کلمات حمد کہنے کی خبر آئی ہے جن کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے اسی وقت سکھائے جائیں گے۔ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ کو علم کلی دیئے جانے کا دعویٰ حدیثوں کے خلاف ہے، قرآن و حدیث کے سیکڑوں بیانات میں سے چند ذکر کئے گئے انہیں بیانات کی وجہ سے فقہاء کرام نے یہ فتوے دیئے ہیں کہ جو شخص مخلوق میں علم غیب موجود ہونے کا عقیدہ رکھے وہ کفر کرتا ہے فقہاء کا کلام نقل کرنے سے پہلے میں یہاں پر ایک تنبیہ ضروری سمجھتا ہوں۔

ایک ضروری تنبیہ

ہمارا ایمان ہے اور پختہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سب سے زیادہ علم اور سب سے زیادہ غیبی خبروں پر اطلاع یابی سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا ہے۔ شان رسالت وعظمت نبوت کے لئے جتنے علوم کی ضرورت تھی وہ سب پیغمبروں کو عطا فرما دیئے، یہاں پر ہمارا مقصود علم غیب پر بحث کرنے سے یہ ہے کہ اہل بدعت کے اس عقیدے کی تردید کی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ضروری وغیر ضروری ہر قسم کے غیبی علوم ذرے ذرے کی غیبی خبر پیغمبر اور بزرگوں کو مستقل اور کلی طور پر عطا کر دی ہے اگر کوئی شخص ہماری طرف کوئی بات منسوب کرے گا تو یہ اس کی شیطنت اور خباثت ہوگی، اللہ تعالےٰ کے بعد سب سے زیادہ افضل واعلیٰ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فقہائے امت کے فتاویٰ

علامہ سید محمد آلوسی مفتی بغداد فرماتے ہیں:

میں کسی کہنے والے کے اس قول کو اچھا نہیں سمجھتا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام علم غیب رکھتے تھے اور اس کو اچھا جانتا ہوں کہ اس کے بجائے یوں کہا جائے کہ آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب پر اطلاع دی یا غیب کی باتیں بتائیں یا اس کے مثل" (روح المعانی)

۲. فتاویٰ قاضی خاں جلد ۴ صـ۴۲۹ پر ہے۔ وَمَنْ اَدّعیٰ عِلْمَ الْغَیْبِ کَانَ کَافِرًا جو شخص علم غیب کا دعویٰ کرے کافر ہے اور صـ۲۶۰ پر لکھتے ہیں رَجُلٌ تَزَوَّجَ بِغَیْرِشُھُوْدٍ الخ یعنی کسی آدمی نے بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور مرد وعورت نے یہ کہا کہ خدا و پیغمبر کو ہم نے گواہ بنایا ایسا شخص کافر ہوگیا اس کی وجہ آگے لکھتے ہیں؛ لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب فی الحیاۃ فکیف بعد الممات۔ یعنی وہ اس لئے کافر ہوا کہ یہ عقیدہ رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے حالانکہ وہ زندگی میں غیب داں نہیں تھے تو انتقال کے بعد کیسے ہو جائیں گے۔ (بحر الرائق وغیرہ میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح اسی دلیل کے ساتھ لکھا ہے۔

۳. امام اعظم ابوحنیفہؒ کی مشہور تالیف فقہ اکبر کی شرح میں ملا علی قاری حنفی نے لکھا ہے: ثم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمھم اللہ احیانا وذکر الحنیفۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ (شرح فقہ اکبری صـ۱۸۴)

پھر جان لو کہ انبیاء کو غیبوں کا علم نہیں ہے مگر جتنا اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً انہیں بتلا دیا، حنفی علماء نے یہ عقیدہ رکھنے والے پر کہ نبی علیہ الصلوٰۃ و

السلام علم غیب رکھتے ہیں صراحت کے ساتھ کفر کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے خلاف ہے، قُلْ لَّا یَعْلَمُ الخ یعنی کہدو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

۴۔ تمام دینی عربی مدارس میں پڑھائی جانے والی کتاب شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے: وَبالجملة العلم بالغيب امر تفرد به الله تعالى لا سبيل اليه للعباد الا باعلام منه او الهام حاصل کلام یہ کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے بندوں کی وہاں تک رسائی نہیں مگر اللہ تعالیٰ ہی کے تبلانے یا الہام کے ذریعہ۔

۵۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری نے انما انا بشرٌ کی وضاحت میں لکھا ہے کہ یہ اس شخص کی تردید میں ہے کہ جس کا گمان یہ ہے کہ رسولؐ کل غیب جانتے ہیں یہاں تک کہ ان پر کسی مظلوم کی حالت پوشیدہ نہیں ہے۔

۶۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا "غیب نام اس چیز کا ہے جو ظاہر و باطن حالتوں کے دریافت سے باہر ہو ان سے مستحضر نہ ہو سکے کہ اسے مشاہدہ سے دریافت کر لیا جائے، نیز اس کے اسباب و علامات بھی عقل و فکر و نظر میں نہیں آسکتے کہ وہ استدلال سے حاصل ہو سکے۔ (ترجمہ فتح العزیز پارہ ۲۹ صہ۱۶۲)

۷۔ مولانا شاہ اسحٰق محدث دہلویؒ نے مأۃ مسائل کے چوبیسویں سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر خدا کے غیر کو اس اعتقاد سے پکارے کہ جب میں انہیں پکارتا ہوں وہ سنتے ہیں سو اس قسم کی پکار خدا کے غیر کو شرک و کفر کا سبب ہے۔ قرآنی آیات و احادیث نبویؐ اور فقہی روایتیں یہی ثابت کرتی ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ: من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر یعنی جو شخص کہے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہیں اور ہمارے حال سے واقف ہیں اس نے کفر کیا۔

۸۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے قرآن و حدیث و فقہ کی اس قسم کی روشن دلیلوں کے پیش نظر یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ اولیاء کو علم غیب نہیں ہوتا ہے مگر بطور خرق عادت

(کرامت) کشف یا الہام کے ذریعہ انہیں بعض غیبی خبریں دی ہیں اور اولیاء کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ (ارشاد الطالبین)

ان بیانات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو علم غیب تو نہیں مگر ہاں جس وقت اور جتنی غیبی خبریں اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے اپنے کسی مقبول بندے کو تبلانا چاہتا ہے تبلا دیتا ہے اسی کے مطابق بہشتی زیور، تقویۃ الایمان فتاوی رشیدیہ، امداد الفتاوی وغیرہ میں بھی تحریر ہے۔

من شاء فلیراجع

تصویر کا دوسرا رخ

بریلوی علامہ ارشد القادری نے زلزلہ اور زیر وزبر میں تقویۃ الایمان کی پوری عبارت نقل کی مگر یہ خاص جملہ چھوڑ دیا: یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صفحہ ۵۰ کی پوری عبارت چھوڑ دی۔ اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات میں کہے کہ اللہ رسول ہی جانے یا فلانی بات میں اللہ رسول کا یہ حکم ہے کیونکہ دین کی سب باتیں اللہ نے اپنے رسول کو بتا دی ہیں اور سب بندوں کو اپنے رسول کی فرمانبرداری کا حکم کر دیا۔ شاہ صاحب نے کتنا صاف صاف لکھا ہے کہ دین کی سب باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی گئیں مگر قادری صاحب نے اس عبارت سے آنکھیں بند کر لیں یا تعصب کی اندھی سرشت نے ان کو نابینا کر دیا جو یہ عبارت دکھائی نہیں دی۔ فتاوی رشیدیہ کے بھی بیچ کے اہم جملے چھوڑ گئے ہیں یہ خیانت تصویر کے پہلے رخ میں کی ہے اور اپنی تصویر کے دوسرے رخ میں کشف وکرامت والہام کے وہ واقعات جو بزرگان دیوبند کے بارے میں نقل کئے گئے ہیں لکھ کر ان واقعات کو قرآن وحدیث وفقہ کی تشریحات کے خلاف تبلایا ہے گمراہی کی حد ہو گئی کہ نہیں سوچا کہ اگر کوئی واقعہ ظاہر میں عقائد کے خلاف نظر آئے تو اس واقعہ کے نقل کرنے والے کی غلطی سمجھی جائے گی نہ کہ قرآن وحدیث کو رد کر دیا جائے گا ہم حق پرست اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ علماء ومشائخ معصوم نہیں ہیں، یہ عصمت انبیاء علیہم السلام کی امتیازی صفت

ہے اس لئے ہم پر کسی واقعہ سے کوئی الزام قائم نہیں ہو سکتا اسی کے ساتھ یہ حقیقت بھی ہے کہ بزرگان دیوبند کے نقل کئے جانے والے واقعات کشف وکرامت اور الہام کی قسم سے ہیں ان کا خدائی تصرف اور خدائی علم غیب سے کوئی تعلق نہیں، علم غیب اور کشف کو ایک سمجھنا وحی اور الہام کو ایک قرار دینا کرامت کو ولی کا فعل سمجھنا جزوی غیر اختیاری تصرفات کو کل اختیاری تصرفات کے ہم پلہ ثابت کرنا تلبیس وتحریف اور کھلی ہوئی جہالت ہے۔ ہر ہر واقعہ پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بجائے یہ اصول اور بنیادی جواب ہر انصاف پسند کے لئے کافی ہے کہ قرآن وحدیث وفقہ سے ثابت ہونے والے عقیدے ہی تسلیم کئے جائیں اور بدنیتی سے کسی بزرگ کے کسی واقعہ سے غلط استدلال کرنے والے کے منہ پر اس کی تلبیسی حرکت ماردی جائے گی۔ ؎

ع ما خدا داریم مارا ناخدا در کار نیست

بریلوی علماء کے پریشان خیالات

بریلوی علماء نے قرآن وحدیث وفقہ کے خلاف عقیدے گڑھنے میں جس پریشان خیالی کا مضحکہ خیز رویہ اختیار کیا ہے وہ عقیدۂ علم غیب میں بھی نظر آتا ہے۔ اس سلسلہ میں کوئی ان کا ایک مسلک اور ایک خیال متعین نہیں ہے دوسروں پر تضاد بیانی کا الزام رکھنے والے قادری صاحب اپنے گھر کے مولویوں کی پریشان خیالی بھی ملاحظہ کریں۔

پہلا خیال زمین وآسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے انبیاء اولیاء کو غیب کا تمام علم حاصل ہے وہ تمام پچھلے اور آنے والے واقعات جانتے ہیں۔ لوح محفوظ پر ان کی نظر ہے۔ (حوالے پہلے آچکے ہیں)

یہ خیال صریح طور پر قرآن مجید کے خلاف سمجھ کر آخر میں بریلوی علماء کو کچھ کچھ ہوش آیا اور انہوں نے قید بہ لگانی شروع کر دیں یا یہ کہئے کہ اپنے مذہب کا خون اپنے ہاتھوں کر دیا۔

دوسرا خیال دنیا کی آفرینش سے قیامت تک کا علم غیب حضورؐ کو دیا گیا۔ ارشد القادری لکھتے ہیں "ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عطائی اور دو حدوں کے درمیان محدود علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ (زیر وزبر ص ۲۲۴)

تیسرا خیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دو حدوں والا علم غیب مکہ مکرمہ میں ہی دیا گیا تھا، مولوی نعیم الدین مرادآبادی سورہ والضحیٰ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

حاشیہ[۱] اور غیب کے اسرار آپ پر کھول دیئے اور علوم ماکان ومایکون عطا کئے"۔

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی ہے پتہ چلا اسی وقت پورا علم غیب عطا ہو گیا تھا۔

(ص ۸۰۵ کنز الایمان)

چوتھا خیال یہ دو حدوں کے درمیان والا علم غیب تیئیس ۲۳ سال کی مدت میں دیا گیا۔ قادری صاحب لکھتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق ہمارا مسلک

یہ ہے کہ وہ تیئیس سال کی مدت میں پایۂ تکمیل کو پہنچا یعنی نزولِ وحی کی ابتداء سے لیکر آخری سانس تک حضورؐ کے علمی کمالات کی تکمیل ہوتی رہی۔ (شریعت صلا)

پانچواں خیال حضورؐ کو صرف ممکنات کا علم دیا گیا، مولوی احمد رضا خاں کا ارشاد ہے: آیاتِ الٰہی صفاتِ الٰہی ہے اور وہ قدیم ہے ماکان و مایکون میں داخل نہیں، ماکان و مایکون تو ان حوادث کا نام ہے جو اول روز سے آخر روز تک ہوئے اور ہوں گے۔ (الملفوظ سوم ص۹)

چھٹا خیال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم نہیں دیا گیا اوپر دی گئی عبارت سے پتہ چلا کہ صفات الٰہی کا علم حضورؐ کے علوم ماکان و ما یکون سے خارج ہے۔

ساتواں خیال ملکہ شعر گوئی کا علم نہیں دیا گیا، الملفوظ ص۵۲ پر ہے، البتہ ملکہ شعر گوئی حضورؐ کو عطا نہ ہوا" اور حواشی نعیمیہ میں بھی ایسا ہی ہے۔

آٹھواں خیال حضورؐ نعوذ باللہ قرآنی آیات بھول سکتے ہیں، الملفوظ سوم ص۹ پر ہے" اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو، الا ماشاء اللہ۔

نواں خیال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کے بارے میں جتنا بتایا اس سے زیادہ احمد رضا خاں جانتے ہیں، الملفوظ اول ص۵۹ پر ہے" امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۰ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی ظہور فرمائیں، احادیث سے بڑھ کر خاں صاحب نے اپنا خیال بتلا دیا۔

دسواں خیال علم غیب کے معنی میں ایک سو احتمال میں سے ۹۹ کفر ہیں اور ایک اسلام ہے۔ (دیکھو تمہید ایمان ص۳۳ سے ۳۵ تک سب احتمالات اور وجوہ کفر تحریر ہیں پھر سوچو کسی مخلوق میں علم غیب شرعاً ماننا کیسے جائز ہو سکتا ہے)

گیارہواں خیال جن آیات میں علم غیب کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص بتلایا

ہے ان میں علم غیب ذاتی کی نفی ہے عطائی کی نہیں، جیسا کہ الملفوظات، کنز الایمان وغیرہ میں لکھا ہے۔

بارہواں خیال جن آیات میں کہا گیا ہے کہ خدا کے سوا کوئی علم غیب نہیں جانتا ان میں کاہنوں کے عطائی علم غیب کی نفی کی گئی ہے، ارشد القادری شریعت ص۲۰ پر لکھتے ہیں:۔

نزول قرآن کے وقت کاہنوں کے متعلق اہل عرب کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں اسی عقیدہ کی تردید میں قرآن نے متعدد مقام پر کہا ہے کہ غیب کی بات سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا، آخری فیصلہ لکھتے ہیں:۔

"کاہنوں کے متعلق یہ عقیدہ اس لئے غلط ہے کہ خدا نے انہیں یہ علم عطا ہی نہیں کیا ہے لیکن رسول ﷺ کو تو خدا نے یہ علم عطا کیا ہے۔"

صاف بات یہ ہے کہ کاہنوں میں عطائی علم غیب عرب کے جاہل مانتے تھے قادری صاحب آیات میں اسی عطائی علم کی نفی مان کر اپنے اکابر کا اور خود اپنا یہ عقیدہ قتل کر رہے ہیں کہ یہاں ذاتی علم غیب کی نفی ہے دوسرے تمام آیات کو کاہنوں کے متعلق مان کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید اہانت بھی کر رہے ہیں، کیونکہ متعدد آیتوں میں حضورؐ کی زبان سے کہلایا گیا ہے کہ آپ کہئے کہ میں علم غیب نہیں رکھتا کیا وہاں بھی ذات پاک سے نعوذ باللہ خدا کی ہزار بار پناہ کاہن کو مراد لیا گیا۔

یہاں بارہ خیالات صرف لکھے گئے ہیں ورنہ اس سلسلہ میں بریلیوں کی تضاد بیانیاں اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اعتبروا یا اولی الابصار۔

میں نہ کہتا تھا کہ اے باد صبا اُن کو چھیڑ
سانپ بن جاتی ہیں زلفیں اُن کی بل کھانے کے بعد

بابِ سوم سیاسی تاریخ

بزرگانِ دیوبند کے روشن سیاسی کارنامے، اسلامی جہاد جنگِ آزادی کی رہنمائی، آزادی کے بعد کی خدمات اور بریلوی علماء کی انگریز پرستی، بدعملی، بزدلی۔

اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے بریلوی علماء نے کبھی کوئی قابل ذکر خدمت انجام نہیں دی یہاں تک کہ مسلمانوں کے دینی اور دنیوی مفاد کے بہت بڑے دشمن انگریز کی مخالفت کرنے اور ملک و ملت کی آزادی کی جدوجہد میں شرکت کرنے سے بریلوی اعلیٰ حضرت اور ان کا مخصوص حصہ کترا تا رہا، ترکی خلافت کو ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا اور خلافت تحریک میں شامل رہنمایان ملت کو کافر کہا، انگریزوں کی ہاں میں ہاں ملانے کے لئے علماء مجاہدین کو وہابی، نجدی اور گمراہ و بددین کہتے رہے اور ملک کے آزاد ہونے کے بعد بھی اپنی ناپاک روش پر قائم ہیں۔ اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جنگِ آزادی کی رہنمائی کرنے والے علماء حق کی تابناک خدمات اور روشن کارناموں پر پردہ ڈالنے کی کوشش بریلوی علماء کر رہے ہیں تاریخ کو بھی مسخ کرنے کی کوشش جاری ہے "زلزلہ" اور "زیر وزبر" کے مصنف نے تاریخی حقائق چھپانے کے لئے آسمان پر تھوکنے اور چاند پر غبار اڑانے کی ناروا حرکت میں جس تلبیس و تحریف سے کام لیا ہے اور اپنی جماعت کی انگریز پرستی سے توجہ ہٹانے کے لئے مجاہدین اسلام کے بارے میں جواہانت آمیز اظہار خیال کیا ہے اس پر تبصرہ کرنے سے پہلے علماء حق کی وہ دینی خدمات جو سیاسی محاذ پر ہوتی رہی ہیں ان کا اجمالی تذکرہ مختصر طور پر کیا جا رہا ہے، تفصیل کے لئے مسلم وغیر مسلم مؤرخین کی تاریخی کتابیں دیکھئے۔

ہندوستان میں اسلام کی روشنی علوم شریعت وطریقت کے جامع علماء، وصوفیاء کرام کے ذریعہ پھیلی ہے اور انہیں کی جدوجہد سے گلشن اسلام پھلتا پھولتا

رہا جب کبھی دین کے چمن کو پامال کرنے کی کوئی کوشش ہوئی تو جو لوگ سینہ سپر ہو کر سامنے آئے اور اندرونی و بیرونی فتنوں کو دبا کر گلشن اسلام کی تازگی کو قائم رکھا وہ یہی علماء و مشائخ ربانی ہیں جن کی کوششوں سے دین کی رونق آج بھی قائم ہے۔

۱۔ جب اکبر بادشاہ نے ایک نیا مذہب دین الٰہی کے نام سے جاری کیا اور سبائیت کے فتنے کی سرپرستی بھی شروع کر دی تو بعض دنیا پرست مولویوں اور پیروں نے اکبر کا ساتھ دینا شروع کیا، ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا شیخ احمد سرہندی نقشبندی کو تجدید و احیاء دین کا منصب عطا فرمایا، یہی وہ الف ثانی کے مجدد بزرگ ہیں جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سبب بنے۔

۲۔ بادشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے بعد ان کے جانشینوں کی نااہلی سے جب ملک میں اضطراب اور بے چینی کا دور دورہ ہوا اور سیاسی بدانتظامی کی وجہ سے اقتصادی حالات میں ابتری پیدا ہوئی دین کے خلاف اندرونی و بیرونی فتنوں نے سر اٹھایا اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو کھڑا کر دیا انہوں نے قرآن مجید کا ملکی زبان میں ترجمہ کر کے مجددانہ کارنامہ پیش کیا، زندگی کے شعبوں میں ظاہر ہونے والی بے اعتدالیوں کی نشاندہی فرمائی، حجۃ اللہ البالغہ، ازالۃ الخفا، تفہیمات الٰہیہ، بدور بازغہ وغیرہ کتابیں تصنیف فرما کر فَكَّ كُلَّ نِظَامٍ اِلَّا اِسْلَام یعنی تمام باطل نظاموں کی بیخ کنی کر کے اسلامی نظام کو غلبہ دلانے کا انتظام فرمایا۔

۳۔ بڑے شاہ صاحبؒ کے بعد ان کے جانشین صاحبزادے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی رہنمائی میں دینی جد و جہد کی دعوت منظم طور پر پیش کئے جانے کا انتظام قدرت کی طرف سے ہو گیا آپ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا صاف صاف فتویٰ جاری فرمایا اور عیسائی انگریزوں کی دھاندھلیوں اور مکر و فریب کا خاص طور پر اپنے فتوے میں ذکر فرمایا آپ کے دادا کے قائم کئے ہوئے مدرسہ رحیمیہ کے علمی فرزند ملک کے گوشہ گوشہ میں موجود تھے اس لئے ولی اللہی خاندان کے سربراہ کا فتویٰ ملک کے چپے چپے میں تیزی سے پھیل گیا، فتویٰ جاری کرنے کے

ساتھ ہی مجاہدین کی تیاری کے لئے بھرپور کوشش جاری کردی، اس کام کی سربراہی کے لئے حضرت مولانا سید احمد شہیدؒ رائے بریلوی کو شاہ صاحب نے امیر بنایا، اور اپنے مخصوص شاگردوں اور عزیزوں مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ و مولانا عبدالحئیؒ وغیرہ کو ان سے متعلق کردیا۔ ان حضرات نے اسلامی جہاد کے پرچم کو آخر تک بلند رکھا، دوسری طرف شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی، تحفۂ اثنا عشریہ جیسی کتابیں لکھ کر اور حدیث نبویؐ کا مسلسل درس دیکر عقائد و اعمال کی اصلاح کا سامان مہیا کیا اور داخلی فتنوں سے بھی اسلام کی حفاظت کرنے والے علماء تیار کئے۔

۴۔ حضرت سید صاحب اور آپ کے رفقاء نے ملک کے مختلف حصوں میں دورہ کیا اور دین کے لئے جانی مالی قربانی دینے والے مجاہدین تیار کئے ان حضرات کے بارے میں اسلام کے دشمن انگریز مؤرخین نے یہ مشہور کردیا کہ سفر حج میں سید صاحب کی ملاقات مکہ مکرمہ میں محمد بن عبدالوہاب کی جماعت والوں سے ہوئی جہاں سے وہ نجدی وہابی تحریک لے کر آئے، حالانکہ یہ انگریز مؤرخ خود تسلیم کرتے ہیں کہ سید صاحب کے عرب جانے سے پہلے ہی ان کی تحریک جہاد زور و شور سے شروع ہو چکی تھی نجدیوں سے متاثر ہونے کا افسانہ آج بھی انگریزوں کے نمک خوار دہرا رہے ہیں، بہرحال سید صاحب کو جہاد میں مسلسل کامیابیاں حاصل ہوتی رہیں، سرحد میں وہ خود مقابلہ کر رہے تھے، دوسری طرف بنگال میں حاجی شریعت اللہ وغیرہ سرگرم عمل تھے لیکن خدا کو ایسا ہی منظور تھا کہ کچھ بدبخت عناصر آڑے گئے اور بالاکوٹ کے میدان میں ۱۸۳۱ء کے درمیان آپ اور آپ کے رفقاء شہید کردیئے گئے۔ اگرچہ عارضی طور پر اس تحریک کو نقصان پہنچا مگر مسٹر ہنٹر کے بقول یہ تحریک رہنماؤں کی موت و حیات پر منحصر نہیں رہ گئی تھی جہاد کا جو ایمانی جذبہ سید صاحب نے مجاہدین میں پیدا کردیا تھا وہ برابر دلوں میں موجزن رہا، سید صاحب کے بعد ان کا پیغام پیش کرنے والے برابر آگے بڑھتے رہے۔

۵۔ مجاہدین نے سرحد میں ستیانہ کے مقام پر کیمپ قائم کرکے انگریز کے

خلاف مسلسل جہاد جاری رکھا۔ دشمن انگریز کی خفیہ رپورٹ میں ہے۔ "یہ بستی ۱۸۲۲ء میں وہابی لیڈر سید احمد شاہ بریلوی نے قائم کی تھی اس وقت سے اس کے اراکین کا رویہ خصومت و جنگ ہے" آگے یہ بھی بیان ہے۔ "سیاسی مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنے کے باوجود تاہنوز قائم ہے" (تحریک شیخ الہند ص ۱۶۵)

۶۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا جذبہ پیدا کرنے اور اس کی سربراہی کرنے کا کارنامہ بھی اسی تحریک ولی اللہی سے منسلک بزرگوں نے انجام دیا۔ اس وقت ایسا محسوس ہوتا تھا کہ انگریز راج ختم ہو کر رہ جائے گا۔ شاملی کے میدان میں سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حافظ ضامن شہیدؒ وغیرہ بزرگوں نے جہاد کیا اور ایک حصہ اپنے قبضہ میں لے کر اسلامی حکومت کی بنیاد بھی رکھدی، لیکن اندرونی غداروں کی سازشوں اور ضمیر فروشوں کی وجہ سے آخری نتیجہ انگریز کے حق میں نکلا اور اس جنگ کو غدر کے نام سے مشہور کیا گیا۔

۷۔ آزادی کی اس تحریک کی ناکامی کے بعد انگریز نے ظلم و جبر کے تمام روایتی طریقے اپنائے انسانیت کے بے پناہ قتل کے ساتھ مساجد و مدارس کی بربادی میں بھی خوب ہاتھ رنگے اور ملت اسلامیہ کے آثار و نشانات مٹانے کی تمام ممکنہ تدبیریں اختیار کیں ایسے نازک حالات میں مجاہد علماء آگے بڑھے اور دیوبند کے مقام پر مدرسہ قائم کر کے اسلام اور مسلمانوں کے مستقبل کو بربادی سے بچانے کا ظاہری انتظام کیا۔ ایک طرف انگلستان میں ہندوستان کے لئے یہ اعلان ہوا جسے وزیر اعظم لارڈ پامرسٹن نے ظاہر کیا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب اپنے مقصد میں متحد ہیں یہ ہمارا فرض ہی نہیں بلکہ خود ہمارا مفاد بھی اس امر سے وابستہ ہے کہ ہم عیسائیت کو ہندوستان کے کونے کونے میں پھیلا دیں" اور پھر عیسائی پادریوں کا سیلاب چاروں طرف سے امنڈ پڑا انگریز نے اسلام کو تباہ کرنے کے لئے علمی تحریک بھی شروع کی اور یہ پروگرام بنایا

کہ مسلمانوں اور دوسرے مذہب والوں کو اگر عیسائی نہ بنایا جا سکے تو کم از کم انہیں اپنے مذہب سے بدگمان کر دیا جائے، اسی دوران مرزائی، آریہ سماجی، منکرین حدیث، دشمنان صحابہؓ اور اہل بدعت جیسے گروہ انگریز کے زیر سایہ متاع ایمان و اسلام کو مٹانے کے لئے آگے بڑھے، یہ دیوبند کا مدرسہ ہے جہاں کے فرزندوں نے ایک ایک فتنہ کے سامنے بند باندھا اور قلمی اور لسانی جہاد کیا، جن کے سامنے ہر ایک کو منہ کی کھانی پڑی پادریوں کے خلاف مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا محمد علی مونگیریؒ وغیرہ کی خدمات سنہرے حروف سے لکھنے کے لائق ہیں قادیانیت کے خلاف مولانا گنگوہیؒ کا فتویٰ علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور ان کے شاگردوں مفتی محمد شفیعؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کا قلمی جہاد اور مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی عملی کوششیں اور بے پناہ قربانیاں تمام کی سربراہی بزرگان دیوبند کو قدرت کی طرف سے سپرد کی گئی۔ حدیث و معجزات کے منکرین اور صحابہ کرام کی عظمت سے کھیلنے والوں اور شرک و بدعت کی ترویج کرنے والوں کے فتنوں کا مقابلہ کرنے والے بزرگان دیوبند امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا عبدالشکور لکھنویؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا لعل حسینؒ، مولانا مرتضیٰ حسنؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مفتی کفایت اللہؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا محمد الیاسؒ، مفتی عزیز الرحمٰنؒ وغیرہ ان حضرات کی خدمات تاریخ میں ہمیشہ روشن رہیں گی۔

۸۔ سید صاحبؒ کی تحریک جہاد کو شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ نے نئے سرے سے منظم کیا اور ریشمی رومال کی مشہور اور ممتاز تحریک شروع فرمائی۔ انگریز کی خفیہ رپورٹ میں لکھا ہے "۱۹۱۰ء میں یہ تحریک پھر سر اٹھاتی ہوئی معلوم ہوئی کیونکہ افغانستان کے انگریز دشمن جماعت کے ایک نہایت طاقتور رکن نے متعصب ہندوستانیوں کی مالی امداد اور ہمت افزائی شروع کر دی" ریشمی رومال کی تحریک ترکی خلافت کی بعض مجبوریوں کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکی ورنہ افغانستان

کے راستہ ترک فوجیں ہندوستان پر حملہ کریں اور یہاں کے باشندوں کی حمایت سے انگریزی حکومت ختم ہوجاتی۔ اس تحریک کا پتہ انگریزوں کو بہت بعد میں چل سکا تحریک کے خاص ارکان مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مولانا منصور ملک کے باہر سرگرم عمل تھے اور مولانا ابوالکلام آزادؒ، ڈاکٹر انصاری حکیم اجمل خاں وغیرہ ملک میں کام کررہے تھے، حضرت شیخ الہندؒ اور مولانا مدنیؒ حجاز میں موجود تھے، وہاں سے گرفتار کرکے ان کو مالٹا جیل میں قید کردیا گیا۔

وہاں سے رہائی کے بعد ان حضرات نے خلافت تحریک چلائی، پہلے یہ حضرات باقاعدہ مسلح جنگ سے انقلاب لانا چاہتے تھے پھر یہ حالات بدل جانے کے سبب طریق کار بھی بدل دیا گیا اور مالٹا کی قید سے رہائی کے بعد عدم تشدد اور ترک موالات کے ذریعہ خلافت کے پلیٹ فارم پر سے پورے ملک میں انگریزوں کے خلاف جذبات بیدار کئے بہت سے صوفیاء کرام کی خانقاہوں، اخباروں کے مدیروں، مدارس کے ذمہ داروں قوم کے بااثر لوگوں کو حضرت شیخ الہندؒ نے خلافت اسلامی اور اسلامی ممالک کے دشمن انگریز کے خلاف منظم اور ہمہ گیر جدوجہد میں شامل کردیا۔ جس کے نتیجہ میں ملک آزاد ہوا اور عربی و اسلامی ممالک کی آزادی کے راستے کھل گئے۔

۹۔ حضرت شیخ الہندؒ نے جمعیۃ علمائے ہند قائم کرکے کامل آزادی کا نعرہ ملک کو دیا، ابھی تک کانگریس بھی پوری طرح بیدار نہیں ہوئی تھی کہ یہ حضرات مکمل آزادی سے کم پر راضی نہیں تھے جمعیۃ علماء کے ذریعہ بے شمار خدمات ہوتی رہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

(الف) پہلے جنگ عظیم کے موقعہ پر انگریزوں سے عدم تعاون کا فتوےٰ جمعیۃ علماء نے پیش کیا۔ جس کی حمایت کانگریس وخلافت کمیٹی نے بھی پورے طور پر کی ہزارہا علماء کو مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں، خدا نے ان کو استقامت عطا فرمائی، حضرت مدنیؒ نے اس فتوے کی حمایت میں انگریز جج کے سامنے یہ مجاہدانہ بیان دیا تھا جس پر مولانا محمد علی جوہر نے قدم چوم لئے تھے۔

"اگر لارڈ ریڈنگ اس لئے بھیجے گئے ہیں کہ قرآن کو جلادیں، حدیث شریف کو مٹادیں اور کتب فقہ کو برباد کر دیں تو سب سے پہلے اسلام پر اپنی جان قربان کرنے والا میں ہوں۔" (پہلا بیان ۱۹۲۱ء باجلاس مجسٹریٹ کراچی)

(ب) فلسطینیوں پر مظالم کا سلسلہ شروع ہوا تو جمعیت نے پورے ملک میں ریلیف فنڈ قائم کیا اور دنیا بھر کے نمائندوں کی کانفرنس منعقدہ مصر میں مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کی قیادت میں ایک وفد بھیجا۔

(ج) ۱۹۲۸ء میں کانگریس کی رہنمائی میں جب ہندوستان کے لئے دستوری خاکہ تیار ہوا تو واحد جماعت جمعیۃ العلماء نے ہی اسلامی نظام ومفاد کے پیش نظر تنقیدی رپورٹ تیار کرکے کانگریس کا دم چھلا ہونے کے احمقانہ نظام کی عملی تردید کی

(د) ۱۹۲۹ء میں ساردا ایکٹ پاس ہوا، اسلام کے خلاف ہونے کے سبب جمعیۃ نے اس کی خلاف ورزی کرکے رد کر دیا۔

(ہ) سرحد وغیرہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں شریعت اسلامیہ کے عملی نفاذ کا انتظام کیا۔

(و) اسلامی اوقاف کی حفاظت کے لئے جمعیۃ نے ہمیشہ سرگرمی دکھلائی اور بڑی حد تک کامیابی پائی۔

(ز) اکثر علماء کو ایک مرکز پر جمع کرنے کا فخر بھی جمعیۃ نے حاصل کیا جو بڑی نیکی ہے۔

(ح) امارت شرعیہ فی الہند کا نظام جمعیۃ کی رہنمائی میں قائم ہوا۔

(ط) ۱۹۳۵ء کے خونی حادثہ پشاور کے متعلق حکومت کی مخالفت کے باوجود پوری تحقیق کرکے مظلوموں کو سہارا دیا۔

(ی) ۱۹۲۲ء میں شدھی سنگٹھن کے فتنوں کا مقابلہ جمعیۃ نے اس طرح کیا کہ لاکھوں مسلمانوں کے ایمان محفوظ ہوئے شعبۂ تبلیغ وحفاظت اسلام کی سنہری خدمات آج بھی روشن ہیں۔

(ک) ہندو مسلم فسادات میں ہمیشہ جمعیۃ نے مظلوموں کی حفاظت کسی خوف کے بغیر ہر طور سے کی اور کر رہی ہے۔

(ل) حضرت شیخ الہندؒ کے خدام کی قربانیاں رنگ لائیں ملک آزاد ہوا لیکن بدقسمتی سے فسادات اور بلوئی کا سیلاب امنڈ پڑا۔ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں مولانا آزادؒ و مولانا مدنیؒ و مولانا حفظ الرحمٰنؒ و مولانا محمد میاںؒ و مولانا محمد حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ جیسے بزرگوں نے ملت اسلامیہ کی کشتی کی ناخدائی کر کے بربادی سے بچنے کا انتظام کیا اس وقت سوائے بزرگان جمعیت کے دوسرا کوئی میدان میں نہ تھا اور پاکستان میں بھی جمعیت کے اکابر نے اسلامی شریعت کے عملی نفاذ کی راہیں نکالنے کا انتظام کیا۔

(م) جمعیت ملک کی آزادی کے بعد اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں اور دیگر مظلوموں کی حمایت کرنے اور ملت اسلامیہ کی تعلیمی، اقتصادی، سیاسی ہر قسم کی تنظیم مضبوط کرنے کی جد وجہد جاری رکھے ہوئے ہے۔

۱۰۔ جمعیت علماء کے پلیٹ فارم سے ہٹ کر بھی علماء دیوبند نے اسلام کی خدمات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری فرمایا۔ ہندوستان میں علماء دیوبند کی کوشش سے لاکھوں مدارس چل رہے ہیں، مساجد آباد ہیں، حدیث وفقہ وتفسیر کے علمی ذخیرے شائع ہو رہے ہیں، تمام ممتاز اسلامی کتابوں کے ناشر علماء دیوبند کے حلقے ہیں، ملک سے باہر پاکستان، بنگلہ دیش میں بھی دیوبندی مکتبۂ فکر کے لاتعداد مدارس اور جماعتیں مصروف عمل ہیں، حضرت مدنیؒ و حضرت تھانویؒ کے بیشمار خلفاء دینی کام کر رہے ہیں، مکہ مکرمہ کا مدرسہ صولتیہ اور مدینہ منورہ کا مدرسہ شرعیہ علماء دیوبند کی فیض ہے، کس کس خدمت کو ذکر کیا جائے۔ انصاف پسند مؤرخ علماء دیوبند کی ہمہ جہتی خدمات پر یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی بقاء و حفاظت کا انتظام قدرت نے خصوصاً برصغیر (ہند و پاک و بنگلہ دیش) میں علماء دیوبند کے ذریعہ کرادیا ہے، علمائے دیوبند کی سیاسی خدمات اتنی روشن

ہیں کہ ملک کی آزادی اس کی رہین منت ہے اور ایک طرف علماء دیوبند نے ہندوستان کی تعمیر و ترقی میں رہنمائی کی ہے، تو دوسری طرف پاکستان کو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا ظفر احمد تھانویؒ، مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ جیسے اکابر دیوبند نے سرپرستی دیکر ترقی کی طرف بڑھایا ہے۔ غرضیکہ ؎

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

ارشد القادری کی سیاسی تلبیسا کا جائزہ

بریلوی اعلحضرت کا یہ فتویٰ ہے!

"ہندوستان بفضلہ تعالیٰ دارالاسلام ہے۔" (احکام شریعت ج۲ ص۸۷)

اسی وجہ سے اپنے اعتقاد کے مطابق ہندوستان کی اسلامی حکومت (انگریز اقتدار) کو ختم کرنے کے لئے جنگ آزادی میں خانصاحب نے شرکت نہیں کی اور ان کے جن لوگوں نے شرکت کی تھی انہیں اپنے گروہ سے الگ قرار دیا اور آج تک جنگ آزادی کو بریلوی علماء جہاد تسلیم نہیں کرتے ہیں، بلکہ اسے نیک کام ہی نہیں مانتے ہیں

ارشد القادری لکھتے ہیں:۔

"مادی پریشانیوں کو رفع کرنے کے لئے غیر ملکی حکومت کے خاتمے کی کوشش کرنا ذرا بھی مقدس نصب العین نہیں ہے۔ اسلامی تاریخ کے کسی بھی قابل اعتماد دور میں "ملی جلی سرکار" کا قیام مقصد جہاد قرار پایا ہو تو مفتیان دیوبند اس کی نشاندہی فرمائیں۔ غلط جذبہ عقیدت کی تحریک پر تراشے ہوئے پتھروں کو بھی خدا کہدینا آسان ہے لیکن حقائق کی روشنی میں جنگ آزادی کو اسلامی جہاد ثابت کرنا بہت مشکل ہے تاریخ کا یہ سب سے بڑا فریب ہے کہ اسلامی جہاد اور اعلاء کلمۃ الحق کے نام پر مرنے والوں کی بھیڑ جمع کی جائے اور جب شہیدوں کے خون سے مقتل کی زمین سرخ ہو جائے تو ملک کا اقتدار ائمہ کفر کے ہاتھوں میں منتقل کر دیا جائے۔" (زیر و زبر ص۱۳۰)

یہ عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اس کا لکھنے والا جنگ آزادی لکھنے والوں کو چاہے وہ مسلم لیگی ہوں یا کانگریسی، جمعیتی ہوں یا احراری یا تحریک خلافت

کے حمایتی (سب کو فریب دینے والا اور ناپاک مقصد کے لئے کوشش کرنے والا قرار دے رہا ہے، کیونکہ آخر کار سب نے اپنا نصب العین ملک کی مکمل آزادی اور اس کے بعد جمہوری حکومت (ملی جلی سرکار) قرار دے لیا تھا اور انگریزی حکومت کے خاتمہ کی جدوجہد کو جہاد اسلامی اور مقدس نصب العین تمام قابل ذکر رہنما سمجھ رہے تھے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ انگریزی حکومت کے خاتمہ پر قادری صاحب کو اتنا رنج وغم ہے اور وہ اتنا حواس باختہ ہو رہے ہیں کہ جنگ آزادی کے مجاہدین کے خلاف دل میں چھپے ہوئے غیظ وغضب کو صفحۂ قرطاس پر لانے کے لئے بے قرار ہوئے، اور ہندوستان میں (ملی جلی سرکار) جمہوری حکومت کے قیام کو کافروں کی حکومت کہکر اشتعال انگیزی کرتے ہوئے بھی جھجھک محسوس نہیں ہوئی اور اپنی چند جہالتیں بھی صاف طور سے نمایاں کر دیں۔ پہلی جہالت تو یہ ہے کہ ایک طرف ملی جلی سرکار کے قیام کو جنگ آزادی کا مقصد تبلایا مفہوم ایک ایسی حکومت کا انتظام ہے جس میں ملک کے تمام باشندے مسلم وہندو وغیرہ حصہ دار ہوں حکمرانی میں ساجھے دار ہوں اور دوسری طرف ملک کا اقتدار ائمہ کفر یعنی غیر مسلم حاکموں کے ہاتھوں میں دیئے جانے کا الزام عائد کیا ہے جبکہ جمہوری حکومت اور ہندو حکومت کے دو الگ الگ نظریے ہیں، دونوں میں کھلا ہوا تضاد ہے اور ملک میں آج بھی دونوں نظریات کے درمیان معرکہ آرائی جاری ہے۔

دوسری جہالت یہ ہے کہ ارشد القادری کو خبر ہی نہیں ہے کہ انگریزی حکمراں انتہائی سفاک اور ظالم تھے اور ظالم حاکم کے خلاف آواز اٹھانا بھی خود بہترین جہاد ہے، چاہے اسلامی نظام کا قیام پیش نظر ہو یا نہ ہو، صحیح حدیث شریف ہے، افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جابر (سب سے فضیلت والا جہاد ظالم حاکم کے سامنے حق بات کہنا ہے۔) بریلوی اعلیٰ حضرت نے انگریزی حکومت کو اسلامی حکومت ہونے کا فتویٰ دیا تھا، اس لئے

اس ظالم حکومت کے خلاف تحریکات کو اسلامی جہاد کیسے کہہ سکتے ہیں؟
مادی پریشانیاں دور کرنے کے لئے حکومت بدلنے کی کوشش کو مقدس نہ ماننا یا دوسرے لفظوں میں اس قسم کی کوشش کو ناپاک اور گناہ باور کرانا تیسری جہالت ہے، حدیث شریف میں کاد الفقر ان یکون کفرا (قریب ہے کہ محتاجی کفر بن جائے) بعض دفعہ مادی پریشانی انسان کو ناشکری اور خدا تعالیٰ پر بے اعتمادی میں مبتلا کر کے کفر تک پہنچا دیتی ہے، پریشان کن فقر و مسکنت سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی پناہ مانگی ہے اور جو مسلمان اپنے مال اپنی جان اپنی آبرو بچاتے ہوئے قتل ہو جائے اسے شہید حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے، کیا اس سے مادی پریشانی دور کرنے کی کوشش کا تقدس نیک عمل ہونا ظاہر نہیں ہو رہا ہے۔ اب غور کیجئے جو حکومت مسلمانوں کو انفرادی واجتماعی طور پر دینی و دنیوی واقتصادی و معاشی طور پر مفلوج کر رہی ہو ایسی حکومت کے بدلنے کی جد و جہد کو مقدس کیوں نہ قرار دیا جائے؟ انگریزوں کا مسلمانوں کو معاشی اعتبار سے تباہ کرنے کا ہی تنہا جرم ہوتا پھر بھی ان کی مخالفت اسلامی جہاد ہوتی، مگر یہاں تو حال یہ ہے کہ مسلم ممالک اور اسلامی قوتوں کو تباہ و برباد کرنے کی جتنی کوشش انگریز نے کی ہے اتنی کسی قوم نے مجموعی حیثیت سے نہیں کی ہے ایسے دشمن اسلام کو مغلوب کرنا اگر جہاد نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟ مادی ترقی کی اہمیت خود قادری صاحب نے اپنے شریعت نامی کتابچہ کے دوسرے صفحہ پر لکھا تھا "آج ہندوستان میں مسلمانوں کے بے شمار مسائل ہیں لیکن سب سے اہم مسئلہ ذریعہ معاش کا ہے کہ وہی مدار حیات ہے۔" تعجب ہے اس مدار حیات کو تباہ کرنے والی حکومت کی مخالفت کو گناہ بتلایا جائے، پھر سب سے بڑا جھوٹ اس سلسلہ میں بریلوی عالم نے یہ لکھا ہے کہ "پورے افسانے میں شرعی نظام حکومت کے قیام کا تذکرہ کہاں ہے جو جہاد اور غارت گری کے درمیان خط فاصل کھینچتا ہے۔ (زیر و زبر ص ۱۳۰)

جبکہ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ نے سرحد میں اسلامی نظام حکومت عملی طور پر قائم کرکے پنجاب میں جہاد کیا تھا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے علماء ہند کا شاندار ماضی ج ۲ ص ۲۰۷ تا ۲۰۸) اور ۱۸۵۷ء میں جنگ شاملی لڑنے والے علماء حق نے اسلامی نظام قائم کرکے انگریزوں کے خلاف عام جنگ میں شرکت فرمائی تھی حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک کے متعلق حکومت برطانیہ کا محفوظ ریکارڈ "تحریک شیخ الہندؒ" کے نام سے اب اردو میں بھی قائم ہوچکا ہے، اس سے بھی یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ کا بنیادی مقصد بھی اسلامی نظام حکومت قائم کرنا تھا۔ البتہ معاشرہ اور ماحول کے سازگار نہ ہونے پر "اهون البلستين" دو مصیبتوں میں سے آسان کو اختیار کرنے اکے نبوی حکم کو بسروچشم تسلیم کرتے ہوئے مذہبی معاملات میں غیر جانبدار آزاد جمہوری حکومت قائم کرنے کو نصب العین قرار دیدیا گیا، مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبوری دور کے لئے تمام باشندوں پر مشتمل ایک انتظام قائم فرمایا تھا اور جنگ بدر سے فتح مکہ تک کبھی نظام حکومت بدلنے کے لئے جنگ کا نعرہ آپؐ نے نہیں لگایا بلکہ آپ کے تمام غزوات وسرایا کا مقصد اصلی اسلام کی اشاعت اور توحید وسنت کے پیغام کی دعوت تھا، صلح حدیبیہ کا واقعہ، نجاشی بادشاہ کی حکومت میں رہنے کا حکم، اس قسم کے بہت سے واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے ایک امن پسند غیر جانبدار حکومت اسلام کے مکمل غلبہ اور دین حق کی روشنی پورے طور پر پھیل جانے تک کے زمانے کے لئے ایک بہترین حکومت ہے اور ایسی حکومت کے قیام کی جدوجہد مقدس نصب العین ہے اور سیرت النبیؐ کی تقلید ہے، ہندوستان اور پاکستان میں آج بھی اسلامی معاشرہ کو برقرار رکھنے، اسلامی تعلیمات کو زندہ وتابندہ رکھنے اور جائز وممکن حدود کے اندر اپنی وسعت پر شرعی نظام نافذ کرنے کی جدوجہد انہیں علمائے حق کی رہین منت ہے جو جنگ آزادی میں پیش پیش تھے، سرحد میں جمعیۃ علماء نے حکومت کرنے کا موقعہ ملتے ہی شرعی

احکام نافذ کر دیئے تھے، یہ ابھی کل کی بات ہے کیا ان حقائق کی روشنی میں جنگ آزادی میں شرکت کرنے والے مسلمان اسلامی جہاد کا ثواب نہیں پائیں گے؟ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ آخر زمانہ میں دجال و کذاب فتنہ پرور ظاہر ہوں گے ان کے خلاف زبان سے، ہاتھ سے، تلوار سے غرضیکہ جیسے بھی ممکن ہو اس طور پر جہاد کرنے والا مجاہد ہے۔" بے شک اس دور میں علماء دیوبند سب سے بڑے مجاہد ہیں جو دجالوں اور کذابوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں اور جن کی پوری کوشش جاری ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو بلند کرنے اور اعلاء کلمۃ الحق کے لئے لڑنے والوں کو منظم کیا جاتا رہے اور تمام داخلی و خارجی فتنوں سے ملت اسلامیہ کی حفاظت کرتے ہوئے قربانیاں دینے کا سلسلہ قائم رکھا جائے اس جذبہ جہاد کی کیفیت اور اسلامی معرکہ آرائی کی لذت سے وہ لوگ کبھی آشنا نہیں ہو سکتے جو ہر دور میں باطل کے سامنے سر تسلیم خم کرتے رہے ہیں۔ اور پہلے انگریز کو صاحب بہادر اور اب ان کے جانشین ائمہ ظلم و ضلالت کو اولیائے نعمت تسلیم کرنے میں عاقبت سمجھتے ہیں۔

معرکہ بالاکوٹ کا انجام

ارشد القادری نے تاریخی حقائق کو منہ چڑھاتے ہوئے لکھا ہے:

"تاریخ کے اس بنیادی سوال کا آج تک کوئی تشفی بخش جواب نہیں دیا گیا کہ معرکہ بالاکوٹ کا انجام کیا ہوا؟" (زیر و زبر ص ۳۰۰)

پھر تین صفحات تک حضرت سید احمد شہید کو انگریز کا ایجنٹ ثابت کرنے کی ناپاک اور جھوٹی بحث لکھنے کے بعد مجاہدین اسلام کے امیر کو اپنی فطری خباثت ظاہر کرتے ہوئے ان لفظوں میں گالی دی ہے:

"یہی وہ مقتل ہے جہاں اسلامی جہاد کے نام پر سید احمد صاحب بریلوی نے ہزاروں مسلمانوں کا گلا کٹوایا اور جب اپنی جان کے لالے پڑ گئے تو انتہائی بے غیرتی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ (زیر و زبر ص ۳۰۴)

سید صاحبؒ کے کچھ غالی معتقدین کی اس خوش فہمی کو کہ حضرت میدان جنگ میں شہید ہونے کے بجائے کسی مصلحت سے روپوش ہو گئے ہیں اور اس سلسلہ کی مبالغہ آمیز حکایتوں کی بنیاد پر سید صاحبؒ کو میدان جنگ سے بھاگنے والا بتلانا اور ان کی شہادت کا انکار کرنا اس قسم کی بچکانہ استدلال ہے کہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم ظاہر سے تشریف لیجانے والے واقعہ کا اس لئے انکار کر دے کہ حضرت عمر فاروقؓ جیسے مزاج شناس نبوت نے ابتدائی مرحلہ میں حضور اقدسؐ کے وصال کا یقین نہیں کیا تھا اور اسی شخص کی گردن اڑا دینے کا اعلان کیا تھا جو وصال نبویؐ کو تسلیم کر لے، مگر یہ کیفیت ختم ہونے پر حضور اقدسؐ کو انہیں حضرات نے روضۂ پاک میں مدفون کر دیا۔ محبت کی زیادتی محبوب کی جدائی کو گوارہ نہیں کرنے دیتی مگر آخر کار حقیقت کے سامنے جذبات محبت کی قربانی پیش ہی کرنی پڑتی ہے، کتنے ہی گروہوں میں اپنے رہنماؤں کی غیبوبت اور ان کی آمد کے انتظار کا عقیدہ آج بھی موجود ہے، اس قسم کی ذہنیت بعض سید صاحبؒ کے معتقدین میں بھی پیدا ہو گئی تھی اس کی غلط تعبیر کرنا معاند ذہنیت کا ابلیسی کارنامہ ہے، اب رہ گیا معرکہ بالاکوٹ کا انجام پوچھنا اور سید صاحبؒ کو انگریزوں کا جاسوس بتلانا یہ اس چور جیسی اپنا جرم چھپانے کی ناپاک کوشش ہے جیسے چوری کرتے ہوئے جب چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا گیا، اس نے حفاظت کے لئے دوڑ کر سب سے پہلے آنے والے ہی کو پکڑ کر کھینچنا شروع کر دیا یہ چور ہے چور ہے اور پھر دھوکہ دیکر فرار ہو گیا۔ انگریزی حکومت کو اسلامی جہاد کہنے والے بریلوی علماء کی چوری اور سینہ زوری ہے کہ اپنے آقائے نعمت کے بیان کو بھی جھٹلا رہے ہیں اور خود انگریزوں نے جن کو اپنا غیر ایک دشمن بتلایا ہے ان مجاہدین کو انگریز نواز کہنا دن کو رات کہنے کا اعلان کرنا ہے۔

سید صاحبؒ کی جماعت کا سخت مخالف ڈاکٹر ولیم ہنٹر لکھتا ہے:

"میں ان بے غیرتیوں، حملوں اور غارت کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا

جو ۱۸۵۶ء میں سرحدی جنگ کا باعث ہوئے۔ اس دوران مذہبی دیوانوں نے سرحدی قبائل کو انگریزی حکومت کے خلاف متواتر اکسائے رکھا، ایک ہی بات سے حالات کا بڑی حد تک اندازہ ہو جائے گا۔ یعنی ۱۸۵۰ء سے ۱۸۵۷ء تک ہم علیحدہ علیحدہ سولہ جنگی مہمیں بھیجنے پر مجبور ہوئے جس سے باقاعدہ فوج کی تعداد پینتیس ۳۵ ہزار ہوگئی تھی اور ۱۸۵۶ء سے ۱۸۶۰ء تک ان فوجی مہموں کی گنتی بیس ۲۰ تک پہنچ گئی تھی اور باقاعدہ فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تک ہوگئی تھی بے قاعدہ فوج اور پولیس اس کے علاوہ تھی۔"

بہر حال جب ہم نے اس مہلک گھاٹی کو چھوڑا تو اس کے چپہ چپہ پر برطانوی سپاہیوں کی قبریں موجود تھیں۔"　　　(تحریک شیخ الہندؒ ص۵۸)

اور حکومت برطانیہ کی خفیہ رپورٹ میں لکھا گیا ہے: "یہ بستی ۱۸۲۲ء میں باغی لیڈر سید احمد بریلوی نے قائم کی تھی اس وقت سے اس کے اراکین کا رویہ حکومت برطانیہ کے ساتھ خصومت اور جنگ ہے۔"　　　(تحریک شیخ الہند ص۱۶۵)

مولانا اسمٰعیل شہید دہلویؒ کا انگریز کے خلاف فتویٰ جہاد ان کے دست خاص کا لکھا ہوا ریاست ٹونک کے محافظ خانے میں محفوظ تھا جسے انگریزوں نے خبر پاتے ہی ضبط کر لیا تھا۔

اگر یہ حضرات انگریزوں کے دوست ہوتے تو انگریزوں کی مخالفت ان کے متعلقین اور ان کے جہاد کے تمام مراکز کی طرف سے مسلسل کیوں جاری رہتی، ہاں یہ بھی صحیح ہے رنجیت سنگھ کی فوج سے بھی ان حضرات نے جہاد کیا تھا اور اس میں ایک وقت آیا کہ شہید بھی ہو گئے، پھر قدرت نے رنجیت سنگھ کی ظالم حکومت کو ختم کر دیا اور انگریز کو کچھ مدت کے لئے ڈھیل دیدی، نتیجہ یہ ہوا کہ مجاہدین کی مسلسل قربانیاں رنگ لا کر رہیں اور انگریز کو رخت سفر باندھنا پڑا اور ہندوستانی فوج اور سرمایہ کی طاقت پر انگریز کا تسلط و قبضہ جن اسلامی ممالک پر تھا وہ بھی آزاد ہو گئے اور جب مسلمانوں کو یہ موقع ملا کہ وہ اپنی پسند کی حکومتیں قائم کر کے اسلام کی

تبلیغ واشاعت کا فریضہ آزادی سے انجام دے سکیں، بحمداللہ علمائے حق دین کی اشاعت و تبلیغ کا فرض انجام دے رہے ہیں، اور موجودہ حکومتوں کے ظالمانہ رویہ کی اصلاح کے لئے بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں، معرکہ بالاکوٹ کا انجام پوچھنے والے شاید آخرت کے ثواب اور کامیابی کا یقین نہیں رکھتے۔ اسی لئے دنیا کی ظاہری شکست کو ناکامیابی سمجھ رہے ہیں، جبکہ یہ دنیا کی شکست بھی عارضی تھی اور آخرت کی کامیابی شہیدوں کے لئے دائمی کامیابی ہے، اس راز کو اسلام کے غدار کیا سمجھیں گے۔ ؎

سود، قمار عشق میں شیریں سے کوہ کن — بازی اگر نہ پاسکا تو سر تو کھو سکا
کس منہ سے دعویٰ عشق کا کرتا ہے بوالہوس — اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

شاملی کا جہاد شاملی کے میدان کے واقعہ کو انگریزی سرکار کے خلاف جہاد قرار دینا تاریخ کا انتہائی شرمناک جھوٹ ہے۔ (زیر وزبر صـ ۳۱۱)

قادری صاحب! آپ کے اصول کے مطابق ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی جہاد ہی کب ہے وہ تو اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت ہے اس کے ایک واقعہ ہی کو جھوٹ کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

شاملی کے واقعہ کو آپ کے آقائے نعمت انگریز نے کس آنکھ سے دیکھا ہے پڑھئے اور اپنی جھوٹی بکواس پر لعنت بھیجئے۔ خفیہ برطانوی رپورٹ میں ہے:۔

دیوبند کا مدرسہ مولانا محمد قاسم نے قائم کیا تھا وہ مشہور عالم دین ہے تاہم غدر کے وقت برطانیہ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے میں مولوی حاجی امداداللہ کا شریک ہو گیا تھا۔ ان دونوں مولویوں کو چھپ جانا پڑا تھا۔

(تحریک شیخ الہندؒ صـ ۱۹۱)

انگریز جن کو اپنا دشمن بتا رہا ہے انگریز پرست مولوی صاحبان ان بزرگوں کو انگریز کا دوست بتا رہے ہیں۔ ؎

واعظِ تنگ نظر نے مجھے کافر جانا اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلماں ہوں میں

کانگریس کی حمایت

یہ سوال اپنی جگہ پر ہے کہ کس آیت یا کس حدیث میں کانگریسی امیدواروں کے لئے انتخابی دورے کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایک دینی فرض کی طرح ان پر عائد ہو گیا تھا

(زیر و زبر ص ۳۸۵)

مولانا حسین احمد مدنیؒ اور بہت سے علمائے حق نے ہندوستان میں آزاد جمہوری مذہبی معاملات میں غیر جانبدار سیکولر اسٹیٹ قائم کرنے کی امید پر انڈین نیشنل کانگریس کا ساتھ دیا تھا، یہ حضرات متحدہ ہندوستان کے حامی اور تقسیم کے مخالف تھے یہ ایک نظریہ اختیار کرنے کا معاملہ تھا، مستقبل میں کیا ہوگا اس کا علم ہمیشہ ہی سے اللہ تعالےٰ ہی کو ہے۔ مولانا آزادؒ اور حضرت مدنیؒ وغیرہ کا گمان غالب یہ تھا کہ مسلمانوں کی بہتری اور فسادات کے تسلسل سے حفاظت کا ذریعہ ایک ایسی متحدہ حکومت کا قیام ہے جس میں ہر مذہب والے کی شرکت ہو اور حکومت کسی مذہب والوں کی حامی نہ ہو یہ خواب پورا نہ ہوا اور ملک تقسیم ہو گیا، حلقہ دیوبند کے بعض جید علماء مولانا شبیر احمد عثمانیؒ شیخ الاسلام پاکستان، و مولانا ظفر احمد تھانویؒ وغیرہ پاکستانی تحریک کے حامی تقسیم ملک کے حق میں تھے، ان حضرات نے اجتہادی قوت سے کام لیکر مسلمانوں کے حق میں جس رائے کو بہتر سمجھا اختیار کیا، قرآن و حدیث کا یہی حکم ہے کہ پیش آمدہ حوادث میں علماء کرام کو اجتہاد سے کام لیکر کسی ایک جادئہ کو اختیار کر لینا چاہئیے، علمائے دیوبند نے یہی کیا اب بریلوی عالم کا یہ پوچھنا کہ کانگریس کی حمایت کے لئے کون آیت آئی اور کون حدیث موجود تھی، دراصل یہ اقرار و اعتراف ہے کہ علماء دیوبند آزادی خواہ جماعت انڈین نیشنل کانگریس کے حامی در ہنما تھے اور ان کو انگریز نواز کہنے کے اپنے پہلے دعوے کو جھٹلانا ہے، نیز بریلوی عالم کو یہ بھی خبر نہیں کہ علمائے دین جو اقدام بھی کرتے ہیں شریعت کی روشنی میں دینی فریضہ کے طور پر ہی

کرتے ہیں، ہاں ہوسکتا ہے بریلوی مولوی کچھ ایسے بھی اقدام کرتے ہیں جن کو وہ خود دین کے خلاف سمجھتے ہوں۔

قادری صاحب کو اپنے گروہ کے مولانا مظفر حسین کچھوچھوی کانگریس آئی کے ممبر پارلیمنٹ اور مولانا ریحان صاحب ممبر کونسل سے وہ آیت اور حدیث ضرور پوچھنی چاہیے جس کے تحت انہوں نے موجودہ حالات میں بھی کانگریس کے سایے میں پناہ چاہی ہے اور اس کے لئے ووٹ بھی طلب کئے ہیں اور دیوبندیو وہابیوں سے حمایت طلب کرکے حکومت کے ایوان میں پہنچے ہیں، یا یہ اعلان کردیا جائے کہ بریلوی علما سیاسی معاملات میں قرآن وحدیث کی رہنمائی سے بے پرواہو کر دین کے فریضہ کی ادائیگی سے راہ فرار اختیار کرنے کو صحیح سمجھتے ہیں اور یہ بھی ارشاد فرمایا جائے کہ جب کانگریس کی سیکولر اسٹیٹ کا مفہوم زیر وزبر میں (لادینی حکومت) لکھا ہے تو جس حکومت کو الحادی بتایا جائے اور اسی سے اقتدار کی کرسی طلب کیجائے کہاں تک جائز ہے۔ علماء دیوبند تو سیکولر اسٹیٹ کا مطلب مذہبی معاملات میں غیر جانبدار حکومت سمجھتے ہیں اور یہی سمجھ کر حمایت بھی کرتے ہیں، آپ اپنے مفہوم کے مطابق اپنے بارے میں جو شرعی فیصلہ کریں مطلع فرمائیں ؎

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

خاتمۃ الکتاب

بریلی کے نئے دین کا مختصر تعارف

تفصیل کے لئے میری کتاب "حق پر کون ہے" "قرآن پر ظلم" "باطل شکن" وغیرہ دیکھئے یہاں موضوع بحث کی مناسبت سے بریلوی اعلیٰ حضرت کے اس دین ومذہب کی چند جھلکیاں پیش کی جارہی ہیں جو ان کی کتب سے ظاہر ہے اور جس کی پابندی ان کے نزدیک ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (دیکھو وصایا شریف ص۱۲)

بانیٔ مذہب کی بلند شان

بریلویوں نے اپنے مذہب کے بانی مولوی احمد رضا خاں صاحب کی شان میں ایسی قصیدہ خوانی کی ہے کہ اپنے پیشوا کو رسالت اور خدائی کے مقام تک پہنچانے کی کوشش کر ڈالی ہے، اور یہ سب اس لئے کیا ہے کہ خود خاں صاحب نے اپنی شان اعلیٰ میں فرمایا ہے۔ ؎

زمانے میں میں گرچہ آخر ہوا ۔۔۔ وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا
خدا سے کچھ اس کا اچنبھا نہ جان ۔۔۔ کہ اک شخص میں جمع ہو سب جہان

(حسام الحرمین ص۱۱۵)

جامعیت بشر کے مقام پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فائز ہیں مگر بریلوی مقتدا خود کو اس کا اہل بتا رہے ہیں اور جو کسی سے نہ ہو سکا اسے کر دکھانے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ ؎

شان دیکھو یہ کبریائی کی ۔۔۔ بت کریں آرزو خدائی کی

اسی وجہ سے بریلوی لوگ اپنا مشکل کشا، حاجت روا، ساقی کوثر، شافی محشر،

بگڑی بنانے والا، حشر و نشر میں کام آنے والا اعلیٰ حضرت بریلوی کو سمجھتے ہیں۔

نغمۃ الروح میں ہے۔

دین و دنیا میں نہ کچھ مشکل پڑے ۔ اے میرے مشکل کشا احمد رضا ۸
عرض کرتی ہے مجھے سرکار سے ۔ اپنی ہر ہر التجا احمد رضا "
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو ۔ اپنے سایہ میں چلا احمد رضا ۹
حشر میں جب ہو قیامت کی تپش ۔ اپنے دامن میں چھپا احمد رضا ۱۱
جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے ۔ جام کوثر کا پلا احمد رضا "
قبر و حشر و نشر میں تو ساتھ دے ۔ ہو امر مشکل کشا احمد رضا "
میرے بگڑے کام بن جائیں ابھی ۔ گر اشارہ ہو ترا احمد رضا "

یہ اشعار پڑھنے والا یہ سوچنے پر مجبور ہوگا کہ بریلوی صاحبان اپنے امام کو پروردگار عالم، قاضی الحاجات، مستجیب الدعوات اور نہ جانے کن کن صفات خداوندی کا حامل مانتے ہیں، وصایا شریف ص۳۱ پر اعلیٰ حضرت بریلوی کے انتقال کا واقعہ ایسے انداز سے بیان کیا ہے جیسے وہ کوئی پیغمبر ہوں لکھا ہے: "چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے اس کے غائب ہوتے ہی اور جان نور جسم اطہر سے پرواز کر گئی۔

حضور اور جسم اطہر اور جان نور تو کسی پیغمبر کے لئے ایک ساتھ استعمال کرنے کا موقعہ تھا نہ کہ اپنے پیر کے لئے۔" اور ص۳ پر ہے" محرم ۱۲۷۲ھ میں حضور پر نور کی ولادت ہوئی۔

حضور پر نور تو بس حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بریلوی اعلیٰ حضرت کیسے ہو گئے؟ قبر میں تین سوال کئے جائیں گے (من ربك) تیرا رب کون ہے؟ (ما دینك) تیرا دین کیا ہے؟ (ما تقول لهذا الرجل) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل دکھا کر پوچھیں گے تو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ کسی حدیث میں کسی چوتھے سوال کا ذکر نہیں اب سنئے نغمۃ الروح

صـ۱۳ پر بریلوی شاعر کہتا ہے:
نکیرین آکے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے :: ادب سے سر جھکا کر لونگا نام احمد رضا خاں کا
آخر کس سوال کے جواب میں احمد رضا خاں کا نام آئیگا۔ وہ رب نہیں ہیں،
وہ دین بھی نہیں ہیں، پھر کیا پیغمبر ہیں؟ یہ نکتہ کوئی بریلوی ہی سمجھا سکتا ہے۔
آگے پڑھئے اسی صفحہ پر ہے: ؎
شفا بیمار پاتے ہیں طفیلِ حضرتِ عیسیٰ ہے زندہ کر رہا مردے خرام احمد رضا خاں کا
حضرت عیسیٰ کے طفیل میں بیمار ہی شفا پاتے تھے مگر احمد رضا خاں کے
ٹہلنے سے مردے زندہ ہو جاتے ہیں۔ یہ تعریف کا انداز مرزا غلام احمد کے اس شعر
جیسا ہے۔ ؎
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے
ایک نے نبوت کا کھلا دعویٰ کیا ہے اور دوسرے نے چھپا، پھر دونوں کے
سوچنے کا ڈھنگ یکساں کیوں نہ ہو، اور پڑھئے احمد رضا خاں کے مقام کو دل کا
کعبہ بھی مان لیا ہے۔ ؎
بلایا ہے خدا نے ہم کو خام احمد رضا خاں کا ہمارا کعبۂ دل ہے مقام احمد رضا خاں کا
نورِ مجرّد اور نورِ مطلق کو عین نور کہتے ہیں جو خدا تعالےٰ کی شان ہے، یہاں
احمد رضا خاں کو کہا جا رہا ہے ؎
نوری مورت نوری صورت ہے تری تو ہے عینِ نور یا احمد رضا
دل ملا آنکھیں ملیں ایماں ملا جو ملا تجھ سے ملا احمد رضا (صـ۳)
احمد رضا خاں سے سب کچھ ملنے کا عقیدہ کیا یہ ظاہر نہیں کر رہا ہے کہ
بریلوی ان میں خدائی شان سمجھتے ہیں؟ لیس کمثلہ شیٔ (خدا کے مثل
کوئی چیز نہیں)، اس خدائی صفت کو بریلوی شاعر اپنے امام میں مانتا ہے ؎
تیرا ہمسر کیسے ہو سکتا کوئی کوئی تجھ سا کب ہوا احمد رضا
یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

تیری نسل پاک سے پیدا کرے کوئی ہم رتبہ ترا احمد رضا (ص۴)

جنون عقیدت بھی عجیب چیز ہے پہلے دعویٰ کیا کہ ان کا ہمسر (برابر) کوئی ہو ہی نہیں سکتا، پھر دعا بھی ہو رہی ہے کاش ان کی اولاد میں کوئی ان کے ہم مرتبہ (برابر) پیدا ہو جاتا ناممکن کی دعا سے کیا فائدہ؟ بریلوی اپنے کو صرف احمد رضا خاں کا بندہ مانتے ہیں۔ ان کا شاعر کہتا ہے۔ ؎

لاج والے لاج تیرے ہاتھ ہے بندہ ہے بندہ تیرا احمد رضا (ص۷)

"بندہ بندہ تیرا" یعنی کسی دوسرے کا بندہ نہیں ہے تکرار تخصیص کا فائدہ دے رہی ہے۔ ؎

لاج رکھ لے میرے پھیلے ہاتھ کی اے میرے حاجت روا احمد رضا

میرے جگ داتا صدا سن لے مری کر عطا کچھ کر عطا احمد رضا (ص۸)

جگ داتا اور حاجت روا حقیقت میں بس اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر بریلوی پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر حضرت بڑے پیر کو بتلاتے تھے۔ اب پتہ چلا یہ کہنا نفاق کے طور پر تھا۔ ورنہ یہ صفات تو احمد رضا خاں صاحب کی ہیں۔ معاذ اللہ المدد یا غوث اعظم کہنے والے اب المدد یا احمد رضا کہنے لگے ہیں۔ انتخاب تقدیری کا کہنا ہے۔ ؎

وارث مصطفےٰ نائب مصطفےٰ عاشق مصطفےٰ شاہ احمد رضا
وقت مشکل کہو المدد یا رضا وقت مشکل اسی وقت ٹل جائیگا

احمد رضا خاں صاحب نے کہا تھا ؎

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ مالک کے حبیب کیونکہ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں اور محبوب و محب میں اپنا پرایا نہیں چلا کرتا۔ خدا تعالیٰ کی خدائی اس کے محبوب کی خدائی ہے اور بریلوی مولوی مظفر بدایونی احمد رضا خاں صاحب کو حضور انور کا محبوب بتلا رہے ہیں اس قاعدے سے پوری خدائی احمد رضا خاں کے ہاتھ میں آگئی ملاحظہ ہو ؎

آپ ہیں محبوب محبوب خدا رہنمائے حق امام احمد رضا (نغمات مظفر)

اسی وجہ سے جمیل قادری نے کہا ہے:

بھکاری آرہے ہیں بھیک لینے رضا کے در سے باڑہ بٹ رہا ہے

مدائح اعلیٰ حضرت میں ہے: ؎

کس کے آگے ہاتھ پھیلائیں گدا چھوڑ کر در آپ کا احمد رضا
کون دیتا ہے مجھے کس نے دیا میں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا
گر مصیبت میں کوئی چاہے مدد دفع فرمادیں بلا احمد رضا

یہ خدائی شان احمد رضا خاں صاحب میں تھی، ان کے صاحب زادے مفتی اعظم مصطفےٰ رضا صاحب کی شان میں رآز صاحب کہتے ہیں۔ ؎

نور حق چہرے پہ ہے نور نبی پوشیدہ ہے چاند تو نکلا ہے لیکن چاندنی پوشیدہ ہے
کس لئے مانگوں میں جاکر غیر سے آب حیات میرے مرشد کی نظر میں زندگی پوشیدہ ہے

تمام انبیاء و اولیاء کی تعلیم ہے ایک خدا تعالےٰ کو دافع البلاء اور معبود و مختار کل مانا جائے اسی سے دعائیں مانگی جائیں اس عقیدہ کو ٹھکرا کر کیسی کیسی ٹھوکریں کھائی جارہی ہیں، رآز صاحب کا کہنا ہے۔ ؎

کبھی شاہ احمد رضا یاد آئے کبھی ہم کو خواجہ پیا یاد آئے
کبھی شاہ غوث الوریٰ یاد آئے کبھی سرور انبیاء یاد آئے

کبھی کوئی یاد آرہا ہے کبھی کوئی، مستقل طور پر کسی کی یاد دل میں نہیں سمائی ہے سچ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اس سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے سوا کسی کو پکارے۔

علماء بریلی کی رسول دشمنی

فخر کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی کھلی ہوئی مخالفت کرنا ان کے تبلائے ہوئے عقائد و اعمال کے مقابلہ میں نئے عقیدے اور نئے مسئلے رائج کرنا قرآن و حدیث کے خلاف بغاوت کرنا سب سے

بڑی رسول دشمنی ہے اور بارگاہ رسالت میں بدترین گستاخی ہے جس سے بریلوی علماء بڑے سے چھوٹے تک مبتلا ہیں، کہنے والے نے سچ ہی کہا ہے۔

لو کان حبك صادقا لاطعته ان المحب لمن یحب مطیع

اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تم ان کی اطاعت کرتے محب اپنے محبوب کا فرماں بردار ہوتا ہے ان باغیان رسالت اور دشمنان نبوت کی بغاوت و دشمنی کے چند نمونے پڑھیے۔

ازواج مطہرات کے تقدس پر بریلوی حملہ

اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ (احزاب پ ۲۱)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہے اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ (ترجمہ رضویہ ص ۴۹۷)

دوسری جگہ ازواج مطہرات کے بارے میں فرمایا: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا (احزاب)

ترجمہ: "اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے ستھرا کردے۔" (ترجمہ رضویہ)

اللہ تعالےٰ نے جب اہل بیت نبی کو پاک فرمادیا تو جو ان کی عیب جوئی صراحتاً یا استعارۃً یا کنایۃً کرے وہ بہت بڑا گستاخ اور مجرم ہے، منافقوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان پاک میں ناپاک حربہ استعمال کیا تھا، اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں ان کی صفائی نازل فرمائی اور آئندہ کے لئے تنبیہ فرمادی۔ سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ

ترجمہ: الٰہی پاکی ہے تجھے، یہ بڑا بہتان ہے اللہ تمہیں نصیحت فرماتاہے

کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو؟

مگر بریلوی اعلیٰ حضرت نے خداوندی فرمان کو ٹھکراتے ہوئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے یہ کہا ہے:۔

نقل کفر کفر نہ باشد۔ ؎

بخیہ تار نگاہ سوزن مژگاں سے کرے آج آنکھوں میں ہے اک بلبل بیباک نظر

(استغفر اللہ)

؎

تنگ اور چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار

مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر

یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت

کہ ہوئے جاتے ہیں جامے سے بروں سینہ و بر

(استغفر اللہ) (حدائق بخشش حصہ سوم ص ۳۶، ۳۷)

وہ ماں جو سگی ماں سے بڑھ کر پاک ہیں جو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین زوجہ مطہرہ ہیں غضب ہے بریلویوں کے امام و شیخ و مرشد عریانیت لئے ہوئے الفاظ ان کے حق میں استعمال کر رہے ہیں اور فریب خوردگی یہ کہ ایسے شیطانی تخیل کے زینے سے بخشش و انعام کی اونچی چھت پر پہنچنے کے امیدوار ہیں یہ ہے چوری اور سینہ زوری۔

ارشد القادری کی تاویلات فاسدہ کی حقیقت

"بریلوی فتنہ کا نیا روپ"

میں بھی بریلوی اعلیٰ حضرت کے یہ کفریہ اشعار نقل کئے گئے ہیں، اس کے جواب میں ارشد القادری نے اپنے بڑوں کی حمایت کر کے مسلمانوں کی مقدس ماں کے وقار کو مجروح کرنے میں حصہ لیا ہے اور جہنم کی آگ خریدی ہے، ارشد القادری نے زیر و زبر میں پہلے تو یہ لکھا ہے کہ "یہ الزام بھی انتہائی شر انگیز گمراہ کن اور قطعی بے بنیاد ہے۔" (۳۹۰)

اور پھر یہ اقرار کر لیا کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے مجموعہ کلام میں موجود ہیں:۔

حدائق بخشش حصہ سوم سے جو اشعار انہوں نے اس الزام کے ثبوت میں نقل کئے ہیں اس کے متعلق ثابت کر دیں کہ وہ اشعار فاضل بریلوی کا نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں کہے ہیں ۔" (۲۹۰)

جو بات قطعی بے بنیاد بتلائی تھی اس کی بنیاد کا پتہ لکھنے کے بعد فاضل بریلوی کی صفائی میں یہ مغالطہ قابل عبرت ہے ۔ پڑھئے:

وہ کتاب نہ فاضل بریلوی کی حیات میں شائع ہوئی نہ اس کی ترتیب و اشاعت میں ان کے خاندان میں ان کے لوگوں کا ہاتھ ہے اور نہ بریلی کے مرکز سے اس کی توثیق کا اعلان ہوا ۔" (ص۲۹)

کیا بریلوی علماء صرف انہیں کی کتابوں کو مستند مانے ہیں (۱) جو فاضل بریلوی کی حیات میں شائع ہوئی ہوں (۲) جن کی ترتیب و اشاعت میں فاضل بریلوی کے خاندان کے لوگوں کا ہاتھ ہو (۳) جن کے قابل اعتماد ہونے کا اعلان بریلی مرکز سے ہوا ہو ۔ یہ تینوں شرطیں کتب خانہ اشاعت الاسلام دہلی سے شائع ہونے والے ترجمہ رضویہ و حواشی ، نعیمیہ اور بہار شریعت و فتاوی رضویہ میں ا بھی نہیں پائی جاتی ہیں اور زلزلہ و زیر و زبر وغیرہ قادری صاحب کی تصنیفات میں بھی یہ شرطیں موجود نہیں ہیں تو کیا ان سب کتابوں کو غیر معتبر اور غیر مستند سمجھا جائے آج تک کسی مصنف کی تصنیف کے معتبر ہونے کے لئے یہ شرط کسی عقل والے نے نہیں لگائی ہے کہ مصنف کے خاندان کے کسی شخص کے ہاتھوں ترتیب و اشاعت ہوئی ہو اور کسی مذہبی مرکز کی یہ شان ہو کہ وہاں کی تصدیق و توثیق کے بغیر اس مذہب کے کسی عالم کی کوئی تحریر قابل اعتبار ہی نہ سمجھی جائے قادری صاحب نے گناہ کے عذر پیش کرتے ہوئے بدترین گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور خود اپنے کو غیر مستند اور نا قابل اعتبار ہونے کا اعلان کر دیا ہے ، کیونکہ آنجناب بھی اپنے امام کے خاندان سے نہیں ہیں ۔ آگے تمام تر ذمہ داری مظہر اعلیٰ (اعلیٰ حضرت کے اوتار) مولانا حشمت علی کے بھائی مولانا محبوب علی خاں مرتب کتاب پر ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں

(مذکورہ شرائط نہ پائے جانے کی بنا پر) اس لئے کتاب کے مشتملات، اس کی ترتیب اور ماخذ و مسودات کے سلسلہ میں جو کچھ بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ تنہا کتاب کے مرتب پر عائد ہوتی ہے۔"

جبکہ ۳۰ سال سے زائد کا عرصہ ہوا کہ کتاب کے مرتب نے اپنا توبہ نامہ شائع کر کے اشعار کی ترتیب میں جوان سے لغزش واقع ہوئی تھی اس کا کھلے دل سے اعتراف کر لیا، اور اچھی طرح واضح کر دیا کہ جن اشعار کو مخالفین اپنی شقاوت کے نتیجے میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں سمجھ رہے تھے دراصل وہ اشعار تشبیب کے ہیں، ان کا تعلق حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات سے ہرگز نہیں ہے بلکہ عرب کی ان گیارہ مشرکہ عورتوں سے ہے جن کی پوری تفصیل مسلم شریف کی صحیح حدیث میں مذکور ہے۔ (۳۹۰)

وہ روایت بھی نقل کر دیتے تو اس جھوٹ کی حقیقت کچھ زیادہ ہی کھل کر سامنے آجاتی کہ یہ اشعار مشرکہ عورتوں کی شان میں ہیں، بریلوی طرز پر گذارش ہے کہ خاں صاحب بریلوی کا عرب کی ان گیارہ مشرکوں سے کون سا ظاہری یا پوشیدہ ربط و تعلق تھا۔ کہ ام المومنین کی شان میں قصیدہ لکھتے ہوئے درمیان میں وہ عورتیں یاد آگئیں اور ان کی تعریف کرنے لگے اور پھر اشعار میں تو ایک عورت کی تعریف معلوم ہوتی ہے، گیارہ کی منظر کشی کیسے سمجھ لی جائے؟ اگر یہ اشعار تشبیب کے لئے تھے تو ابتدا میں ہونے چاہئیں تھے جبکہ قادری صاحب خود لکھتے ہیں "دستور کے مطابق تشبیب کے اشعار قصیدے کے شروع میں ہوتے اور ترتیب دیتے وقت غلطی سے یہ اشعار درمیان میں آگئے تھے" (۳۹۱) ترتیب کی غلطی کیا اس قصیدے میں ہوئی تھی؟ اور بقول قادری صاحب علیحدہ کی موٹی سرخی بھی لگی ہوئی تھی (جبکہ یہ سراسر افسانہ ہے) سرخی لگانا یاد رہا اور ترتیب صحیح رکھنا یاد نہ رہا اور اس کفر کے شائع کرنے پھیلانے کا کفارہ صرف توبہ نامہ چھاپ دینا نہیں ہے بلکہ ایمان نکاح کی تجدید بھی ضروری تھی اس کی بھی وضاحت کر دی جائے کیا نیا نکاح اور

نئے سرے سے کلمہ بھی بریلوی غازی ملت نے پڑھا تھا اور اس کفریہ عقیدے کی اشاعت کے زمانے میں جتنی نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئیں کیا ان کے دہرانے کا بھی حکم دیا گیا اور کیا یہ شقاوت قلبی تلخی بد دیانتی اور فریب دہی اور دھوکہ بازی نہیں ہے کہ ان اشعار کی نسبت کو بے بنیاد اور گمراہ کن بھی بتایا جائے اور اس پر توبہ نامہ کی اشاعت کا اقرار بھی کیا جائے اور اعلیٰ حضرت اور ان کے خاندان کی پاکدامنی بھی بیان کی جائے پوری کتاب کے غیر مستند ہونے کے دلائل بھی دیئے جائیں، حدیث کا سہارا بھی لیا جائے، ترتیب میں غلطی کا اقرار بھی کیا جائے اور مشرکہ عورتوں کی اکسی بھی خصوصی تعلق کی بنا پر (تعریف کا بہانہ تراشا جائے اور پھر بھی بات بنائے نہ بنے تو حق پرست علماء پر طعن و تشنیع کر کے اپنے جرم کو چھپانے کی کوشش کی جائے۔ اہل انصاف کی نظر میں امت کی ماؤں کے وقار پر حملہ کرنے والے بریلوی علماء کی یہ تاویلات فاسدہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہیں اور اس گمان کو تقویت دینے کا ذریعہ ہیں کہ جب قصیدہ کا عنوان ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کی مدح میں ہے تو درمیان ناپاک اشعار کی نسبت مشرکہ عورتوں کی جانب کرنا شیعہ صاحبان کی طرح تقیہ بازی ہے ورنہ شرک کی نسبت بھی نعوذ باللہ ازواج مطہرات کی طرف کرنے سے یہ گستاخ چوکنے والے نہیں ہیں، اس کی سزا دنیاوی عدالت سے کتاب چھاپنے کی ممانعت اور مرتب کو معافی مانگنے پر مجبور کرنے کی شکل میں مل چکی ہے اور ابھی پورا حساب میدان حشر میں ہونا باقی ہے جہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگا، ہر کھوٹا کھرا الگ ہو جائے گا۔

ازواج مطہرات کی شان میں بریلوی امام کا ناروا جملہ

بریلوی اعلیٰ حضرت نے ازواج مطہرات کی شان میں نامناسب جملہ الملفوظ حصہ چہارم ص۲۷ پر بھی استعمال کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں

وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں"!

شب باشی کی اصطلاح عرف عام میں نامناسب مفہوم کے لئے ہے جس کو بولتے ہوئے خاں صاحب کو حیا نہیں آئی، اگر کسی نے حیات النبی کے عقیدے کی تفصیل میں یہ خاص جزئیہ نص شرعی ہونے کے باوجود استخراج کیا ہی تھا اس کے بیان کے لئے اعلیٰ حضرت کے الفاظ یقینی طور پر غیر مہذب اور گستاخی لئے ہوئے ہیں، اور اس کا ذکر اس طریقہ سے بطور واقعہ ذکر کرنا بھی کوئی شریف الطبع انسان گوارہ نہیں کرے گا، حیات النبی کے عقیدے کا بیان علماء حق نے بھی عالمانہ انداز میں کیا ہے مثلاً شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ البتہ اپنے اکابر کا جو عقیدہ سنتے چلے آئے ہیں اور اس میں کوئی تردد نہیں وہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنے جسد مبارک کے ساتھ قبروں میں زندہ ہیں فان اللہ حرم علی الارض ان تاکل جسد انبیاء کما قال صلی اللہ علیہ وسلم دوسری حدیث میں نبی اللہ یرزق وغیرہ کثرت سے ہیں اور یہ وہی حیات ہے جو شہداء کے لئے قرآن کریم میں ذکر کی گئی ہے۔ البتہ حسب مراتب ان حضرات کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ قوی ہے۔ لیکن وہ دنیوی حیات بھی نہیں ہے"۔ الفرقان شیخ الحدیث نمبر ۲۹۱

ایک صحابیؓ یا تابعیؒ کی شان میں اعلیٰ حضرت کی گستاخی

الملفوظ دوم صہ ۴۲ پر حضرت عبد الرحمن انصاری صحابی کو بریلوی اعلحضرت نے کافر کہا ہے، عبارت یہ ہے" ایک عبد الرحمن قاری کہ کافر تھا" جبکہ تہذیب التہذیب ج ۶ صہ ۲۲۳ اور تقریب التہذیب صہ ۳۱۵ میں انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے اگر ایک کمزور قول سے انہیں صحابی نہ تسلیم کیا جائے پھر بھی تابعی ہونا سب کو مسلّم ہے پھر بھی خانصاحب کی جرأت کافرسازی قابل عبرت ہے کہ ایک جلیل القدر تابعی بھی ان کی زد سے نہ بچے پھر ہم اور آپ کس شمار میں ہیں۔

اپنے فتووں کی تعریف میں علم نبوی کی تنقیص (فتاوی رضویہ کے)

مقدمہ میں سے لَمْ یَطْمِثْهُنَّ قَبْلِیْ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ اپنے فتاوی کی تعریف میں یہ فاضل بریلوی کا ارشاد ہے، جس کا ترجمہ خود ہی یہ لکھا ہے:

"اور ستھری دلہنیں گویا وہ یاقوت و مرجان ہیں جن کو مجھ سے پہلے کسی آدمی یا جن نے ہاتھ نہیں لگایا،" اس عبارت پر کئی اعتراض وارد ہوتے ہیں کوئی بریلوی فاضل جواب دینے کی ہمت کرے گا۔

پہلا اعتراض یہ ہے کہ جب آپکے اعلیٰ حضرت کے فتوے ایسے ہیں جن تک کسی انسان یا کسی جن کی رسائی نہیں ہوتی ہے تو لامحالہ وہ فتوے مَن گھڑت اور نئے ہیں، ان کا لکھنے والا اپنے اقرار سے محدثات و بدعات کو ایجاد کرنے والا بدعتی ہوا ہے یا نہیں؟

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ آپ کے اعلیٰ حضرت نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم ماکان ومایکون ہونے کے اپنے عقیدے کا یہاں انکار کیا ہے کیونکہ ہونے والے واقعات میں فتاوی رضویہ بھی شامل ہیں جن کا علم حضورؐ کو آپ کے عقیدے کے مطابق پہلے سے ہونا چاہیئے جبکہ آپکے اعلیٰ حضرت کہہ رہے ہیں کسی انسان کی ان فتووں تک پہونچ نہیں ہے کسی انسان میں حضورؐ بھی داخل ہیں نکرہ تحت النفی حصر کا فائدہ دیتا ہے اس قاعدے کو ذہن میں رکھتے ہوئے جواب دیجئے کہ آپ کا عقیدہ صحیح ہے یا یہ ارشاد دونوں میں سے ایک کی تردید کرنے سے آپکے پیشوا کا جھوٹ ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ آپ کے اعلیٰ حضرت نے اپنے علم حضورؐ کے علوم عالیہ پر ترجیح دی ہے جبھی تو اپنے فتووں تک کسی انسان کی پہنچ نہ ہونے کا اعلان کیا ہے۔

قرآن مجید کے خلاف بریلوی بیانات

بریلوی اعلیٰ حضرت نے کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن ص۱۰۹ پر آیت قل قد جاءکم الخ کا یہ مطلب ہے:۔

تم فرمادو مجھ سے پہلے بہت سے رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں اور یہ حکم لیکر آئے جو تم کہتے ہو پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر سچے ہو۔ اور آیت کلما جاءکم الخ کے ترجمہ میں بھی رسولوں کی شہادت کا اقرار ۱۳۳۰ھ میں کیا ہے پھر ۱۳۳۸ھ میں الملفوظ حصہ چہارم ص۲۷ پر کہتے ہیں "رسولوں میں سے کوئی شہید کیا گیا، انبیاء البتہ شہید کئے گئے رسول کوئی شہید نہ کیا گیا یقتلون النبیین فرمایا نہ کہ یقتلون الرسل۔ کہنے کے بعد ۱۳۴۰ھ میں آپ کے اعلیٰ حضرت کا انتقال ہوگیا انہوں نے قرآن مجید کے صریحی بیان کا جسے وہ خود لکھ چکے تھے اقرار کرکے اپنے حسام الحرمین ص۲۳ پر لکھے ہوئے اس فتوے سے کافر ہوگئے۔ کلام الٰہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے اب اگر کوئی ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قرآن عظیم فرمارہا ہے کہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں صرف ایک نہ ماننے سے کافر ہے:۔ اور یہاں آپ کے اعلیٰ حضرت نے ایک ہی بات نہیں بلکہ کئی قرآن مجید کی باتوں کا انکار کیا ہے، قرآن مجید میں ہے فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِىْ يَوْمَيْنِ (حٰم سجدہ ۱۲ ص۲۴) "تو انہیں پورے سات آسمان کردیا دو دن میں۔" (ترجمہ رضویہ)

یہ آیت اخبار میں سے ہے جس کے منسوخ ہونے کا احتمال نہیں ہے اس کے خلاف الملفوظ اول ص۶ پر کہتے ہیں "رب العزت تبارک و تعالیٰ نے چار دن میں آسمان اور دو دن میں زمین یک شنبہ تا چہارشنبہ آسمان شنبہ تا جمعہ زمین، نیز اسی جمعہ میں بین العصر و المغرب آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا" اس میں چار دن میں آسمانوں کے پیدا فرمانے کا بیان ہے، بچاس

سال سے اسی طرح برابر بریلوی مولوی صاحبان اپنے اعلیٰ حضرت کا یہ قرآن کیخلاف بیان چھاپ رہے رہیں، کیا سب قرآن مجید کے علم سے جاہل ہیں جو اصلاح نہ کر سکے یا اعلیٰ حضرت کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ان کی کتابوں سے جو مذہب ظاہر ہے اسے قرآن و حدیث والے مذہب سے اہم فرض سمجھ رہے ہیں۔

۴۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا حکم کی یہ صفت بیان ہوئی ہے اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ اگر بریلوی اعلیٰ حضرت حدائق بخشش حصہ دوم ص۲۰ پر حضرت بڑے پیرؒ کی شان میں کہتے ہیں ؎

ان کا حکم جہاں میں نافذ　　　قبضہ کل پہ دکھاتے ہیں یہ
قادر کل کا نائب اکبر　　　کن کا رنگ دکھاتے ہیں یہ
اسد سے احمد اور احمد سے تجھکو　　　کن اور سب کن فکن حاصل ہے یا غوث
تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے　　　تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غوث

یعنی بڑے پیرؒ تو قادر مطلق اور مختار کل ہیں اور بقیہ تمام اصحاب تصرف ان کے مظہر (اوتار) ہیں۔ ایک طرف مخلوق کے لئے یہ قدرت کاملہ تامہ شاملہ کا عقیدہ اور دوسری طرف حال یہ ہے کہ الملفوظ چہارم کے آخری صفحہ پر لکھ دیا ہے کہ اتری ہوا نے اللہ کا حکم نہیں مانا تھا معذرت کر دی تھی، دیکھو تفصیل کے لئے حصہ چہارم اور اس پر مکمل تبصرہ "حق پر کون ہے؟" نامی کتاب میں ہے، یہاں ہم اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ بریلوی اکابر کی قرآنی تلبیسات و تحریفات ہم "قرآن پر ظلم" وغیرہ میں لکھ چکے ہیں۔

بریلوی علماء کا باہمی تصادم اور مذہبی ٹکراؤ

بریلوی علماء نے نیا دین و مذہب نکالا ہے جس میں وہ مولوی احمد رضا خانصاحب کو اپنا امام و مقتدائے اعظم ماننے کے باوجود مذہب سازی کی عادت سے مجبور ہو کر آپس میں تصادم و ٹکراؤ بھی کرتے رہے رہیں، جس کے چند نمونے ارشد القادری جیسے علماء حق پہ۔ مذہبی

خودکشی کا الزام عائد کرنے والوں کے سامنے پیش کئے جارہے ہیں۔

مرادآبادی مفسر اور سیف بنارسی میں ٹکراؤ

قرآن شریف میں ہے:

قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ

ترجمہ رضویہ یہ ہے "وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے"۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے مولوی نعیم الدین مراد آبادی نے لکھا ہے "پھر دنیا میں واپس آنے کی یا یہ معنی ہیں کہ یہود ثواب آخرت سے ایسے ناامید ہوئے جیسے کہ مرے ہوئے کافر اپنی قبروں میں اپنے حال کو جان کر ثواب آخرت سے بالکل مایوس ہیں"
(حواشی نعیمیہ بر ترجمہ رضویہ ص ۶۵۶)

اس تفسیر میں قبروں تک پہنچ جانے والے کافروں کی مایوسی کے دو مطلب بیان ہوئے ہیں:

۱۔ دنیا میں واپس آنے سے ناامید ہو چکے ہیں۔
۲۔ آخرت کا ثواب ملنے سے ناامید ہو چکے ہیں

یہی دو مطلب قرآن مجید کے مفسرین نے عام طور پر لئے ہیں مگر نئے زمانے کے بریلوی علماء کی قرآن دشمنی دیکھئے سیف بنارس مولانا ابوالرضا محمد نعمان صدیقی مصطفوی قادری نوری بالقابہ اپنی کتاب نفحات ادبیا مصدقہ مصطفےٰ رضا صاحب کے ص۷ پر لکھتے ہیں:

یہ ہے کہ ان کافروں کی حالت جو قبر والوں سے ناامید ہو چکے تھے اور گمان کرتے تھے کہ اہل قبور دیکھتے سنتے نہیں مگر کفار کا زعم بالکل باطل وبے بنیاد ہے بلکہ اہل قبور اپنے زائرین کو دیکھتے ان کے کلام وسلام کو سنتے سمجھتے ہیں۔

مردوں کے سننے دیکھنے کے مسئلے سے آیت کا دور سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے مگر یہ ظالم محرف قرآن اپنے اعلیٰ حضرت اور مفسر کے ترجمہ وتفسیر کو بھی ٹھکرا کر ایک نیا مطلب نکال کر ان لفظوں میں تبرا بازی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ ان محبوبانِ بارگاہ سے استمداد و استعانت عند اللہ حق ہے اور اس کے برعکس عقیدہ و خیال رکھنا کفار و مشرکین کے عقیدے ہیں۔" (۷)

ان عقل و نقل اور خدا اور رسولؐ کے دشمنوں کو کون سمجھائے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ کے محتاج و سائل تمام بندے ہیں اس کے در کے سب فقیر ہیں، یہ وہ مضمون ہے جو قرآن مجید کی تفسیر میں بریلوی مفسر کو بھی لکھنا پڑا ہے، قرآن مجید میں ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ

ترجمہ رضویہ میں ہے "اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں کو سراہا، اور تفسیر نعیمی میں ہے۔" یعنی اس کے فضل و احسان کے حاجت مند ہیں اور تمام خلق اس کی محتاج ہے، حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ خلق ہر دم اور ہر لحظہ اللہ تعالےٰ کی محتاج ہے اور کیوں نہ ہوگی ان کی ہستی اور ان کی بقا سب اسی کے کرم سے ہے۔ (سورہ فاطر صـ۵۱۸)

اور سورہ رحمٰن کی تفسیر کرتے ہوئے صـ۹۳۳ پر لکھتے ہیں "فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں سب اس کے فضل کے محتاج ہیں اور زبان حال و قال سے اس کے حضور سائل۔

تفسیر و ترجمہ میں پرانے اور نئے بریلوی فضلاء کا اختلاف و تضاد بیان عبرتناک ہے، کون صحیح کہہ رہا ہے کون غلط اس کا فیصلہ قادری صاحب ہی کر دکھائیں ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ دو شریعتیں مانتے ہیں، کبھی شریعت محمدیؐ کے مطابق کلام کرتے ہیں کبھی اپنی مصنوعی شریعت کے موافق کہتے ہیں، اسی لئے تضاد و ٹکراؤ ہو جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت اور مولوی امجد علی کی تضاد بیانی

مولوی احمد رضا خاں صاحب

الملفوظ اول صـ۳۹ پر کہتے ہیں: "وہابیہ کے لئے دعا کرنا فضول ہے ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ ان کے لئے آچکا ہے وہابی کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔"

پتہ چلا وہابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک سے ہیں، اور آیت تک ان کے حق میں نازل ہوئی ہے مگر مولوی امجد علی بہار شریعت اول ص ۶۳ پر لکھتے ہیں " وہابی ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا اس مذہب کا بانی محمد ابن عبدالوہاب نجدی تھا۔"

۲۔ مولوی احمد رضا خاں کہتے ہیں " بحمداللہ تعالے میں اپنی وہ حالت پاتا ہوں جس میں فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن بحمداللہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں۔ (الملفوظ چہارم ص ۵)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خانصاحب کسی ایسے غیر مکلف ہونے کے مقام پر پہنچ گئے تھے جہاں سنتیں معاف ہوجاتی ہیں جو کہ شریعت میں داخل ہیں بلکہ شریعت کی بنیاد ہی سنت نبوی پر ہے اور جو شخص شریعت سے معافی کا دعویٰ کرے وہ کفر والحاد میں مولوی امجد علی کے نزدیک مبتلا ہے، ملاحظہ ہو:

" احکام شرعیہ کی پابندی سے کوئی کیسا ہی ولی کیسا ہی عظیم ہو سبکدوش نہیں ہو سکتا۔" آگے وضاحت کرتے ہیں " بعض جاہل متصوف جو یہ کہدیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور، اسی زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا کفر والحاد ہے۔" (بہار شریعت ص ۵)

اس کفر والحاد کے فتوی سے سنتوں کی معافی کا دعویٰ کرنے والے اعلیٰ حضرت کیسے بچ سکیں گے، اور کیا سنت سے اپنے کو آزاد سمجھنے والا سنی بھی ہو سکتا ہے امام اہل سنت ہونا تو دور کی بات ہے؟

۳۔ بہار شریعت میں ہے " اس کی (یعنی اللہ کی) صفات نہ مخلوق نہ زیر قدرت داخل۔" اس سے معلوم ہوا کہ خدا کی کوئی صفت مخلوق نہیں ہو سکتی اور یہی آیت لیس کمثلہ شئی کے مطابق ہے مگر اعلیٰ حضرت الامن والعلیٰ ص ۹ پر لکھتے ہیں: " نبی کی سب شانیں خدا کی شانیں ہیں، تو خدا کی بعض شانیں ضرور نبی کی شان ہیں۔"

شان صفت کو کہتے ہیں، مطلب یہ ہوا خدا کی بعض صفات نبیؐ میں ضرور موجود ہیں، اب بریلوی علما ہی اپنے بڑوں کی یہ جو تم بیزاری دیکھ کر کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں

مظہر اعلیٰ حضرت اور صدر الشریعہ کا ٹکراؤ

مظہر اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کے اوتار) حشمت علی خان پیلی بھیتی، شمع ہدایت حصہ سوم ص۹۵ پر لکھتے ہیں

"اور جب فاتحہ کی حقیقت معلوم ہوگئی تو تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں سہ ماہی، چھ ماہی، برسی وغیرہ اور بزرگان دین کو نیاز و نذر، عرس، بی بی صحنک بوعلی شاہ قلندر کی سہ منی، شاہ عبدالحق کا توشہ، بڑے پیر صاحب کی گیارہویں وغیرہ کا حال کھل گیا۔ کہ وہ سب بھی شرعاً جائز و ثواب ہیں کہ دراصل فاتحہ ہیں۔"

مگر مولوی امجد علی بہار شریعت میں لکھتے ہیں:

"میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و قبیح ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت اور اگر فقراء کو کھلائیں تو بہتر ہے۔"

اب اس دوری کا مطلب سوائے اس کے اور کیا سمجھا جائے کہ علماء میں منہ دکھانے کے لئے ان دعوتوں کو ناجائز لکھدیا اور دعوتیں اڑانے کے لئے جائز لکھدیا۔

شام کو مے پی اور صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

دو عبرتناک تصادم

الملفوظ اول ص۸۰ پر لکھتے ہیں:
خلافت راشدہ وہ خلافت ہے جو منہاج نبوت پر ہو جیسے حضرات خلفائے اربعہ اور حسن مجتبیٰ اور امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے کی اور اب میرے خیال میں ایسی خلافت راشدہ امام مہدی ہی قائم کریں گے "الغیب عند اللہ" اور الملفوظ سوم ص۷ پر ہے: ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ،

عثمانی غنیؓ، مولا علیؓ، امام حسنؓ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ تھی" اور بہار شریعت اول ص۵۵ پر ہے" امیر معاویہ اول ملوک اسلام ہیں" اب اس دو رنگی کو کیا نام دیا جائے کہ امیر معاویہ کو خلیفہ راشد بھی کہہ رہے ہیں اور عام بادشاہ بھی۔

خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے　　ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

الملفوظ حصہ اول ص۱۲ پر اعلیٰ حضرت کہتے ہیں:

مجھے بڑے بڑے سفر کرنے پڑے اور بفضلہ تعالیٰ پنجوقتہ جماعت سے نماز پڑھی، قیام در کوع تو ریل میں بھی بخوبی ہو سکتا ہے ہاں بعض وقت دقت ہوتی ہے" اور بہار شریعت چہارم ص۹ پر اور قانون شریعت ص۱۱ پر لکھا ہے چلتی ریل گاڑی پر بھی فرض، واجب و سنت فجر ادا نہیں ہو سکتے؟

بریلوی مولوی صاحبان ہی بتا سکتے ہیں کہ چلتی ریل گاڑی پر پنجوقتہ نماز باجماعت پڑھ کر اعلیٰ حضرت نے علی الاعلان ناجائز کام کیوں کیا؟ (واضح ہو ملفوظ میں قیام رکوع کی وقت کا ذکر ہے جو چلتی ریل میں ہی پیش آ سکتی ہے اس لئے کھڑی ریل پر پڑھنے ریل پر پڑھنے کی تاویل نہ چل سکے گی ویسے ہی مطلق اپنے اطلاق پر رکھا جاتا ہے۔)

پہلے دن حرام دوسرے دن حلال

غرض کا فر ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمان کو لینا جائز ہے یا نہیں؟ ارشاد اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثاء کے تیوہار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی۔　　(الملفوظ اول ص۹۱)

نماز میں بوسہ بازی اور بیوی یا اجنبیہ عورت کی شرمگاہ دیکھنا نماز کو فاسد نہیں کرتا

بطور نمونہ یہ مسائل بھی پڑھ لیجئے:

مسئلہ: مرد نماز میں تھا عورت نے اس کا بوسہ لیا اس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی نماز جاتی رہی

اگرچہ یہ اس کا اپنا فعل نہ تھا اور عورت نماز پڑھتی ہو مرد بوسہ لے عورت کو خواہش پیدا ہو تو عورت کی نماز نہ جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ اول ص۶۷)

مسئلہ: نماز میں اگر بیگانہ عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑ جائے جب بھی نماز اور وضو میں خلل نہیں مگر عورت کی مائیں اور بیٹیاں اس پر حرام ہو جائیں گی جبکہ فرج داخل پر نظر شہوت پڑی ہو اور اگر قصداً ایسا کرے تو سخت گناہ ہے مگر نماز اور وضو جب بھی باطل نہ ہوں گے۔

مسئلہ: عورت کو طلاق رجعی دی تھی یہ نماز پڑھ رہا تھا اتفاقاً عورت کی فرج داخل پر نظر شہوت جا پڑی کہ رجعت ہو گئی اور نماز اور وضو میں کچھ خلل نہیں ہاں قصداً ایسا کرے تو کراہت ہے۔" (ایضاً)

مسئلہ: بچہ کے کپڑے یا بدن میں نجاست لگی ہے اسے گود میں لے تو نماز جائز ہے۔ (الملفوظ ص۶۷)

چند بریلوی بدعات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو خبردار فرمایا ہے ایاکم و المحدثات فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ خبردار بچو دین میں نئی باتیں نکالنے سے کیونکہ دین میں نکالی ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

بریلوی علماء کو پیغمبر کی مخالفت کرنے ہی میں شاید لطف آتا ہے۔ اس قسم کی صریح احادیث سے بغاوت کرتے ہوئے بدعتیں نکالتے ہیں ان کی چند بدعات یہ ہیں جن سے اور تمام دوسری بدعتوں سے پرہیز لازم ہے۔

۱۔ قبر پر دفن کے بعد اذان کہنا جس کی فضیلت و اہمیت میں "ایذان الاجر فی اذان القبر" نامی کتاب بریلوی امام نے تحریر کی ہے جبکہ حنفی علماء نے اسے خلاف سنت قرار دیا ہے۔ (دیکھو فتاویٰ شامی اول ص۲۶۱)

۲۔ نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا جسے شامی میں مکروہ لکھا ہے اور بعض علماء نے شیعوں کا طریقہ بتایا ہے۔

(۳) نمازوں کے بعد کھڑے ہو کر اردو میں اعلیٰ حضرت کا درود و سلام پڑھنا، یہ تازہ بریلوی مذہب کا رکن ہے جبکہ اسلامی شریعت میں نماز والا عربی کا درود و سلام جو قعدہ اخیرہ میں پڑھا گیا کافی ہے،

(۴) صلوٰۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ یہ نماز بدعت ہے جس کی تعلیم بہار شریعت میں ہے۔

(۵) صلوٰۃ الرغائب جو فتاویٰ شامی اول ص۱۶۱ پر بدعت لکھی ہے اور بہار شریعت چہارم ص۳۲ پر یہ ماننے کے بعد کہ فقہاء اسے ناجائز و بدعت و مکروہ بتلاتے ہیں اجازت لکھدی کہ تین سے زائد مقتدی نہ ہوں تو اصلاً کچھ حرج نہیں۔ (۶) نعرۂ رسالت یا رسول اللہ اور نعرۂ غوثیہ یا غوث اور نعرۂ حیدری یا علی اور نعرۂ اعلیٰ حضرت یا رضا لگانا اول تو یہ نعرے ہی بدعت ہیں دوسرے تین خلفائے راشدین کے ذکر کو چھوڑ کر صرف چوتھے خلیفہ کا ذکر کرنا شیعوں کی تقلید ہے۔ (۷) جمعہ کی دوسری اذان مسجد سے باہر غیر مقلدوں کی تقلید میں کہلانا اور صحابہؓ اور ائمہؒ و فقہاءؒ کے عمل کو ٹھکرانا۔

(۸) اذان و اقامت کے درمیان ایک نئی اذان جاری کر کے اذان مسنونہ کی اہمیت گھٹانا۔

(۹) المدد یا غوث اعظم المدد یا احمد رضا کے وظیفے پڑھنا۔

(۱۰) بچے کے کان میں سات مرتبہ اذان کہنا جیسا کہ الملفوظ سوم ص۱ پر حکم ہے۔

(۱۱) وہابیہ کی بنوائی مسجد کو گھر کے مثل بتانا (ملاحظہ ہو الملفوظ اول ص۹۳) اور اس طرح مسجد حرام اور مسجد نبوی کی موجودہ تعمیر کی اہانت کرنا کیونکہ وہ تعمیر سعودی وہابی حکومت نے کرائی ہے۔

(۱۲) مسجد نبوی اور مسجد حرام کی جماعت کو (جس میں دنیا بھر کے مسلمان شامل رہتے ہیں) چھوڑ کر الگ نماز پڑھنا۔

(۱۳) خطوط اور تحریروں کی ابتداء ۷۸۶/۹۲ سے کرنا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ترک کرنے کی عادت ڈالنا۔

حضرت بڑے پیر کا فتویٰ اہل بدعت کیلئے

غنیتہ الطالبین صـ ۱۳۶ سے صـ ۱۳۸ تک عربی میں اہل بدعت سے بچنے کی سخت تاکید حضرت بڑے پیرؒ نے فرمائی ہے اگرچہ حنفی مسلک پر ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، مگر بڑے پیرؒ نے قطعی ترک تعلق کا حکم کر کے مسلک پر دیا ہے، عبارت کا ترجمہ پڑھئے:

"پس مومن پر سنت اور جماعت کی پیروی کرنا لازم ہے پس سنت طریقہ وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری کیا ہو اور جماعت سے مراد وہ طریقہ ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے چاروں اماموں خلفاء راشدین مہدیین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے دور خلافت میں اجماع کیا اور نہ اہل بدعت سے زیادہ مجلس کرے اور نہ ان کے پاس جائے اور نہ ان کو سلام کرے، اس واسطے کہ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ جس نے بدعتی کو سلام کیا تو البتہ اس نے اس کو دوست رکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی دلیل سے، کہ آپس میں سلام پھیلاؤ کہ آپس میں محبت ہو جائے۔ اور نہ اس کے پاس بیٹھے اور نہ ان کے نزدیک ہوئے اور نہ عیدوں اور خوشیوں کے وقتوں میں ان کو مبارکباد کہے اور جب وہ مر جائے تو ان کا جنازہ نہ پڑھے، اور جب ان کا ذکر ہو تو ان کو رحمت نہ بھیجے بلکہ خدا کے واسطے ان سے دور رہے اور نفرت رکھے، اس حال میں کہ بدعتیوں کے مذہب کو باطل جانتا ہو اس سے بہت ثواب اور اجر کی امید رکھتا ہو

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص بدعتی سے اللہ واسطے نفرت رکھے اللہ اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دیتا ہے اور اللہ کے واسطے بدعتی کو غصے سے جھڑکے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے امن میں رکھے گا اور جو بدعتی کو حقیر جانے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا درجہ بلند کرے گا اور جو اس

سے بشاشت وخوشی سے ملا اس نے اس چیز کو ہلکا جانا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی اور ابوالخیر سے روایت ہے جو ابن عباس رضؓ سے نقل ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا بدعتی جب تک اپنی بدعت کو نہ چھوڑے خدا اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا اور فضیل ابن عیاض ؒ نے کہا جو بدعتی کو دوست رکھے خدا اس کے عمل کو باطل کر دیتا ہے اور اس کے دل سے ایمان کا نور نکال ڈالتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی مرد کی یہ بات معلوم کرتا ہے کہ وہ بدعتی سے نفرت رکھتا ہے۔ تو میں اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ اس کے گناہوں کو بخشے اگرچہ اس کا نیک عمل کم ہو اور جب تو کسی بدعتی کو راہ میں دیکھے تو وہ راہ چھوڑ کر دوسری راہ لے۔ اور فضیل ابن عیاض ؒ نے کہا میں نے سفیان ابن عینیہ سے سنا وہ کہتے تھے جو بدعتی کے جنازے کے ساتھ جائے وہ واپس آنے تک خدا کے غضب میں رہتا ہے۔ اور البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعتی پر لعنت کی اور فرمایا کہ جو شخص بدعت نکالے یا بدعتی کو ٹھکانہ دے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اللہ اس کا نہ صرف قبول کرے گا اور نہ عدل۔ مراد صرف سے فرض عبادت ہے اور عدل سے نفل۔ ابوایوب سجستانی ؒ سے روایت ہے کہ جب تو کسی مرد سے حدیث بیان کرے اور وہ یہ کہے چھوڑ اور قرآن بیان کر تو جان لے کہ وہ بے شک گمراہ ہے۔

وصلی اللہ علی سید المرسلین
محمد وآلہ وصحبہ اجمعین
واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین